★ ABC CERTIFIED ★
Member APNS
روزنامہ
تعمیر وطن کوئٹہ
Daily Tameer-e-Watan Quetta
جلد نمبر 27......شمارہ نمبر 262 بروز ہفتہ 20 جون 2026ء 4 محرم الحرام 1447ھ...... قیمت 7 روپے (صفحات 8) کوئٹہ اور اسلام آباد سے بیک وقت شائع ہونے والا قومی اردو روزنامہ چیف ایڈیٹر: محمد عاطف خان...... ایڈیٹر: ایم ایس خان

جنوبی لبنان میں اسرائیلی فضائی حملے، 18 افراد ہلاک

بیروت، یروشلم (آن لائن) جنوبی لبنان میں اسرائیلی فضائی حملوں کے نتیجے میں کم از کم 18 افراد ہلاک اور 33 زخمی ہو گئے ہیں، لبنانی وزارت صحت کے مطابق حملے 10 سے زائد دیہات اور قصبوں میں کیے گئے۔ حکام کا کہنا ہے کہ اسرائیلی حملوں کی شدت کے باعث ہلاک اور زخمی افراد کی فوری منتقلی ممکن نہیں ہو سکی، جس سے جانی نقصان میں اضافہ ہوا۔ یہ حملے امریکہ اور ایران کے درمیان جنگ بندی کے بعد خطے میں ہونے والی سب سے مہلک کارروائیوں میں شمار کیے جا رہے ہیں۔

ایران امریکا معاہدہ پاکستان کی بڑی کامیابی، بھارتی کانگریس مودی سرکار پر برس پڑی

نئی دہلی (آن لائن) ایران امریکا امن معاہدے پر پوری دنیا پاکستانی کردار کی کامیابی کی معترف ہے اور ادھر بھارتی کانگریس مودی سرکار پر تنقید کے نشتر برسا رہی ہے۔ ایران امریکا جنگ بندی اور امن معاہدے میں پاکستان کی کامیاب ثالثی پر بھارت میں مودی حکومت پر شدید تنقید ہونے لگی۔ بھارتی اپوزیشن اور میڈیا پاکستان کی کامیاب سفارت کاری اور اس کے سراہے جانے کو مودی سرکار کی ناکامی قرار دے رہا ہے۔ بھارتی جریدے دی ٹریبیون کے مطابق کانگریس کے جنرل سیکرٹری جے رام رمیش نے کہا کہ ایران امریکا امن معاہدے کو اسلام آباد ایم او یو قرار دیا جانا خطے میں پاکستان کی بڑھتی اہمیت اور عالمی اثر و رسوخ کو ظاہر کرتا ہے۔

تعلیم اور سماجی ترقی کے شعبوں میں نجی و کمیونٹی اقدامات نہ صرف قابلِ تحسین ہیں بلکہ یہ حکومتی اداروں کے ساتھ مل کر پائیدار ترقی کی بنیاد فراہم کرتے ہیں، میر سرفراز بگٹی

تعلیمی اور سماجی شعبوں میں عوامی شراکت داری پائیدار ترقی کی ضامن ہے، وزیر اعلیٰ بلوچستان

گلستان میں مقامی سطح پر تعلیم کے فروغ میں کمیونٹی کا کردار انتہائی اہم اور قابل قدر ہے اور حکومت بلوچستان اس ماڈل کو دیگر علاقوں تک بھی وسعت دینے کی خواہاں ہے، بات چیت

کوئٹہ (خ ن) وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی سے جمعہ کو یہاں گلستان کے ممتاز قبائلی و سماجی رہنما سردار احمد خان شیرانی کی قیادت میں ایک اہم وفد نے ملاقات کی۔ ملاقات میں گلستان میں تعلیمی و سماجی ترقی کے جاری اقدامات، حکومت اور مقامی کمیونٹی کے درمیان اشتراک کار اور مستقبل کے ترقیاتی امکانات پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا وفد نے علاقے میں تعلیم کے فروغ اور سماجی بہتری کے لیے مقامی سطح پر کیے جانے والے غیر سرکاری اقدامات سے وزیر اعلیٰ کو آگاہ کیا اس موقع پر وزیر اعلیٰ بلوچستان نے گلستان میں کمیونٹی کی شراکت داری کے ذریعے تعلیمی و سماجی شعبوں میں ہونے والی نمایاں پیش رفت کو سراہتے ہوئے اطمینان کا اظہار کیا وزیر اعلیٰ میر سرفراز بگٹی نے کہا کہ تعلیم اور سماجی ترقی کے شعبوں میں نجی (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 1)

وزیراعظم شہباز شریف رواں ماہ سعودی عرب کا دورہ کریں گے، ذرائع

اسلام آباد (آن لائن) وزیراعظم شہباز شریف رواں ماہ سعودی عرب کا اہم سرکاری دورہ کریں گے، جس کے شیڈول کو حتمی شکل دی جا رہی ہے۔ ذرائع کے مطابق وزیراعظم اپنے دورہ سعودی عرب کے دوران سعودی اعلیٰ قیادت سے ملاقاتیں کریں گے، جن میں دو (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 8)

وزیراعلیٰ بلوچستان کا قلعہ سیف اللہ میں نوجوان سے مبینہ زیادتی کے افسوسناک واقعے کا سخت نوٹس، تحقیقات کا حکم

کوئٹہ (خ ن) وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے قلعہ سیف اللہ میں نوجوان سے مبینہ زیادتی کے افسوسناک واقعے کا سخت نوٹس لیتے ہوئے واقعے کی فوری اور شفاف تحقیقات کا حکم دے دیا ہے وزیر اعلیٰ نے متعلقہ حکام کو ہدایت کی ہے کہ واقعے میں ملوث ملزما (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 9)

غیرت کے نام پر قتل کسی صورت قابل قبول نہیں، جرگوں کو قانون پر فوقیت نہیں، سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری

اسلام آباد/کوئٹہ (آن لائن) چیئرپرسن سینیٹ کی فنکشنل کمیٹی برائے انسانی حقوق کی زیر صدارت اجلاس میں غیرت کے نام پر قتل، غیر قانونی جرگوں اور پنچایتوں، صنفی بنیادوں پر تشدد، سائبر ہراسگی، احمد جاوید کیس اور جڑانوالہ واقعے (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 19)

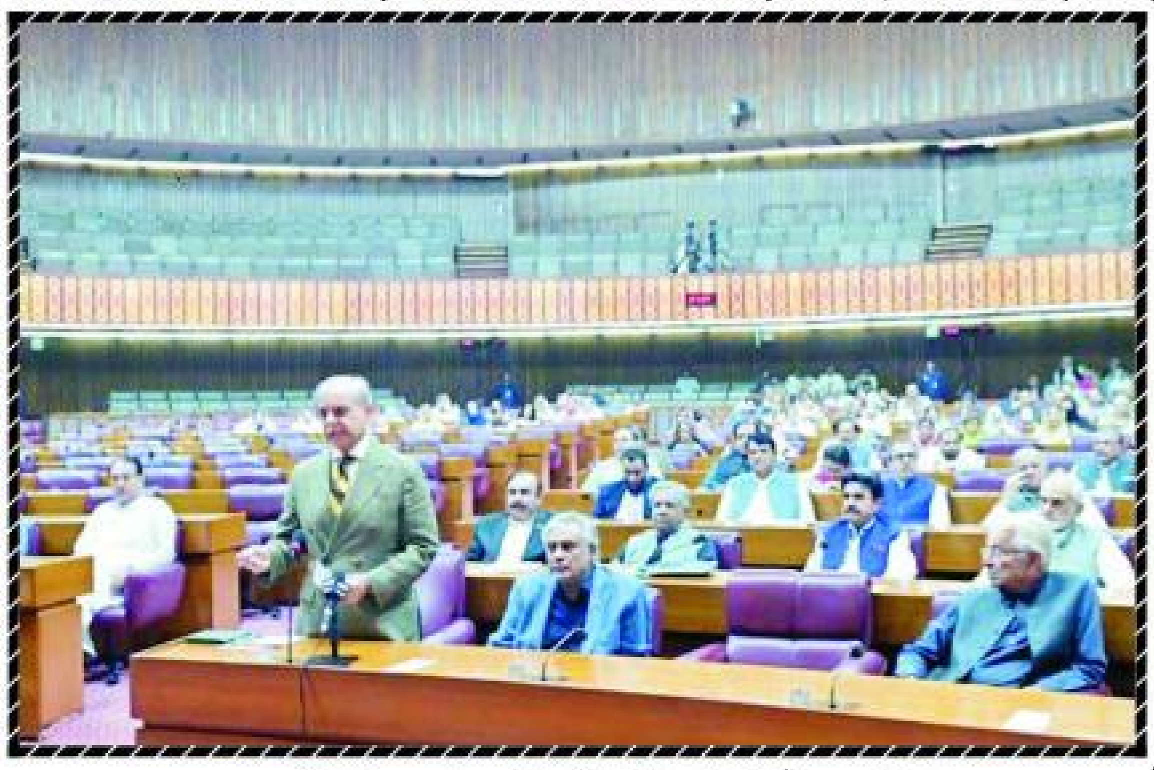

اسلام آباد: وزیراعظم شہباز شریف قومی اسمبلی کے بجٹ اجلاس سے خطاب کر رہے ہیں

عالمی منڈی میں ریلیف کا مکمل فائدہ عوام کو منتقل کیا جا رہا ہے، پیٹرول کی نئی قیمت 373 روپے سے کم ہو کر 299 روپے فی لیٹر جبکہ ڈیزل 378 روپے سے کم ہو کر 311 روپے فی لیٹر

حکومت کی اولین ترجیح عوام کو زیادہ سے زیادہ ریلیف فراہم کرنا ہے، معاشی استحکام اور مہنگائی میں مزید کمی کے لیے اقدامات جاری رہیں گے، وزیراعظم شہباز شریف

جو وعدہ کیا پورا کیا، وزیراعظم کا پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں بڑی کمی کا اعلان

پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں بڑی کمی کی جا رہی ہے پیٹرول 74 روپے اور ڈیزل 67 روپے سستا، معاشی استحکام، علاقائی امن اور حکومتی ریلیف پالیسیوں پر وزیراعظم کا اظہار اطمینان

اسلام آباد (آن لائن) وزیراعظم شہباز شریف نے کہا ہے کہ حکومت نے عالمی منڈی میں تیل کی قیمتوں میں کمی کا مکمل فائدہ عوام تک منتقل کرنے کا فیصلہ کیا ہے، جس کے تحت پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں نمایاں کمی کی جا رہی ہے۔ وزیراعظم نے کہا کہ پیٹرول کی قیمت میں 74 روپے فی لیٹر اور ڈیزل کی قیمت میں 67 روپے فی لیٹر کمی کی گئی ہے۔ اس کمی کے بعد پیٹرول کی نئی قیمت 373 روپے سے کم ہو کر 299 روپے فی لیٹر جبکہ ڈیزل 378 روپے سے کم ہو کر (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 5)

قومی اسمبلی کے اجلاس کے دوران ایک دلچسپ سیاسی منظر

شہباز شریف اپنی نشست سے اٹھ کر محمود خان اچکزئی کے پاس گئے

اسلام آباد (آن لائن) قومی اسمبلی کے اجلاس کے دوران ایک دلچسپ سیاسی منظر دیکھنے میں آیا جب وزیراعظم شہباز شریف اپنی نشست سے اٹھ کر محمود خان اچکزئی کے پاس گئے اور ان سے مختصر ملاقات کی۔ ایوان میں وزیراعظم اور محمود خان اچکزئی نے کھڑے ہو کر کچھ دیر بات چیت کی۔ اس موقع پر پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین بیرسٹر گوہر اور سا (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 7)

قومی اسمبلی اجلاس، ایران امریکا تاریخی امن معاہدے پر قومی قیادت کو خراج تحسین پیش کرنے کی قرارداد منظور

اسلام آباد (آن لائن) قومی اسمبلی نے ایران اور امریکہ کے درمیان ہونے والے تاریخی امن معاہدے پر قومی قیادت کو خراج تحسین پیش کرنے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی۔ وزیر قانون اعظم نذیر تارڑ نے قرارداد ایوان (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 6)

پاکستان کی فوج ہماری فوج ہے، محمود خان اچکزئی

ملک کی ترقی ہم سب کی مشترکہ ترقی ہے، بجٹ اجلاس میں خطاب

اسلام آباد (آن لائن) قومی اسمبلی میں اظہار خیال کرتے ہوئے اپوزیشن رہنما محمود خان اچکزئی نے کہا ہے کہ جس طرح وزیراعظم شہباز شریف نے کہا کہ آج اختلافات کو ہوا دینے کا دن نہیں، اسی جذبے کے تحت تمام سیاسی قوتوں کو ملک کے وسیع تر مفاد میں آگے بڑھنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی فوج ہماری فوج ہے اور پاکستان کی تر (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 4)

ملک کی ترقی ہم سب کی مشترکہ ترقی ہے، بجٹ اجلاس میں خطاب

اسلام آباد (آن لائن) وزارتِ اطلاعات و نشریات نے افغان طالبان حکومت کی جانب سے کیے گئے ان دعوؤں کو مسترد کر دیا ہے جن میں خیبر پختونخوا اور بلوچستان کے سرحدی علاقوں میں داعش خراسان کے مبینہ ٹھکانوں کو نشانہ بنانے کا دعویٰ کیا گیا تھا۔ وزارت (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 3)

صالح محمد ناصر کا وفاقی وزیر چوہدری سالک حسین سے ملاقات

روزگار کے مواقع میں اضافے سے متعلق مختلف منصوبوں پر تبادلہ خیال

مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لیے ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کرائی

اسلام آباد/کوئٹہ (خ ن) سیکرٹری لیبر اینڈ مین پاور چیئرمین ورکرز ویلفیئر بورڈ بلوچستان صالح محمد ناصر نے گزشتہ روز اسلام آباد میں وفاقی وزیر برائے اوورسیز پاکستانیز و ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ، چوہدری سالک حسین سے اہم ملاقات کی۔ ملاقات میں سیکریٹری ورکرز ویلفیئر بورڈ بلوچستان عبدالستار بگٹی، ذوالفقار احمد سیکریٹری ورکرز ویلف (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 2)

اسلام آباد: وفاقی وزیر چوہدری سالک حسین سے سیکرٹری لیبر اینڈ مین پاور بلوچستان صالح محمد ناصر ملاقات کر رہے ہیں

ایران امریکہ تنازعے کے باعث بلوچستان کی معیشت پر اثرات پڑے ہیں وفاق سے کم فنڈنگ ہوئی ہے، مولانا ہدایت الرحمان

صوبے کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ دہشتگردی ہے، اراکین بلوچستان اسمبلی

حکومت کو ورثے میں بہت سے مسائل ملے ہیں جن کا حل مشترکہ اقدامات سے ہی اٹھایا جاسکتا ہے، نوابزادہ زرین خان مگسی و دیگر کا خطاب

کرپشن سے پاک کرنے کا حکومت نے عزم کر رکھا ہے تاکہ صوبے کی پسماندگی اور عوام میں پائے جانے والے احساس محرومی کو دور کیا جاسکے

کوئٹہ (آن لائن) اراکین بلوچستان اسمبلی نے جمعہ کو مالی سال 27-2026 کے بجٹ پر دوسرے روز عام بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا کہ بلوچستان کو امن کا گہوارہ بناتے ہوئے کرپشن سے پاک کرنے کا حکومت نے عزم کر رکھا ہے تاکہ صوبے کی پسماندگی اور عوام میں پائے جانے والے احساس محرومی کو دور کیا جاسکے۔ صوبے کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ دہشت گردی ہے جس سے نمٹنے کے لئے سب کو کردار ادا کرنا ہوگا کیونکہ حکومت کو ورثے میں بہت سے مسائل ملے ہیں جن کا حل مشترکہ اقدامات سے ہی اٹھایا جاسکتا ہے حکومت نے مشکل (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 10)

کوئٹہ: وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی رکن صوبائی اسمبلی ملک نعیم بازئی اسمبلی اجلاس سے قبل بات چیت کر رہے ہیں

جمعیت نظریاتی کے مرکزی امیر مولانا عبدالقادر لونی، قاری مہر اللہ، حاجی سید عبدالستار شاہ چشتی، حاجی حیات اللہ کاکڑ، مولانا تاج محمد، مفتی سمیع اللہ، مولوی خدائے نذر، مولوی ابراہیم، مولوی رحمت اللہ حقانی و دیگر توبہ کاکڑی میں مفتی سمیع اللہ کی قیادت میں سینکڑوں علماء اور قبائلی سیاسی کارکنوں کی شمولیت منعقدہ جمعیت نظریات کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں

ڈاکٹر ماہ نور ناصر کا علاج کراچی کے آغا خان ہسپتال میں جاری ہے اور مزید ایک ہفتے تک علاج و معالجہ جاری رہے گا

حکومت بلوچستان کا ڈاکٹر ماہ نور ناصر کے بیرون ملک علاج معالجے کا فیصلہ

حکومت بلوچستان متاثرہ لیڈی ڈاکٹر کو علاج کی بہترین سہولیات فراہم کرنے کیلئے تمام دستیاب وسائل بروئے کار لا رہی ہے

کوئٹہ (خ ن) معاون وزیر اعلیٰ بلوچستان شاہد رند نے کہا ہے کہ وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی کی ہدایت پر تیزاب گردی کا نشانہ بننے والی لیڈی ڈاکٹر ماہ نور ناصر کے بیرون ملک علاج معالجے کا فیصلہ ہو گیا ہے چیف سیکرٹریٹ نے ڈاکٹر ماہ نور ناصر کے بیرون ملک ع (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 11)

ٹیکس نادہندگان اور اثاثے چھپانے والوں کے خلاف سخت اقدامات کی منظوری

ٹیکس نظام میں سختی، آڈٹ سے انکار اور غلط معلومات پر بھی بھاری جرمانے عائد کرنے کی منظوری

اسلام آباد (آن لائن) قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے خزانہ نے ٹیکس چوری اور اثاثے چھپانے کے خلاف سخت اقدامات کی تجاویز منظور کر لیں۔ کمیٹی نے آڈٹ نہ کرانے، غلط معلومات فراہم کرنے اور قابل ٹیکس اثاثوں کو چھپانے پر جرمانوں کی حد میں نمایاں (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 13)

صدر مملکت نے وزیراعظم کی ایڈوائس منظور کر لی، اعلیٰ عدلیہ کی روس میں قانونی فورم میں شرکت کی اجازت

اسلام آباد (آن لائن) صدر مملکت آصف علی زرداری نے وزیراعظم کی ایڈوائس کی منظوری دیتے ہوئے ملک کی اعلیٰ عدلیہ کے نمائندوں کو روس میں ہونے والے بین الاقوا (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 12)

ایران امریکہ مفاہمتی یادداشت کے بعد خطے میں سفارتی سرگرمیوں میں تیزی

پاکستان، ترکیہ، سعودی عرب اور مصر خطے کی صورتحال اور آئندہ حکمت عملی پر مشاورت کریں گے

اسلام آباد (آن لائن) ایران اور امریکہ کے درمیان مفاہمتی یادداشت کے بعد خطے میں علاقائی ممالک کے وزرائے خارجہ کا ایک اہم اجلاس 21 جون کو متوقع ہے، جس میں پاکستان، ترکیہ، سعودی (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 14) ہونے والی نئی سفارتی صورتحال کے تناظر میں اہم

دو بڑی ملٹی نیشنل سگریٹ کمپنیاں 365 ارب جبکہ چھوٹی کمپنیاں صرف 5 ارب ٹیکس دے رہی ہیں، ایف بی آر

اسلام آباد (آن لائن) قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے خزانہ کو بریفنگ دیتے ہوئے ایف بی آر حکام اور ممبر ٹیکس پالیسی (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 15)

اسحاق ڈار اور آذربائیجان کے وزیر خارجہ کا رابطہ، پاکستان کے ثالثی کردار کی تعریف

امریکا ایران مفاہمتی یادداشت خطے میں امن و استحکام کی جانب اہم پیش رفت ہے، آذری وزیر خارجہ

اسلام آباد (آن لائن) نائب وزیراعظم و وزیر خارجہ اسحاق ڈار سے آذربائیجان کے وزیر خارجہ جیہون بائراموف کا ٹیلیفونک رابطہ ہوا، جس میں دو طرفہ تعلقات، علا (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 30)

مشرق وسطیٰ امن مذاکرات سے متعلق سوئٹزرلینڈ میں طے شدہ اجلاس ملتوی

مذاکرات کی تاخیر نے خطے میں جاری نازک امن عمل کو مزید غیر یقینی صورتحال سے دوچار کر دیا

برن (آن لائن) سوئٹزرلینڈ نے اعلان کیا ہے کہ مشرق وسطیٰ میں جنگ کے خاتمے کے لیے طے شدہ فالو اپ مذاکرات ملتوی کر دیے گئے ہیں، یہ پیش رفت امریکی نا (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 29)

هم نے بولان یونیورسٹی آف میڈیکل اینڈ ہیلتھ سائنسز کے ذریعے میڈیکل ایجوکیشن میں تبدیلی کا آغاز کر دیا

صوبہ ہائر ایجوکیشن سیکٹر میں ایک تعلیمی انقلاب کی جانب گامزن ہو چکا ہے، جعفر مندوخیل

فی الحال، یہ اقدام بولان میڈیکل یونیورسٹی شروع کیا گیا ہے، جو مکمل طور پر میڈیکل ایکسیلنس کیلئے وقف ہے

کوئٹہ (خ ن) گورنر بلوچستان جعفر خان مندوخیل نے کہا ہے کہ صوبہ بلوچستان ہائیر ایجوکیشن سیکٹر میں ایک تعلیمی انقلاب کی جانب گامزن ہو چکا ہے۔ ہم نے بولان یونیورسٹی آف میڈیکل اینڈ ہیلتھ سائنسز کے ذریعے میڈیکل ایجوکیشن میں تبدیلی کا آغاز کر دیا جس کا ہدف سالانہ 10,000 میڈیکل پروفیشنلز اور میڈیکل ٹیکنیشنز تیار کرنا ہے۔ فی الحال، یہ اقدام بولان میڈیکل یونیورسٹی شروع کیا گیا ہے، جو مکمل طور (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 25)

وفاقی حکومت کا پاسپورٹ نظام میں بڑی اصلاحات کا فیصلہ

ملک بھر میں ای پاسپورٹ اور کیش لیس نظام متعارف کرانے کی منظوری

اسلام آباد (آن لائن) وفاقی وزیر داخلہ محسن نقوی کی زیر صدارت پاسپورٹ اینڈ امیگریشن ہیڈکوارٹرز میں ہونے والے خصوصی اجلاس میں پاسپورٹ نظام کو جدید خطوط پر استوار کرنے کے لیے اہم اصلاحات کا فیصلہ کیا گیا۔ اجلاس میں پاسپورٹ کے اجراء کے عمل کو مرحلہ وار مکمل طور پر ای پاسپورٹ نظام پر منتقل کرنے، یکم جولائی سے کیش لیس ادائیگی کا نظام نافذ کرنے اور شہریوں کو پاسپورٹ کی ہوم ڈیلیوری کی سہولت فراہم کرنے سمیت متعدد اہم اقدامات کی منظوری دی گئی۔ اجلاس میں اصولی فیصلہ کیا گیا کہ مستقبل میں پاسپورٹ کے اجرا کا (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 24)

قلعہ سیف اللہ: نوجوان کے مبینہ اغوا، تشدد اور خودکشی کا معمہ

قلعہ سیف اللہ (آن لائن) مبینہ طور پر اغوا، تشدد اور بعد ازاں خودکشی کرنے والے نوجوان ظفر اللہ شاہیزئی جلالزئی کاکڑ کے (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 26)

بلوچستان پولیس میں تقرر و تبادلے

کوئٹہ (خ ن) سینٹرل پولیس آفس بلوچستان کے جاری کردہ اعلامیہ کے مطابق ایس ڈی پی او وڈھ نال محمد امین کو ایڈیشنل ایس پی اسپیشل تعینات کیا، ایس ڈی پی او وند انسپکٹر (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 28)

بھارت کو ایڈونچر کی بھول پر صدیوں یاد رہنے والی ہزیمت اٹھانا پڑے گی، وزیر دفاع

آزاد کشمیر میں کچھ لوگوں کی زبان بھارت سے ملتی جلتی ہے ہم ہر لمحہ تیار ہیں، پارلیمنٹ کے باہر میڈیا سے گفتگو

افغانستان اور برطانیہ میں بھارتی پراکسیز کا بندوبست کریں گے، پانی کے ایک ایک قطرے کی حفاظت ہوگی، خواجہ آصف

اسلام آباد (آن لائن) وفاقی وزیر دفاع خواجہ آصف نے پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر میڈیا سے غیر رسمی گفتگو کرتے ہوئے بھارت کو سخت الفاظ میں متنبہ کیا ہے کہ اگر اس نے کسی بھی قسم کی ایڈونچر کی کوشش کی تو پاکستانی افواج اور عوام ہر لمحہ تیار ہیں، اس میں کسی کو کوئی شک نہیں ہونا چاہیے۔ انہوں نے واضح کیا کہ آپریشن "بنیان مرصوص" میں بھارت کو ملنے والی شکست کی ہزیمت اسے صدیوں یاد رہے گی اور جنگ میں (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 16)

ایران اور امریکہ کے درمیان مذاکرات کا اگلا دور جلد متوقع، محرم الحرام کے باعث تاخیر ہوئی: اسحاق ڈار

اسلام آباد (آن لائن) نائب وزیراعظم و وزیر خارجہ اسحاق ڈار (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 27)

چیف جسٹس وفاقی آئینی عدالت کا روس کا پہلا سرکاری دورہ، انٹرنیشنل لیگل فورم میں شرکت کریں گے

اسلام آباد (آن لائن) چیف جسٹس وفاقی آئینی عدالت جسٹس امین الدین خان 24 سے 26 جون تک روس کا سرکاری دورہ کریں گے، جہاں وہ سینٹ پیٹرز برگ میں منعقدہ (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 31)

کوئٹہ چمن ٹرین سروس کو فوری طور پر بحال کیا جائے، پشتونخوامیپ

کوئٹہ (آن لائن) پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے صوبائی سیکرٹریٹ کے جاری کردہ پریس ریلیز میں کہا گیا ہے کہ کوئٹہ تا چمن ریلوے ٹریک پر بار بار ٹرین سروس کی بندش نہ صرف مسافروں بلکہ اس روٹ کے ساتھ آباد ہزاروں شہریوں، تاجروں، طلباء، مزدوروں اور ملازمین کے لیے شدید مشکلات کا باعث بن رہی ہے۔ کوئٹہ سے چمن تک (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 17)

حکومتوں کی ترجیحات میں تعلیم شامل نہیں، ایڈمنسٹریٹو آفیسرز اسٹاف ایسوسی ایشن

بلوچستان کے جامعات کیلئے گرانٹ میں اضافہ نہ کرنا تعلیم دشمن پالیسی ہے، ترجمان

کوئٹہ (آن لائن) ایڈمنسٹریٹو آفیسرز اسٹاف ایسوسی ایشن جامعہ بلوچستان کے ترجمان نے بلوچستان کے مالی سال 27-2026 کے بجٹ میں صوبے کی جامعات کیلئے گرانٹ ان ایڈ میں کوئی اضافہ نہ کرنے پر شدید افسوس، تشویش اور احتجاج کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ صوبائی حکومت نے ایک مرتبہ پھر اعلیٰ تعلیم کے شعبے کو نظرانداز کر کے اپنی تعلیم دشمن پالیسیوں کا عملی ثبوت دیا ہے۔ ترجمان نے کہا کہ بلوچستان کی جامعات بالخصوص جامعہ بلوچستان گزشتہ کئی برسوں سے شدید مالی بحران کا شکار ہیں، مگر اس کے باوجود حکومت نے سابقہ گرانٹ کو برقرار رکھتے ہوئے جامعات کی بڑھتی ہوئی ضروریات اور اخراجات کو مکمل طور پر نظرانداز کر دیا ہے۔ جامعات (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 18)

چیف جسٹس وفاقی آئینی عدالت کا روس کا پہلا سرکاری دورہ، انٹرنیشنل لیگل فورم میں شرکت کریں گے

شا اسلام آباد (آن لائن) وزیراعظم محمد شہباز شریف نے حکومتی کفایت شعاری اقدامات میں 30 جون تک توسیع کی منظوری دے دی ہے، جس کے بعد کابینہ ڈویژن نے باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کر دیا۔ فیصلے کے مطابق سرکاری گاڑیوں میں ایندھن کے استعمال میں 50 فیصد کمی کے اقدامات بھی 30 جون تک برقرار رہیں گے، جبکہ 60 فیصد سرکاری گاڑیوں کو گراؤنڈ کرنے کے احکامات میں بھی توسیع کر دی گئی ہے۔ نوٹیفکیشن کے مطابق سرکاری افسران اور حکام کے غیر ملکی دوروں پر عائد پابندی بھی 30 جون تک جاری رہے گی۔ یہ اقدامات سرکاری اخرا (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 23)

لاہور: وزیر مملکت برائے کرپٹو اور بلاک چین بلال بن ثاقب سول سروسز اکیڈمی والٹن لاہور میں زیر تربیت افسران سے خطاب کر رہے ہیں

حکومت مشکل حالات میں عوام کے تعاون اور اعتماد کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے، جمال شاہ کاکڑ

پیٹرول و ڈیزل کی قیمتوں میں تاریخی کمی، وزیراعظم کی قیادت میں پاکستان کو عالمی سطح پر بھی بڑی کامیابی حاصل ہوئی

شہباز شریف کی قیادت میں پاکستان معاشی استحکام کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی سطح پر بھی اپنی ساکھ اور وقار کو مزید مستحکم کر رہا ہے

کوئٹہ (آن لائن) پاکستان مسلم لیگ (ن) بلوچستان کے جنرل سیکرٹری اور رکن قومی اسمبلی جمال شاہ کاکڑ نے وزیراعظم شہباز شریف کی جانب سے ایک اور وعدہ کو وفا کرتے ہوئے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں نمایاں کمی کے فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ وزیراعظم شہباز شریف نے قوم سے کیا گیا وعدہ پورا کر دکھایا ہے اور عوام کو ریلیف فراہم کرنے کے لیے عملی اقدامات کیے ہیں۔ (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 22)

وفاقی کابینہ نے پرائیویٹ حج پالیسی 2027-2030 منظور کر لی

کارکردگی پر منی کوٹہ، کیش لین دین پر پابندی، اور حج آپریٹرز کی سخت نگرانی لازمی قرار

پالیسی کے تحت دستی بکنگ اور کیش لین دین مکمل طور پر ممنوع قرار دیا گیا ہے

اسلام آباد (آن لائن) وفاقی کابینہ نے وزارت مذہبی امور کی جانب سے پیش کردہ پرائیویٹ حج پالیسی 2027-2030 کی منظوری دے دی ہے، جس کے تحت پرائیویٹ حج نظام میں بنیادی اصلاحات کرتے ہوئے اسے مکمل طور پر کارکردگی، شفافیت اور ڈیجیٹل کنٹرول پر مبنی بنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ترجمان وزارت مذہبی امور کے مطابق نئی پالیسی کے تحت پر (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 21)

کراچی پورٹ کا نیا ریکارڈ، کنٹینر ہینڈلنگ ملکی تاریخ کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی

پاکستان کو علاقائی ٹرانس شپمنٹ اور لاجسٹکس حب بنانے کا مشن جاری ہے، جنید انور چوہدری

26 لاکھ 51 ہزار سے زائد ٹی ای یوز ہینڈل، کراچی پورٹ قومی سطح پر سب سے بڑی کنٹینر بندرگاہ بن گئی

کراچی (آن لائن) کراچی پورٹ نے مالی سال کے اختتام سے قبل کنٹینر ہینڈلنگ کا نیا قومی ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق پورٹ پر 26 لاکھ 51 ہزار سے زائد ٹی ای یوز ہینڈل کیے گئے، جس کے بعد کراچی پورٹ ملکی تاریخ کی سب سے بڑی کنٹینر ہینڈلنگ بندرگاہ بن گئی ہے۔ وفاقی وزیر برائے بحری امور جنید انور چوہدری نے اس پیش رفت کو ملک کے بحری شعبے پر بڑھتے ہوئے کاروبار (صفحہ نمبر 2 بقیہ نمبر 20)

بقیہ 01

و کمیونٹی اقدامات نہ صرف قابل تحسین ہیں بلکہ یہ حکومتی اداروں کے ساتھ مل کر پائیدار ترقی کی بنیاد فراہم کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ حکومت ایسے تمام مثبت اقدامات کی بھرپور حوصلہ افزائی اور ہر ممکن سرپرستی جاری رکھے گی انہوں نے کہا کہ گلستان میں مقامی سطح پر تعلیم کے فروغ میں کمیونٹی کا کردار انتہائی اہم اور قابل قدر ہے اور حکومت بلوچستان اس ماڈل کو دیگر علاقوں تک بھی وسعت دینے کی خواہاں ہے تاکہ تعلیمی مواقع ہر شہری تک پہنچ سکیں وزیر اعلی نے واضح کیا کہ حکومت بلوچستان تعلیمی اداروں کی بہتری، بنیادی سہولیات کی فراہمی اور معیار تعلیم کی بلندی کے لیے ترجیحی بنیادوں پر عملی اقدامات کر رہی ہے انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ تعلیمی و سماجی خدمات میں عوامی شراکت سے نہ صرف ترقیاتی عمل مزید مؤثر ہوگا بلکہ یہ اقدام ایک مضبوط، خود کفیل اور باشعور معاشرے کی تشکیل میں بھی اہم کردار ادا کرے گا۔

بقیہ 02

ر فنڈ اسلام آباد۔ گل زمان ڈائریکٹر فنانس ورکرز ویلفیئر فنڈ اسلام آباد بھی موجود تھے۔ ملاقات کے دوران بلوچستان کے رجسٹرڈ صنعتی و مائننگ سیکٹر کے مزدوروں کی فلاح و بہبود، سماجی تحفظ، رہائشی سہولیات، متبادل توانائی، فنی تربیت اور روزگار کے مواقع میں اضافے سے متعلق مختلف منصوبوں پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔ اس موقع پر 5 کلوواٹ سولر سسٹم کی فراہمی، مائننگ ایریاز میں جدید رہائشی بیرکس کی تعمیر، ٹیکنیکل اسکل ڈویلپمنٹ سینٹرز کے قیام، فنی تربیتی پروگراموں، خواتین کے لیے سلائی مشینوں کی فراہمی اور ای بائیکس جیسے منصوبوں پر بھی غور کیا گیا۔ وفاقی وزیر چوہدری سالک حسین نے ورکرز ویلفیئر بورڈ بلوچستان کے اقدامات کو سراہتے ہوئے مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لیے ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ سیکرٹری لیبر اینڈ مین پاور، صالح محمد ناصر نے کہا کہ حکومت بلوچستان محنت کش طبقے کی بہتری کے لیے عملی اور پائیدار اقدامات جاری رکھے گی، جبکہ سیکرٹری ورکرز ویلفیئر بورڈ عبدالستار بگٹی نے فلاحی منصوبوں پر بریفنگ دی اور انہیں مزدوروں کے لیے اہم پیش رفت قرار دیا۔

بقیہ 03

اطلاعات کے مطابق افغان طالبان حکومت کے مختلف پروپیگنڈا ذرائع اور سرکاری بیانات کے ذریعے کیے جانے والے یہ دعوے بے بنیاد اور حقائق کے منافی ہیں۔ وزارت کا کہنا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ داعش سمیت دوہزار سے زائد دہشت گرد تنظیموں کے کیمپ افغان طالبان کے زیر کنٹرول علاقوں میں موجود ہیں، جہاں انہیں نہ صرف سرگرمیوں کی اجازت حاصل ہے بلکہ سرپرستی بھی فراہم کی جاتی ہے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ طالبان حکومت خطے اور پڑوسی ممالک میں دہشت گردی کی سرپرستی سے توجہ ہٹانے کے لیے اس نوعیت کے جھوٹے اور گمراہ کن بیانات جاری کرنے کی عادی ہے۔ وزارت اطلاعات کے مطابق طالبان حکومت کا ایک ڈرون خیبر کے علاقے شلکو کے قریب پاکستانی فضائی حدود میں داخل ہوا، جسے پاکستان فضائیہ کے مستعد فضائی دفاعی نظام نے فوری طور پر شناخت کرتے ہوئے ناکارہ بنا دیا۔ وزارت اطلاعات نے اپنے بیان کے اختتام پر کہا کہ سچ ہمیشہ جھوٹ پر غالب آتا ہے۔

بقیہ 04

ی ہم سب کی مشترکہ ترقی ہے۔ انہوں نے سوال اٹھایا کہ آخر اپوزیشن کو اتنا غیر اہم اور بے اختیار کیوں سمجھا جاتا ہے۔ محمود خان اچکزئی نے کہا کہ پارلیمنٹ کی وہ طاقت اور اختیار جو وقت کے ساتھ اس سے چھین لیا گیا ہے، اسے واپس کیا جانا چاہیے تاکہ جمہوری ادارے اپنی حقیقی حیثیت میں کام کر سکیں۔ انہوں نے اپوزیشن کی تقاریر کو سرکاری ٹیلی وژن پر نشر نہ کیے جانے پر بھی اعتراض کیا اور کہا کہ اپوزیشن کی آواز دبانے کے بجائے عوام تک پہنچنے دی جانی چاہیے۔ ان کا کہنا تھا کہ پارلیمنٹ میں ہونے والی تمام آرا اور مباحث عوام تک یکساں طور پر پہنچنے چاہئیں۔ اپوزیشن رہنما نے مزید مطالبہ کیا کہ اقبال آفریدی پر عائد پابندی فوری طور پر ختم کی جائے اور سیاسی کارکنوں و رہنماؤں کے ساتھ امتیازی سلوک سے گریز کیا جائے۔ محمود خان اچکزئی نے کہا کہ ملک کو درپیش چیلنجز سے نمٹنے کے لیے سیاسی برداشت، پارلیمانی بالادستی اور جمہوری اقدار کا فروغ ناگزیر ہے۔

بقیہ 05

311 روپے فی لیٹر پر آ جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے عوام سے کیا گیا وعدہ پورا کیا ہے اور مشکل معاشی حالات کے باوجود ریلیف کو یقینی بنایا گیا ہے۔ ان کے مطابق عوام نے بحران کے دوران صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا جس پر حکومت ان کی شکر گزار ہے۔ وزیراعظم نے بتایا کہ بحران کے آغاز سے ہی حکومت نے اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے قیمتوں میں ممکنہ حد تک کمی کی کوششیں جاری رکھیں، اور اس مقصد کے لیے ترقیاتی بجٹ اور کفایت شعاری اقدامات کے ذریعے حاصل ہونے والی 129 ارب روپے کی بچت کو عوامی ریلیف پر خرچ کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ عالمی سطح پر بعض ممالک میں فیول راشننگ جیسے اقدامات کیے جا رہے تھے، تاہم پاکستان میں بہتر حکمت عملی کے باعث توانائی کی سپلائی منظم رہی اور کسی قسم کی قلت یا قطاروں کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ وزیراعظم کے مطابق معاشی استحکام برقرار رکھنے کے لیے وفاق اور صوبوں کے درمیان مکمل تعاون رہا، جس پر انہوں نے تمام وزرائے اعلی کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ حکومت کی کوشش رہی ہے کہ عالمی مہنگائی کے اثرات کو کم سے کم سطح پر عوام تک منتقل کیا جائے اور جہاں ممکن ہو وہاں مزید ریلیف فراہم کیا جائے۔ وزیراعظم نے دعویٰ کیا کہ مشرق وسطی کی کشیدہ صورتحال میں پاکستان کی ثالثی کے باعث خطے میں امن کے قیام کی راہ ہموار ہوئی، جس کے نتیجے میں عالمی منڈی میں معاشی بہتری کے اثرات سامنے آئے۔ انہوں نے اس پیش رفت کو ایک ''تاریخی کامیابی'' قرار دیتے ہوئے کہا کہ اسلام آباد میں ایک مفاہمتی یادداشت پر دستخط کیے گئے، جو خطے میں استحکام کی جانب اہم قدم ہے۔ وزیراعظم نے فیلڈ مارشل سید عاصم منیر، نائب وزیراعظم و وزیر خارجہ اسحاق ڈار، وزیر داخلہ محسن رضا نقوی اور معاشی ٹیم کے دیگر ارکان کی کوششوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ ان کی کاوشوں سے امن اور معاشی استحکام ممکن ہوا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کی اولین ترجیح عوام کو زیادہ سے زیادہ ریلیف فراہم کرنا ہے اور معاشی استحکام اور مہنگائی میں مزید کمی کے لیے اقدامات جاری رہیں گے۔

بقیہ 06

میں پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ قرارداد وزیراعظم کی ہدایت اور اتحادی و اپوزیشن جماعتوں سے مشاورت کے بعد پیش کی جا رہی ہے۔ قرارداد کے متن کے مطابق قومی اسمبلی ایران اور امریکہ کے درمیان تاریخی امن معاہدے کا خیر مقدم اور اسے سراہتی ہے۔ ایوان نے اس تنازعے کے باعث خطے اور پوری دنیا پر مرتب ہونے والے منفی اثرات پر افسوس کا اظہار بھی کیا۔ قرارداد میں وزیراعظم شہباز شریف، نائب وزیراعظم اسحاق ڈار، وفاقی وزیر داخلہ محسن نقوی اور فیلڈ مارشل سید عاصم منیر کی امن کے قیام کے لیے کی جانے والی انتھک کاوشوں کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ ایوان نے قرارداد کے ذریعے امریکہ اور ایران کی قیادت کو امن معاہدے پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے اس امید کا اظہار کیا کہ یہ پیش رفت خطے اور دنیا میں امن، استحکام اور تعاون کے فروغ کا باعث بنے گی۔ قرارداد ایوان میں پیش ہونے کے بعد متفقہ طور پر منظور کر لی گئی، جس پر حکومتی اور اپوزیشن ارکان نے ڈیسک بجا کر اظہار تائید کیا۔

بقیہ 07

بق اسپیکر قومی اسمبلی اسد قیصر بھی موجود تھے اور گفتگو کا حصہ بنے ملاقات خوشگوار ماحول میں ہوئی اور مختلف سیاسی و پارلیمانی امور پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ اس دوران وزیراعظم شہباز شریف نے وزیر خزانہ کو بھی اپنی نشست پر بلا کر بعض امور کے حوالے سے ہدایات دیں۔ ملاقات اور مشاورت نے ایوان میں موجود ارکان کی توجہ اپنی جانب مبذول کر لی۔ قومی اسمبلی میں بجٹ اجلاس کے دوران حکومتی اور اپوزیشن رہنماؤں کے درمیان ہونے والی یہ غیر رسمی ملاقات سیاسی حلقوں میں دلچسپی کا موضوع بن گئی۔

بقیہ 08

طرفہ تعلقات، علاقائی صورتحال اور باہمی دلچسپی کے امور پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا جائے گا۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ ملاقاتوں میں پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان اقتصادی، تجارتی اور دفاعی تعاون کے فروغ پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔ دونوں ممالک سرمایہ کاری، توانائی، تجارت اور دفاع سمیت مختلف شعبوں میں تعاون کو مزید وسعت دینے کے امکانات کا جائزہ لیں گے۔ ذرائع کے مطابق وزیراعظم شہباز شریف کا یہ دورہ پاکستان اور سعودی عرب کے دیرینہ برادرانہ تعلقات کو مزید مضبوط بنانے اور مختلف شعبوں میں شراکت داری کو نئی جہت دینے میں اہم پیش رفت ثابت ہو سکتا ہے۔

بقیہ 09

ان کو 24 گھنٹوں کے اندر ہر صورت گرفتار کیا جائے اور انہیں قانون کے کٹہرے میں لانے کے لیے تمام دستیاب وسائل بروئے کار لائے جائیں معاون وزیر اعلی بلوچستان شاہد رند نے واقعے پر شدید ردعمل دیتے ہوئے کہا ہے کہ صوبائی حکومت متاثرہ خاندان کے ساتھ مکمل یکجہتی کا اظہار کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سنگین نوعیت کے جرم میں ملوث عناصر کو قانون کے مطابق سخت سزا دلوائی جائے گی۔

بقیہ 10

سمیت اہم انسانی حقوق کے معاملات پر تفصیلی غور کیا گیا۔ اجلاس کے دوران مختلف صوبوں کی جانب سے غیرت کے نام پر ہونے والے جرائم پر بریفنگ دی گئی، جس پر کمیٹی، خصوصاً چیئرپرسن سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری نے کم سزا کی شرح، تحقیقات میں تاخیر اور استغاثہ کی کمزوریوں پر شدید تشویش کا اظہار کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ متوازی نظام انصاف کا مسلسل وجود قانون کی حکمرانی کو کمزور کر رہا ہے اور متاثرین کو انصاف سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری نے واضح کیا کہ غیرت کے نام پر قتل کسی صورت قابل قبول نہیں اور ہر بالغ مرد و عورت کو آئین پاکستان کے تحت اپنی زندگی اور شادی سے متعلق فیصلے کرنے کا مکمل حق حاصل ہے۔ انہوں نے کہا کہ غیرت کے نام پر تشدد نہ تو کوئی ثقافتی روایت ہے اور نہ ہی قابل جواز عمل، بلکہ یہ سنگین جرم اور بنیادی انسانی حقوق کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ کمیٹی نے اس امر پر بھی زور دیا کہ جرگے اور پنچایتیں کسی طور آئین اور عدالتی نظام پر فوقیت حاصل نہیں کر سکتیں اور فوجداری مقدمات کا فیصلہ صرف عدالتوں کے ذریعے ہی ہونا چاہیے۔ اس موقع پر تشدد میں ملوث عناصر کے مکمل احتساب کو ناگزیر قرار دیا گیا۔ اجلاس میں احمد جاوید کیس کی تحقیقات اور قانونی کارروائیوں کی پیش رفت پر تفصیلی بریفنگ طلب کی گئی۔ علاوہ ازیں ایک خاندان کے خلاف مبینہ توہین آمیز سوشل میڈیا مہم کے معاملے پر نیشنل سائبر کرائم انویسٹی گیشن ایجنسی (NCCIA) سے رپورٹ طلب کرتے ہوئے ذمہ داران کے خلاف کارروائی اور آن لائن پلیٹ فارمز کے غلط استعمال کی روک تھام پر زور دیا گیا۔ کمیٹی نے این سی سی آئی اے کے نمائندوں کی عدم موجودگی پر برہمی کا اظہار کرتے ہوئے آئندہ اجلاس میں ان کی حاضری یقینی بنانے کی ہدایت کی۔ مزید برآں جڑانوالہ واقعے پر پیش رفت کا جائزہ لیتے ہوئے کمیٹی نے بروقت انصاف، متاثرین کو منصفانہ معاوضے کی فراہمی، ذمہ دار عناصر کے کڑے احتساب اور اقلیتی برادری کے حقوق کے مؤثر تحفظ کی ضرورت پر زور دیا۔ سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری نے کہا کہ جڑانوالہ واقعہ ریاستی نظام انصاف، مساوات اور کمزور طبقات کے تحفظ کے عزم کا اہم امتحان ہے۔ اجلاس کے اختتام پر کمیٹی نے قانون کی حکمرانی کو مضبوط بنانے، کمزور طبقات کے تحفظ اور تمام شہریوں کے لیے انصاف، مساوات اور بنیادی انسانی حقوق کے فروغ کے عزم کا اعادہ کیا۔

بقیہ 11

کے لیے متعلقہ حکام کو باضابطہ مراسلہ جاری کر دیا ڈاکٹر ماہ نور ناصر کا علاج کراچی کے آغا خان ہسپتال میں جاری ہے اور مزید ایک ہفتے تک علاج و معالجہ جاری رہے گا ڈاکٹر ماہ نور ناصر کو مزید خصوصی علاج کے لیے امریکہ بھجوایا جائے گا، حکومت بلوچستان نے اس ضمن میں ضروری کارروائی کا آغاز کر دیا حکومت بلوچستان متاثرہ لیڈی ڈاکٹر کو علاج کی بہترین سہولیات فراہم کرنے کے لیے تمام دستیاب وسائل بروئے کار لا رہی ہے۔

بقیہ 12

می قانونی فورم میں شرکت کی اجازت دے دی ہے۔ ذرائع کے مطابق چیف جسٹس آف پاکستان اور وفاقی آئینی عدالت کے چیف جسٹس 14ویں سینٹ پیٹرز برگ انٹرنیشنل لیگل فورم میں پاکستان کی نمائندگی کریں گے۔ تفصیلات کے مطابق یہ فورم سینٹ پیٹرز برگ انٹرنیشنل لیگل فورم 24 سے 26 جون 2026 تک روس کے شہر سینٹ پیٹرز برگ میں منعقد ہوگا، جس میں مختلف ممالک کے اعلی عدالتی حکام، قانون دان اور ماہرین شرکت کریں گے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ اس عالمی فورم کے دوران قانون کی حکمرانی، آئینی ڈھانچوں، عدالتی اصلاحات اور بین الاقوامی قانونی تعاون جیسے اہم موضوعات پر تبادلہ خیال کیا جائے گا۔ پاکستانی وفد کی شرکت کو عدالتی سفارت کاری اور عالمی سطح پر قانونی روابط کے فروغ کے تناظر میں اہم قرار دیا جا رہا ہے۔ فورم میں شرکت کے دوران پاکستان کی اعلی عدلیہ کے نمائندے مختلف ممالک کے عدالتی ماہرین کے ساتھ ملاقاتیں بھی کریں گے اور قانونی نظام میں بہتری کے لیے تجربات کے تبادلے میں حصہ لیں گے۔

بقیہ 13

اضافہ کرنے کی تجاویز کی منظوری دے دی۔ کمیٹی کے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ آڈٹ نہ کرانے پر جرمانہ 25 ہزار روپے سے بڑھا کر ایک لاکھ روپے کر دیا جائے۔ غلط معلومات دینے پر بھی جرمانہ 25 ہزار سے بڑھا کر ایک لاکھ روپے کیا جائے۔ قابل ٹیکس اثاثوں کو چھپانے پر جرمانہ ایک لاکھ روپے سے بڑھا کر پانچ لاکھ روپے کرنے کی تجویز منظور کر لی گئی۔ ایف بی آر حکام نے بتایا کہ جرمانہ 5 لاکھ روپے یا ٹیکس کی شارٹ فال کے 100 فیصد کے برابر ہوگا، جو بھی زیادہ ہو۔ انہوں نے یہ بھی واضح کیا کہ جرمانہ اس شخص پر بھی عائد کیا جائے گا جس کے اثاثے چھپائے گئے ہوں۔ اجلاس کے دوران ممبر ٹیکس پالیسی آفس نے متنازعہ بیان دیتے ہوئے کہا کہ ''قابل ٹیکس اثاثوں کو چھپانا قتل سے بھی زیادہ سنگین جرم ہے''۔ اس بیان پر قائمہ کمیٹی کے اراکین نے زوردار قہقہہ لگایا۔ ممبر قائمہ کمیٹی جاوید حنیف خان نے فوری ردعمل دیتے ہوئے پوچھا کہ یہ قتل سے بھی سخت جرم کیسے ہو گیا جس پر ممبر ٹیکس پالیسی آفس نے جواب دیا کہ ادب میں یہی لکھا ہے کیونکہ یہ قوم کے خلاف جرم ہے انہوں نے مزید کہا کہ آمدن یا اثاثے چھپانے کا ثبوت دینے کی ذمہ داری ایف بی آر پر ہوگی، جو عدالتوں میں بھی ایسا ہی کرتا ہے۔ کمیٹی نے بالآخر قابل ٹیکس آمدن اور اثاثے چھپانے پر 5 لاکھ روپے جرمانے کی تجویز بھی منظور کر لی۔

بقیہ 14

عرب اور مصر شریک ہوں گے۔ ذرائع کے مطابق اجلاس میں خطے کی مجموعی صورتحال، حالیہ سفارتی پیش رفت اور مستقبل کے ممکنہ لائحہ عمل پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا جائے گا۔ اجلاس کو مشرق وسطی اور وسیع تر خطے میں بدلتی ہوئی سیاسی و سفارتی صورتحال کے تناظر میں انتہائی اہم قرار دیا جا رہا ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ پاکستان کے نائب وزیراعظم و وزیر خارجہ اسحاق ڈار کے اجلاس میں شرکت کے لیے آج (ہفتہ کو) روانہ ہونے کا امکان ہے۔ اجلاس میں شریک ممالک خطے میں کشیدگی میں کمی اور سفارتی رابطوں کے فروغ کے امکانات پر بھی غور کریں گے۔

بقیہ 15

حامد عتیق نے بتایا کہ ملک کی دو بڑی ملٹی نیشنل سگریٹ کمپنیاں 365 ارب روپے کا ٹیکس ادا کر رہی ہیں جبکہ چھوٹی رجسٹرڈ کمپنیاں صرف 5 ارب روپے ٹیکس دے رہی ہیں۔ حامد عتیق نے بتایا کہ سگریٹ کی ایک ڈبی کی تیاری لاگت 30 سے 35 روپے ہے۔ ملٹی نیشنل کمپنیاں ایک ڈبی پر کم از کم 101 روپے فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی اور 19 روپے سیلز ٹیکس ادا کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ٹیکس چور غیر رجسٹرڈ اور غیر قانونی کارخانے 35 روپے کی ڈبی پر کوئی ٹیکس نہیں دیتے اور بڑا منافع کماتے ہیں۔ ان غیر قانونی کارخانوں کی وجہ سے دو بڑی ملٹی نیشنل کمپنیاں بھی متاثر ہو رہی ہیں۔ حامد عتیق نے واضح کیا کہ سگریٹ میں تیسرا ٹیئر متعارف نہیں کرایا جا سکتا۔ سال 2017 میں تھرڈ ٹیئر لانے کے تجربے کے نتیجے میں سیکنڈ ٹیئر ختم ہو کر رہ گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ عالمی ادارہ صحت کے اعتراضات کی وجہ سے مشہور برانڈز کے سستے ورژن نچلے ٹیئر میں نہیں لائے جا سکتے ہیں۔ حامد عتیق نے کہا کہ مطابق پاکستان میں اسمگل شدہ سگریٹ مارکیٹ کا صرف تین فیصد حصہ ہے۔ افغانستان کے ساتھ بارڈر بند ہونے سے اسمگلنگ روکنے میں کامیابی کے نتیجے میں پانچ فیصد ٹیکس چوری رک گئی ہے۔ تاہم ٹیکس چوری کا سب سے بڑا حصہ مقامی غیر قانونی اور غیر رجسٹرڈ سگریٹ کارخانوں کا ہے۔ وزیر خزانہ محمد اورنگزیب نے کمیٹی کو بتایا کہ سگریٹ سازی پر ٹریک اینڈ ٹریس سسٹم سال 2021 سے ایک کمپنی کے پاس ہے اور وہی یہ کام کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ فیڈرل بورڈ آف ریونیو کی ٹیکس چور کارخانوں پر چھاپوں سے کئی حلقے ناراض ہیں۔ وزیر خزانہ نے مزید بتایا کہ سگریٹ سازی کے خام مال ایسیٹیٹ ٹو (TowAcetate) پر ڈیوٹی 44 ہزار سے کم کر کے 10 ہزار روپے کر دی گئی ہے۔ اس سے قبل زیادہ ڈیوٹیوں کی وجہ سے کمپنیوں کے فنڈز پھنسے ہوئے تھے۔ پاکستان کی دو بڑی ملٹی نیشنل سگریٹ کمپنیاں ایف بی آر کی کارکردگی کو سراہتی ہیں۔ ان کمپنیوں نے ٹیکس ادائیگیوں میں شفافیت کو سراہا۔ حامد عتیق نے بتایا کہ پاکستان سعودی عرب میں سگریٹ برآمد کر رہا ہے۔ کمیٹی کے اجلاس میں ٹیکس چوری روکنے، غیر قانونی کارخانوں کے خلاف کارروائی تیز کرنے اور ریونیو بڑھانے کے لیے مزید اقدامات پر غور کیا گیا۔ ایف بی آر حکام نے یقین دلایا کہ ٹیکس نیٹ کو مزید وسیع کرنے اور چوری روکنے کے لیے ٹھوس اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

بقیہ 16

رت کی پٹائی اب تاریخ کا حصہ بن چکی ہے۔ خواجہ آصف نے طنزیہ انداز میں کہا کہ اگر بھارت کو ہماری کامیابیوں سے جلن اور تکلیف نہیں ہوگی تو دنیا میں اور کسے ہوگی۔ انہوں نے خطے کی صورتحال پر بات کرتے ہوئے کہا کہ ایران کے ساتھ معاملہ طے پا چکا ہے، تاہم افغانستان اور برطانیہ میں سرگرم بھارتی پراکسیز کا بھی جلد کوئی بندوبست کیا جائے گا، کیونکہ برطانیہ میں فنڈز اور ہوا دینے والے عناصر کے پیچھے بھی بھارتی پراکسیز کام کر رہی ہیں۔ آزاد کشمیر کی حالیہ صورتحال پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے وزیر دفاع نے کہا کہ آزاد کشمیر میں کچھ لوگوں کی زبان بھارت سے ملتی جلتی ہے اور جو لوگ آج وہاں شور مچا رہے ہیں، وہ ہمارے شریک سفر نہیں تھے۔ انہوں نے افسوس کا اظہار کیا کہ یہ عناصر قومی پرچم کی بھی توہین کر رہے ہیں۔ خواجہ آصف نے کہا کہ آزاد کشمیر والے آزادی کی قدر مقبوضہ وادی کے بہن بھائیوں سے پوچھیں، جہاں آج بھی خواتین جیلوں میں شدید ظلم برداشت کر رہی ہیں۔ کشمیری پاکستان کے ساتھ اپنی شناخت کی قیمت ادا کر رہے ہیں اور سب نے اس کے لیے قربانیاں دی ہیں، مگر افسوس کہ آزاد کشمیر کے کچھ لوگ اس آزادی کی قدر نہیں کر رہے۔ وزیر دفاع نے بھارت کی آبی جارحیت کے حوالے سے بھی پاکستان کے پختہ عزم کا اعادہ کرتے ہوئے کہا کہ ملک کے پانیوں کا دفاع ہر قیمت پر کیا جائے گا۔ بھارت کی آبی جارحیت کا مکمل بندوبست کیا جائے گا اور کسی کو بھی پاکستان کے پانی کا ایک قطرہ بھی غصب کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ تاہم، انہوں نے سوئٹزر لینڈ میں ہونے والی تقریب کے حوالے سے کسی بھی قسم کا تبصرہ کرنے سے گریز کیا۔

بقیہ 17

مختلف ریلوے اسٹیشنز اور ملحقہ علاقوں کے عوام کا روزگار، سفری سہولت اور تجارتی سرگرمیاں اس ٹرین سروس سے وابستہ ہیں لیکن آئے روز بندش کے فیصلوں نے عوام کو شدید پریشانی میں مبتلا کر دیا ہے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ وزیر ریلوے، چیئرمین ریلوے، گورنر بلوچستان اور ڈی ایس ریلوے کے احکامات اور کاوشوں سے یہ ٹرین سروس بحال ہوئی تھی جس پر عوام نے اطمینان اور خوشی کا اظہار کیا تھا تاہم ایک بار پھر اس کی بندش نے لوگوں میں تشویش اور مایوسی پیدا کر دی ہے۔ کوئٹہ، کچلاک، بوستان، پشین، سرانان، گلستان، قلعہ عبداللہ، شیلاباغ اور چمن سمیت اس روٹ پر واقع مختلف اسٹیشنز کے مکینوں کے لیے ٹرین سفر کا سب سے سستا محفوظ اور قابل اعتماد ذریعہ ہے۔ سڑک کی آئے روز بندش کے باعث عوام کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جبکہ ٹرین کی بندش سے طلبا اپنی تعلیمی سرگرمیوں، مریض اپنے علاج، مزدور اپنے روزگار اور تاجر اپنی کاروباری سرگرمیوں میں مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔ خاص طور پر کم آمدن والے افراد کے لیے متبادل سفری ذرائع مہنگے اور ناقابل برداشت ہیں۔ اسی طرح کوئٹہ تا چمن ٹرین سروس کی بندش سے جہاں عوام کو سفری مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، وہیں پاکستان ریلوے کو بھی مالی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ ٹرین بند ہونے سے ٹکٹوں کی آمدنی، سامان کی ترسیل اور دیگر ریلوے خدمات سے حاصل ہونے والی آمدن متاثر ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اسٹیشنوں پر کاروباری سرگرمیاں کم ہونے سے مقامی معیشت بھی نقصان اٹھاتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئٹہ تا چمن ٹرین سروس کی مستقل بحالی عوامی سہولت کے ساتھ ساتھ ریلوے کے مالی استحکام کے لیے بھی ضروری اور لازمی ہے۔ بیان میں ایک مرتبہ پھر وفاقی وزیر ریلوے، چیئرمین پاکستان ریلوے، گورنر بلوچستان، ڈی ایس ریلوے اور متعلقہ حکام سے پرزور مطالبہ کیا گیا ہے کہ کوئٹہ تا چمن ٹرین سروس کو مستقل بنیادوں پر بحال رکھا جائے اور بار بار بندش کے فیصلوں سے گریز کیا جائے۔

بقیہ 18

کے اخراجات صرف تنخواہوں تک محدود نہیں بلکہ تحقیق، لیبارٹریز، لائبریریز، تعلیمی سرگرمیوں اور ادارہ جاتی ترقی کیلئے بھی خطیر وسائل درکار ہوتے ہیں، جبکہ موجودہ گرانٹ ملازمین کی تنخواہوں کیلئے بھی ناکافی ثابت ہو رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جامعہ بلوچستان کے 145 سے زائد ریٹائرڈ ملازمین، آفیسرز اور اساتذہ کرام اپنے گریجویٹی، پنشن اور دیگر واجبات کے حصول کیلئے دربدر ہیں، لیکن حکومت کی بے حسی اور عدم دلچسپی کے باعث انہیں تاحال ان کے قانونی حقوق فراہم نہیں کیے گئے۔ یہ صورتحال نہ صرف قابل افسوس بلکہ حکومتی نااہلی کا واضح ثبوت ہے۔ ترجمان نے مزید کہا کہ وفاقی حکومت نے بھی اعلی تعلیمی شعبے اور کے بجٹ میں خاطر خواہ اضافہ نہیں کیا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وفاقی اور صوبائی دونوں حکومتوں کی ترجیحات میں تعلیم اور نوجوانوں کا مستقبل شامل نہیں۔ ایک طرف حکومتیں گڈ گورننس اور ترقی کے بلند بانگ دعوے کرتی ہیں جبکہ دوسری جانب جامعات کو مالی طور پر مفلوج کر کے صوبے کے تعلیمی نظام کو تباہی کے دہانے پر پہنچایا جا رہا ہے۔ ایسوی ایشن کے ترجمان نے وزیر اعلی بلوچستان اور وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا کہ جامعات کیلئے گرانٹ ان ایڈ میں فوری اور نمایاں اضافہ کیا جائے، جامعہ بلوچستان کو خصوصی مالیاتی پیکج فراہم کیا جائے، ریٹائرڈ ملازمین کے تمام واجبات فوری ادا کیے جائیں اور اعلی تعلیم کے شعبے کو درپیش سنگین مالی بحران کے خاتمے کیلئے ہنگامی بنیادوں پر اقدامات اٹھائے جائیں، بصورت دیگر اساتذہ، آفیسرز اور ملازمین احتجاج کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔

بقیہ 19

سمیت اہم انسانی حقوق کے معاملات پر تفصیلی غور کیا گیا۔ اجلاس کے دوران مختلف صوبوں کی جانب سے غیرت کے نام پر ہونے والے جرائم پر بریفنگ دی گئی، جس پر کمیٹی، خصوصاً چیئرپرسن سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری نے کم سزا کی شرح، تحقیقات میں تاخیر اور استغاثہ کی کمزوریوں پر شدید تشویش کا اظہار کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ متوازی نظام انصاف کا مسلسل وجود قانون کی حکمرانی کو کمزور کر رہا ہے اور متاثرین کو انصاف سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری نے واضح کیا کہ غیرت کے نام پر قتل کسی صورت قابل قبول نہیں اور ہر بالغ مرد و عورت کو آئین پاکستان کے تحت اپنی زندگی اور شادی سے متعلق فیصلے کرنے کا مکمل حق حاصل ہے۔ انہوں نے کہا کہ غیرت کے نام پر تشدد نہ تو کوئی ثقافتی روایت ہے اور نہ ہی قابل جواز عمل، بلکہ یہ سنگین جرم اور بنیادی انسانی حقوق کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ کمیٹی نے اس امر پر بھی زور دیا کہ جرگے اور پنچایتیں کسی طور آئین اور عدالتی نظام پر فوقیت حاصل نہیں کر سکتیں اور فوجداری مقدمات کا فیصلہ صرف عدالتوں کے ذریعے ہی ہونا چاہیے۔ اس موقع پر تشدد میں ملوث عناصر کے مکمل احتساب کو ناگزیر قرار دیا گیا۔ اجلاس میں احمد جاوید کیس کی تحقیقات اور قانونی کارروائیوں کی پیش رفت پر تفصیلی بریفنگ طلب کی گئی۔ علاوہ ازیں ایک خاندان کے خلاف مبینہ توہین آمیز سوشل میڈیا مہم کے معاملے پر نیشنل سائبر کرائم انویسٹی گیشن ایجنسی (NCCIA) سے رپورٹ طلب کرتے ہوئے ذمہ داران کے خلاف کارروائی اور آن لائن پلیٹ فارمز کے غلط استعمال کی روک تھام پر زور دیا گیا۔ کمیٹی نے این سی سی آئی اے کے نمائندوں کی عدم موجودگی پر برہمی کا اظہار کرتے ہوئے آئندہ اجلاس میں ان کی حاضری یقینی بنانے کی ہدایت کی۔ مزید برآں جڑانوالہ واقعے پر پیش رفت کا جائزہ لیتے ہوئے کمیٹی نے بروقت انصاف، متاثرین کو منصفانہ معاوضے کی فراہمی، ذمہ دار عناصر کے کڑے احتساب اور اقلیتی برادری کے حقوق کے مؤثر تحفظ کی ضرورت پر زور دیا۔ سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری نے کہا کہ جڑانوالہ واقعہ ریاستی نظام انصاف، مساوات اور کمزور طبقات کے تحفظ کے عزم کا اہم امتحان ہے۔ اجلاس کے اختتام پر کمیٹی نے قانون کی حکمرانی کو مضبوط بنانے، کمزور طبقات کے تحفظ اور تمام شہریوں کے لیے انصاف، مساوات اور بنیادی انسانی حقوق کے فروغ کے عزم کا اعادہ کیا۔

بقیہ 20

ی اعتماد کا مظہر قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ریکارڈ کنٹینر ہینڈلنگ پاکستان کی شپنگ اور لاجسٹکس صلاحیت میں مسلسل بہتری کی عکاسی کرتی ہے۔ وزیر بحری امور کے مطابق یہ تاریخی کامیابی کراچی پورٹ ٹرسٹ کے افسران اور عملے کی انتھک محنت کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ بندرگاہی کارکردگی میں یہ اضافہ ادارہ جاتی کارکردگی اور مؤثر انتظامی اقدامات کا ثبوت ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کو علاقائی ٹرانس شپمنٹ اور لاجسٹکس حب بنانے کا مشن جاری ہے۔ ان کے مطابق بندرگاہی شعبے میں جاری اصلاحات اور جدید انفراسٹرکچر کے باعث کارگو ٹریفک میں نمایاں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ چیئرمین کراچی پورٹ ٹرسٹ کے مطابق بندرگاہی اصلاحات اور جدید انفراسٹرکچر کے باعث آپریشنل صلاحیت میں بہتری آئی ہے۔ اس موقع پر ایڈمرل شاہد احمد نے کہا کہ کراچی پورٹ قومی معیشت اور سمندری تجارت میں کلیدی کردار ادا کر رہی ہے۔

بقیہ 21

ائیویٹ حج کے لیے روایتی کوٹہ سسٹم کے بجائے کارکردگی اور کمپلائنس پر مبنی نظام نافذ کیا جائے گا، جبکہ موجودہ حج آپریٹرز کی دوبارہ جانچ لازمی قرار دی گئی ہے۔ پالیسی کے مطابق پرائیویٹ حج کوٹہ ''پہلے آئیں، پہلے پائیں'' کی بنیاد پر مختص ہوگا، اور ہر آپریٹر کے لیے کم از کم 2 ہزار حجاج کی بکنگ لازمی ہوگی۔ کم بکنگ کی صورت میں متعلقہ کمپنی کو غیر فعال قرار دیا جائے گا۔ ترجمان کے مطابق ناکام کمپنیوں کی 50 فیصد سیکیورٹی ضبط کی جائے گی جبکہ متاثرہ حجاج کو خودکار طور پر دیگر مستند کمپنیوں میں منتقل کر دیا جائے گا۔ تمام حج کمپنیوں کی آزاد ماہرین کے ذریعے جانچ اور درجہ بندی بھی کی جائے گی۔ پالیسی میں کہا گیا ہے کہ حج لائسنس تین سال کے لیے جاری ہوں گے جبکہ کوٹہ کی خرید و فروخت پر مکمل پابندی عائد ہوگی۔ کارٹل سازی اور اجارہ داری کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ نیا نظام مکمل طور پر ڈیجیٹل پلیٹ فارم پر منتقل کیا جائے گا اور حج بکنگ صرف پرائیویٹ حج مینجمنٹ پورٹل کے ذریعے ہوگی، جو نادرا اور اسٹیٹ بینک کے نظام سے منسلک ہوگا۔ پالیسی کے تحت دستی بکنگ اور کیش لین دین مکمل طور پر ممنوع قرار دیا گیا ہے، جبکہ حج کمپنیاں عازمین کے فنڈز اپنے پاس نہیں رکھ سکیں گی۔ سعودی سروس فراہم کنندگان کو ادائیگیاں براہ راست اسٹیٹ بینک کے سرکاری اکاؤنٹ کے ذریعے کی جائیں گی۔ وزارت مذہبی امور کے مطابق نئی پالیسی کا مقصد شفافیت، احتساب اور حجاج کے حقوق کا تحفظ یقینی بنانا ہے، جبکہ پاکستان کا پرائیویٹ حج نظام سعودی وژن 2030 کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جا رہا ہے۔

بقیہ 22

اپنے ایک بیان میں جمال شاہ کاکڑ نے کہا کہ حکومت کی جانب سے پیٹرول کی قیمت میں 74 روپے فی لیٹر اور ڈیزل کی قیمت میں 67 روپے فی لیٹر کی کمی کا فیصلہ عوام دوست پالیسیوں کا مظہر ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس فیصلے کے بعد پیٹرول کی قیمت 373 روپے سے کم ہو کر 299 روپے فی لیٹر جبکہ ڈیزل کی قیمت 378 روپے سے کم ہو کر 311 روپے فی لیٹر ہو جائے گی، جس سے نہ صرف عام شہریوں بلکہ ٹرانسپورٹ، زراعت اور کاروباری شعبوں کو بھی بڑا ریلیف ملے گا۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم شہباز شریف نے مشکل معاشی حالات میں عوام کو ریلیف دینے کے لیے مسلسل کوششیں کیں اور عالمی منڈی میں تیل کی قیمتوں میں آنے والی کمی کو مکمل طور پر عوام تک منتقل کرنے کا فیصلہ کیا۔ جمال شاہ کاکڑ نے کہا کہ حکومت ان مشکل حالات میں عوام کے تعاون اور اعتماد کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور عوامی فلاح و بہبود کے لیے اقدامات کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔ جمال شاہ کاکڑ نے وزیر اعظم شہباز شریف کی سفارتی کامیابیوں کو بھی سراہتے ہوئے کہا کہ ایران اور امریکہ کے درمیان اسلام آباد مفاہمتی یادداشت پر دستخط پاکستان کے لیے ایک بڑی سفارتی کامیابی ہے۔ انہوں نے کہا کہ دونوں ممالک کے درمیان مذاکرات میں پاکستان کا ثالثی کردار اور وزیر اعظم شہباز شریف کی قیادت عالمی برادری میں پاکستان کے بڑھتے ہوئے اعتماد اور مثبت کردار کا ثبوت ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ایران اور امریکہ کے درمیان مفاہمت کے عمل میں پاکستان کی کامیاب سفارت کاری نے ثابت کیا ہے کہ ملک نہ صرف خطے بلکہ عالمی سطح پر امن، استحکام اور مذاکرات کے فروغ میں اہم کردار ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جمال شاہ کاکڑ نے کہا کہ وزیر اعظم شہباز شریف کی قیادت میں پاکستان معاشی استحکام کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی سطح پر بھی اپنی ساکھ اور وقار کو مزید مستحکم کر رہا ہے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ حکومت کے معاشی اور سفارتی اقدامات کے مثبت اثرات مستقبل میں مزید نمایاں ہوں گے اور پاکستان ترقی، خوشحالی اور استحکام کی راہ پر گامزن رہے گا۔

بقیہ 23

جات میں کمی اور کفایت شعاری پالیسی کے تسلسل کے لیے کیے گئے ہیں۔ حکام کے مطابق کفایت شعاری اقدامات کی توسیع خصوصی کمیٹی کی سفارش پر منظور کی گئی، جس کا مقصد حکومتی وسائل کے مؤثر استعمال کو یقینی بنانا اور غیر ضروری اخراجات میں کمی لانا ہے۔ سرکاری ذرائع کے مطابق حکومت آئندہ بھی مالی نظم و ضبط اور کفایت شعاری کے اقدامات کو ترجیح دے رہی ہے تاکہ مالی دباؤ میں کمی اور وسائل کی بہتر تقسیم ممکن بنائی جا سکے۔

بقیہ 24

پورا نظام ای پاسپورٹ پر منتقل کیا جائے گا۔ وزیر داخلہ محسن نقوی نے کہا کہ اس اقدام سے پاسپورٹ کے اجرا میں شفافیت بڑھے گی جبکہ فراڈ اور جعلسازی کے امکانات کا مؤثر خاتمہ ممکن ہوگا۔ اجلاس کو بتایا گیا کہ اندرون ملک اور بیرون ملک پاسپورٹ ہوم ڈیلیوری سروس کے لیے ابتدائی انتظامات مکمل کر لیے گئے ہیں۔ اس منصوبے کے تحت شہریوں کو ان کے پاسپورٹ براہ راست گھر کی دہلیز پر فراہم کیے جائیں گے، جس سے دفاتر کے غیر ضروری چکر ختم ہوں گے اور سہولت میں اضافہ ہوگا۔ فیصلے کے مطابق یکم جولائی سے ملک بھر کے پاسپورٹ دفاتر میں کیش لیس نظام نافذ کیا جائے گا۔ شہری تمام فیسیں ڈیجیٹل ذرائع سے جمع کرا سکیں گے، جس سے مالی لین دین میں شفافیت اور سہولت پیدا ہوگی۔ اجلاس میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ آن لائن پاسپورٹ درخواستوں کو پاک آئی ڈی پلیٹ فارم پر منتقل کیا جائے گا تاکہ درخواستوں کی پراسیسنگ کو مزید مؤثر اور تیز بنایا جا سکے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ پریمیم سروسز حاصل کرنے والے درخواست گزاروں سے خدمات کی لاگت کے مطابق فیس وصول کی جائے گی۔ اس کے علاوہ وزیر داخلہ نے ہدایت کی کہ بزنس پاسپورٹ پالیسی کو فیڈرل بورڈ آف ریونیو کی مشاورت سے جلد از جلد حتمی شکل دی جائے۔ اجلاس کے دوران محمد علی رندھاوا نے وفاقی وزیر داخلہ کو پاسپورٹ نظام میں جاری اصلاحات، جدید سہولیات اور مستقبل کے منصوبوں کے حوالے سے تفصیلی بریفنگ دی۔

بقیہ 25

پر میڈیکل ایجوکیشن کیلئے وقف ہے۔ ہم اس وژن اور ماڈل کو جلد ہی صوبے کی دیگر پبلک سیکٹر یونیورسٹیوں تک پھیلانے کیلئے پرعزم ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے بولان میڈیکل یونیورسٹی آف میڈیکل اینڈ ہیلتھ سائنسز کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر شبیر احمد لہڑی سے ملاقات کے دوران گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر گورنر بلوچستان جعفر خان مندوخیل نے روزگار کے مواقع پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ میڈیکل سیکٹر میں اس وقت بھی بیرون ملک ہزاروں ملازمتوں کی مانگ ہے۔ مستقبل کا منصوبہ تعلیمی ڈگریوں کے ساتھ ڈپلومہ پروگراموں کو مربوط کرنا ہے جو موجودہ وسائل پر دباؤ نہیں ڈالیں گے۔ یہ گریجویٹس سرکاری نوکریوں کی تلاش میں بھٹکنے کی بجائے اپنی دہلیز پر روزگار کے مواقع حاصل کریں گے اور قومی ترقی اور پیشرفت میں براہ راست حصہ ڈالیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اپنے روشن دماغوں کو جدید مہارتوں سے آراستہ کر کے، ہم اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ وہ بلوچستان کے لوگوں کی خدمت اور عالمی مارکیٹ میں مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہوں۔ یہی مہارت یافتہ افراد اندرون اور بیرون ملک معاشی آزادی حاصل کریں گے۔ ہم روایتی تعلیمی ماڈلز سے آگے بڑھ رہے ہیں اور انہیں صنعت سے متعلقہ مہارتوں کے ساتھ مربوط کر رہے ہیں جو آج کی معیشت کی بنیاد ہیں۔ گورنر مندوخیل نے جگہ اور صلاحیت میں موجودہ رکاوٹوں کو تسلیم کیا لیکن یقین دلایا کہ عزم اور محتاط منصوبہ بندی کے ساتھ، ایک سال کے اندر ان پر بھی قابو پا لیا جائیگا۔ یہ صرف ایک خواہش نہیں ہے، بلکہ ایک روشن مستقبل کیلئے ایک ٹھوس منصوبہ ہے۔ ایک بار تربیت حاصل کرنے کے بعد، یہ ہنر مند پیشہ ور جدید معیشت کی ریڑھ کی ہڈی بنیں گے اور مجموعی طور پر معاشرے کو مضبوط کریں گے۔ صوبے میں تمام پبلک سیکٹر یونیورسٹیوں کے چانسلر کی حیثیت سے یہ ان کا عزم ہے کہ وہ فارغ التحصیل طلبا کی لامحدود امکانات سے بھرپور مستقبل کی طرف فکری رہنمائی کریں۔

بقیہ 26

چچا مولوی روح اللہ نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کے بھتیجے ظفر اللہ کو 13 جون کو تین افراد نے زبردستی اغوا کر کے تشدد کا نشانہ بنایا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ اسی رات ملزمان نے ظفر اللہ کو شدید تشدد کے بعد زخمی حالت میں سڑک کنارے پھینک دیا اور موقع سے فرار ہو گئے۔ اہلخانہ نے زخمی نوجوان کو فوری طور پر قلعہ سیف اللہ سے کوئٹہ منتقل کیا جہاں اس کا علاج کرایا گیا۔ تشدد کی وجہ سے وہ ذہنی طور پر بری طرح متاثر ہونے کی وجہ سے ذہنی طور پر بھی متاثر ہوا تھا چچا کے مطابق علاج کے بعد گھر واپسی پر ظفر اللہ نے انہیں بتایا کہ تین افراد نے اغوا کر کے تشدد کا نشانہ بنایا، اس کی برہنہ حالت میں زبردستی ویڈیو بنائی گئی اور ویڈیو بنانے کے دوران اس نے اس پر مزاحمت کرتے ہوئے ملزمان سے موبائل فون چھیننے کی کوشش کی، جس کے بعد اسے مزید تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ انہوں نے الزام عائد کیا کہ ملزمان نے ظفر اللہ کو سڑک کنارے چھوڑنے کے بعد خاموش رہنے کے عوض ہزار روپے کی پیشکش بھی کی تھی، تاہم ظفر اللہ نے یہ پیشکش مسترد کر دی۔ چچا کے مطابق اس کے بعد ملزمان نے دھمکی دی کہ اگر اس نے خاموشی اختیار نہ کی تو اس کی برہنہ ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل کر دی جائے گی۔ اہلخانہ کا کہنا ہے کہ بعد ازاں ملزمان کی جانب سے ایک شخص داد کے ذریعے رابطہ کر کے معاملے کو رفع دفع کرنے کی کوشش کی گئی، تاہم خاندان نے اس تجویز کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ چچا نے مزید بتایا کہ واقعہ کے تیسرے روز ان کے بھتیجے ظفر اللہ نے گھر میں خودکشی کر لی۔ ان کے بقول تینوں ملزمان مقامی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اور خاندان انہیں ذاتی طور پر جانتا ہے۔ اہلخانہ نے وزیر اعلی بلوچستان، قانون نافذ کرنے والے اداروں اور دیگر متعلقہ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ واقعہ کی شفاف تحقیقات کر کے ذمہ دار افراد کو قانون کے مطابق سخت سزا دی جائے اور متاثرہ خاندان کو انصاف فراہم کیا جائے۔

بقیہ 27

نے کہا ہے کہ توقع کی جا رہی ہے کہ ایران اور امریکہ کے درمیان مذاکرات کا اگلا دور جلد منعقد ہونے کا امکان ہے۔ اسلام آباد میں غیر رسمی گفتگو کرتے ہوئے اسحاق ڈار نے بتایا کہ محرم الحرام کے باعث مذاکرات کے اگلے مرحلے کو مؤخر کیا گیا ہے، تاہم محرم کے بعد بات چیت کا عمل دوبارہ شروع ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ دونوں ممالک کے درمیان آئندہ 60 دنوں کے دوران مختلف معاملات پر پیش رفت کی کوشش کی جائے گی تاکہ مذاکراتی عمل کو آگے بڑھایا جا سکے۔ وزیر خارجہ کے مطابق سوئٹزر لینڈ میں ہونے والا مذاکراتی دور بھی محرم الحرام کے باعث مؤخر کیا گیا، تاہم فریقین کے درمیان رابطے برقرار ہیں اور جلد ہی مذاکرات کا نیا شیڈول طے کیے جانے کی توقع ہے۔

بقیہ 28

محمد جان کو ایس ڈی پی او دُالبندین تعینات کیا، انسپکٹر قلات رنج خادم حسین کو ایس ڈی پی او وندر تعینات کیا، انسپکٹر ہائی وے پٹرولنگ 65-N نصیر آباد ارباب علی لاشاری کو ایس ڈی پی او دالبندین تعینات کیا، انسپکٹر نصیر آباد رینج علی حسن لاشاری کو ایس ڈی پی او کی تعینات کیا، انسپکٹر اسپیشل برانچ کوئٹہ فتح محمد کو ایس ڈی پی او واشک تعینات کیا، انسپکٹر ویجیلنس ڈسٹرکٹ نیاز علی کو ایس ڈی پی او حانی بیری تعینات کر دیا گیا۔

بقیہ 29

ب صدر جے ڈی وینس کے سوئٹزرلینڈ کے دورے کی منسوخی کے چند گھنٹے بعد سامنے آئی۔ سوئس وزارت خارجہ کے مطابق سوئٹزرلینڈ میں ہونے والے مجوزہ مذاکرات، جن میں امریکہ، ایران، قطر اور پاکستان شریک ہونے تھے، فی الحال روک دیے گئے ہیں۔ وزارت نے کہا کہ سوئٹزرلینڈ بات چیت کی میزبانی کے لیے تیار ہے اور برجن اسٹاک میں ابتدائی انتظامی کام جاری ہے، تاہم نئی تاریخ کا اعلان نہیں کیا گیا۔ یہ مذاکرات اس معاہدے کے بعد متوقع تھے جس کا مقصد خطے میں کشیدگی کم کرنا، ایران میں تنازع ختم کرنا اور آبنائے ہرمز کو دوبارہ کھولنا تھا۔ معاہدے کے تحت 60 دن کے اندر وسیع تر معاملات پر بات چیت شروع ہونا تھی، جن میں ایران کا جوہری پروگرام بھی شامل ہے۔ وائٹ ہاؤس کے مطابق مذاکراتی عمل میں لاجسٹک پیچیدگیوں کے باعث امریکی نائب صدر کا دورہ منسوخ کیا گیا۔ امریکی حکام نے کہا کہ وہ جلد از جلد تکنیکی سطح پر مذاکرات شروع کرنے کے خواہشمند ہیں۔ ایران میں خبر رساں ایجنسی کے مطابق اس بات کی تصدیق نہیں ہوئی کہ ایرانی وفد سوئٹزرلینڈ روانہ ہو رہا ہے یا نہیں۔ اسی دوران خطے میں کشیدگی برقرار رہی، کیونکہ اسرائیل نے لبنان میں حزب اللہ کے اہداف پر نئے حملوں کا اعلان کیا، جس سے امن عمل کے مستقبل پر سوالات اٹھ رہے ہیں۔ مبصرین کے مطابق مذاکرات کی تاخیر نے خطے میں جاری نازک امن عمل کو مزید غیر یقینی صورتحال سے دوچار کر دیا ہے۔

بقیہ 30

قائی صورتحال اور اہم سفارتی پیش رفت پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ ترجمان دفتر خارجہ کے مطابق گفتگو کے دوران آذربائیجان کے وزیر خارجہ نے امریکا اور ایران کے درمیان اسلام آباد مفاہمتی یادداشت پر دستخط پر پاکستان کو مبارکباد دی اور اس عمل میں پاکستان کے بطور ثالث کردار کو سراہا۔ جیہون بائراموف نے اس اہم پیش رفت کے حصول کے لیے پاکستان کی مخلصانہ اور مسلسل سفارتی کوششوں کو بھی قابل تعریف قرار دیا۔ دونوں رہنماؤں نے امریکا اور ایران کے درمیان مفاہمتی یادداشت کو خطے میں پائیدار امن اور استحکام کی جانب ایک اہم قدم قرار دیا۔ اس موقع پر اس پیش رفت کو علاقائی اقتصادی منظرنامے میں اعتماد اور استحکام کے فروغ کے لیے بھی مثبت قرار دیا گیا۔ ترجمان دفتر خارجہ کے مطابق دونوں وزرائے خارجہ نے مستقبل میں بھی قریبی رابطے جاری رکھنے اور باہمی تعاون کو مزید فروغ دینے کے عزم کا اظہار کیا۔

بقیہ 31

نے والے انٹرنیشنل لیگل فورم میں شرکت کریں گے۔ ذرائع کے مطابق بطور چیف جسٹس وفاقی آئینی عدالت یہ ان کا پہلا غیر ملکی دورہ ہوگا، جسے عدالتی اور قانونی سفارت کاری کے تناظر میں اہم قرار دیا جا رہا ہے۔ ذرائع کے مطابق چیف جسٹس عالمی سطح کے اس اہم قانونی فورم میں شرکت کے دوران مختلف ممالک کے ججوں، قانونی ماہرین اور پالیسی سازوں سے ملاقاتیں بھی کریں گے، جہاں قانون کی حکمرانی، آئینی امور اور عدالتی اصلاحات سمیت مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال کیا جائے

اطلاع عام
درخواست بابت جانشینی سرٹیفکیٹ / بذریعہ درخواست بندہ عبدالروف بنگلز درخشانی بنسبت منقولہ /غیر منقولہ جائیداد متوفی سعید بلو شناختی کارڈ نمبر 5440003887466 موصول ہوئی ہے مذکورہ ذیل متوفی کے ورثاء ظاہر کیے گئے ہیں 1۔عبدالروف بنگلز(بھائی) 2۔خورشید بیگم(بہن) 3۔حیا بنگلز(بہن) برگاہ درخواست ہذا میں عوام الناس کو بذریعہ اشتہار مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر کسی کو کوئی عذر نسبت درخواست گزار ہو تو وہ بذات خود اس نوٹس کی اشاعت کے چودہ (14) یوم کے اندر زیر دستخطی حاضر ہو کر عذر داخل کریں۔
INCHARGE SFU, NADRA MEGA QUETTA ONEAPP

اطلاع عام
درخواست بابت جانشینی سرٹیفکیٹ / بذریعہ درخواست بندہ بی بی لعل درخشانی بنسبت منقولہ /غیر منقولہ جائیداد متوفی جمعہ خان شناختی کارڈ نمبر 5120116075869 موصول ہوئی ہے مذکورہ ذیل متوفی کے ورثاء ظاہر کیے گئے ہیں 1۔امیر احمد(بیٹا) 2۔منیر احمد(بیٹا) 3۔بی بی لعل(بیوی) 4۔اشفاق حسین(بیٹا) برگاہ درخواست ہذا میں عوام الناس کو بذریعہ اشتہار مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر کسی کو کوئی عذر نسبت درخواست گزار ہو تو وہ بذات خود اس نوٹس کی اشاعت کے چودہ (14) یوم کے اندر زیر دستخطی حاضر ہو کر عذر داخل کریں۔
INCHARGE SFU, NADRA KALLAT ONEAPP

اطلاع عام
INCHARGE SFU, NADRA KHACHI/DHADHAR ONEAPP

اطلاع عام
INCHARGE SFU, NADRA KHUZDAR ONEAPP

اطلاع عام
INCHARGE SFU, NADRA SHAHEED SIKANDARABAD ONEAPP

اطلاع عام
INCHARGE SFU, NADRA MEGA QUETTA ONEAPP

اطلاع عام
INCHARGE SFU, NADRA CHAMAN ONEAPP

اطلاع عام
INCHARGE SFU, NADRA RHO QUETTA ONEAPP

اطلاع عام
INCHARGE SFU, NADRA MEGA QUETTA ONEAPP

اطلاع عام
INCHARGE SFU, NADRA KHANOZAI ONEAPP

اطلاع عام
INCHARGE SFU, NADRA RHO QUETTA ONEAPP

اطلاع عام
INCHARGE SFU, NADRA MEGA QUETTA ONEAPP

اطلاع عام
INCHARGE SFU, NADRA LASBELA HUB ONEAPP

اطلاع عام
INCHARGE SFU, NADRA NRC FEMALE SIBI ONEAPP

اطلاع عام
INCHARGE SFU, NADRA MEGA QUETTA ONEAPP

اطلاع عام
INCHARGE SFU, NADRA LORALAI ONEAPP

اطلاع عام
INCHARGE SFU, NADRA RHO QUETTA ONEAPP

اطلاع عام
INCHARGE SFU, NADRA USTA MUHAMMAD ONEAPP

اطلاع عام
INCHARGE SFU, NADRA LASBELA HUB ONEAPP

اطلاع عام
INCHARGE SFU, NADRA RHO QUETTA ONEAPP

اطلاع عام
INCHARGE SFU, NADRA RHO QUETTA ONEAPP

PID(I)10255/25

International
تعمیر وطن انٹرنیشنل

امریکہ، 8 فٹ لمبا سانپ قابو کرنے والا شہری ہیرو قرار، جرمانہ بھی عائد

واشنگٹن (آئی این پی) امریکی ریاست فلوریڈا میں ایک شہری کو اس وقت ہیرو قرار دیا گیا جب اس نے جنگلی علاقے میں 8 فٹ لمبے خطرناک اژدھے کو قابو کر لیا، تاہم بعد میں اسی شخص کو 180 ڈالر جرمانہ بھی ادا کرنا پڑا۔ غیرملکی میڈیا رپورٹ کے مطابق 42 سالہ شہری نے موٹر سائیکل پر سفر کرتے ہوئے سڑک کے کنارے ایک بڑا اژدھا دیکھا۔ استعمال کرتے ہوئے اسے قابو کرلیا تاکہ پارک کی جنگلی حیات کو نقصان سے بچایا جاسکے۔ عینی شاہدین کے مطابق شہری نے تقریباً 30 منٹ تک اژدھے کو قابو میں رکھا جس کے بعد پارک رینجرز موقع پر پہنچے۔ تاہم حکام نے ان پر بغیر اجازت جنگلی جانور کو ہاتھ لگانے کے الزام میں 180 ڈالر کا جرمانہ عائد کر دیا۔ پارک انتظامیہ کے مطابق جنگلی حیات کو پکڑنے یا استعمال کرنے کیلئے خصوصی اجازت نامہ ضروری ہے۔

یو اے ای کا علاقائی حالات سے متاثرہ اور دوسرے والوں کیلئے 30 روزہ رعایتی ویزا کا اعلان

دبئی (آئی این پی) متحدہ عرب امارات نے جولائی 2026 تک نافذ رہنے کیلئے ان تمام افراد کیلئے 30 روزہ ویزا کا اعلان کیا ہے جو علاقائی حالات کی وجہ سے متاثر ہوئے اور ان کے پاس ملک چھوڑنے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ حکام کے مطابق اس اقدام کا مقصد متاثرہ افراد کو اپنی قانونی حیثیت درست کرنے کا موقع فراہم کرنا ہے۔ اس دوران وہ اپنے معاملات طے کر سکتے ہیں۔ یہ رعایتی مدت 10 جون سے 9 جولائی تک جاری رہے گی اور اس دوران کوئی اضافی کارروائی نہیں کی جائے گی۔

امریکی جج کا آئی سی ای کی زیرحراست فلسطینی حقوق کے وکیل کی رہائی کا حکم

واشنگٹن (آئی این پی) امریکی وفاقی جج نے 53 سالہ فلسطینی حقوق کے وکیل کو امیگریشن اینڈ کسٹمز انفورسمنٹ (آئی سی ای) کی حراست سے رہا کرنے کا حکم دیا ہے۔ وکیل کو 32 برس سے امریکا میں مقیم ہونے کے باوجود وسکونسن کی ایک عدالت سے حراست میں لیا گیا تھا۔ امیگریشن حکام نے ان پر الزامات عائد کیے تھے۔ جج نے اپنے فیصلے میں کہا کہ حکومت کی جانب سے پیش کیے گئے شواہد ناکافی ہیں۔ عدالت کے حکم کے بعد انہیں رہا کر دیا گیا۔ عدالتی فیصلے کے مطابق انہوں نے اپنے حقوق کے تحت آزادی اظہار کا استعمال کیا تھا۔

امریکا امن کیلئے پرعزم، ہم لبنان، حزب اللہ، اسرائیل سمیت تمام محاذوں پر مکمل جنگ بندی کی توقع رکھتے ہیں، صدر ٹرمپ

عالمی مارکیٹیں تیل کی قیمتوں میں کمی اور اسٹاکس میں اضافے کو پسند کررہی ہیں، امریکا کو فتح حاصل ہو رہی ہے، بیان

واشنگٹن (آئی این پی) امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے کہا ہے کہ امریکا امن کیلئے پرعزم ہے، ہم لبنان، حزب اللہ، اسرائیل سمیت تمام محاذوں پر مکمل جنگ بندی کی توقع رکھتے ہیں، ایران کو 300 ارب ڈالر کی ادائیگی نہیں ہو رہی، یہ جعلی خبر ہے۔ امریکی صدر نے ٹروتھ سوشل پر بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ مذاکراتی کوششوں میں پیشرفت کیلئے مشرق وسطیٰ کے تمام فریقین اپنے عزم پر قائم رہیں۔ ٹرمپ نے کہا کہ عالمی مارکیٹیں تیل کی قیمتوں میں کمی اور اسٹاکس میں اضافے کو پسند کررہی ہیں، امریکا کیلئے کامیابی ہے کہ تیل کی قیمتیں کم ہورہی ہیں اور فتح حاصل ہورہی ہے۔ امریکی صدر نے کہا کہ امریکا کی طرف سے ایران کو 300 ارب ڈالر کی ادائیگی نہیں ہورہی، یہ جعلی خبر ہے۔

نائجر کے ہوائی اڈے پر مسلح افراد کا حملہ، حملہ آوروں سمیت 35 افراد ہلاک، 20 مشتبہ افراد گرفتار

القاعدہ سے منسلک جماعت نصرت الاسلام والمسلمین نے حملے کی ذمہ داری قبول کرلی

نیامی (آئی این پی) نائجر کے حکام نے کہا ہے کہ ملک کے سب سے بڑے ہوائی اڈے پر مسلح افراد کے حملے میں 35 افراد ہلاک ہوگئے۔ مسلم اکثریتی ملک کے رہائشیوں نے بی بی سی کو بتایا کہ وہ اپنی صبح کی نماز ابھی ختم ہی کر رہے تھے کہ دارالحکومت نیامی میں واقع دیوری ہامانی انٹرنیشنل ایئرپورٹ سے دھماکوں اور فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ نائجر کی وزارت دفاع کا کہنا ہے کہ ہلاک ہونے والوں میں 22 حملہ آور، 11 فوجی اور دو عام شہری شامل ہیں۔ حکام کا کہنا ہے کہ چار حملہ آور زخمی بھی ہیں جبکہ 20 مشتبہ افراد کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔ ان کا مزید کہنا ہے کہ آر پی جی 7-لانچرز، اے کے 47-رائفلیں، دھماکہ خیز مواد، گرینیڈ، مواصلاتی آلات اور ہزاروں راؤنڈ گولہ بارود سمیت بھاری مقدار میں اسلحہ بھی قبضے میں لیا گیا ہے۔ القاعدہ سے منسلک جماعت نصرت الاسلام والمسلمین نے اس حملے کی ذمہ داری قبول کی۔ یہ پانچ ماہ سے بھی کم عرصے میں اس طرز کا دوسرا حملہ ہے۔

امریکا اور ایران کے درمیان طے شدہ مذاکرات منسوخ، سوئٹزرلینڈ اور وائٹ ہاؤس نے تصدیق کردی

جمعہ کو طے شدہ پروگرام کے مطابق برجنسٹاک میں امریکا ایران مذاکرات نہیں ہوں گے، سوئس وزارت خارجہ

جنیوا، واشنگٹن (آئی این پی) امریکا اور ایران کے درمیان جمعہ کو سوئٹزرلینڈ کے شہر برجن سٹاک میں طے شدہ مذاکرات منسوخ ہوگئے۔ سوئٹزرلینڈ اور وائٹ ہاؤس نے تصدیق کردی۔ غیرملکی میڈیا کے مطابق سوئٹزرلینڈ کی وزارت خارجہ نے کہا ہے کہ امریکہ اور ایران کے مابین جمعہ کو طے شدہ پروگرام کے مطابق برجنسٹاک میں امریکا ایران مذاکرات نہیں ہوں گے۔ دوسری طرف ترجمان وائٹ ہاؤس نے کہا ہے کہ امریکی نائب صدر جے ڈی وینس ایران کے ساتھ مذاکرات کیلئے سوئٹزرلینڈ روانہ نہیں ہوں گے۔ وائٹ ہاؤس کے بیان میں مزید کہا گیا مذاکرات کی انتظامی اور عملی پیچیدگیاں کبھی بھی آسان یا قابل پیشگوئی نہیں رہی ہیں، موجودہ صورتحال کے مطابق نائب صدر روانہ نہیں ہو رہے۔ ترجمان وائٹ ہاؤس نے مزید بتایا کہ جیسے ہی مذاکرات کے اگلے مرحلے یا آئندہ اقدامات کے بارے میں کوئی واضح پیشرفت ہوگی، اس سے آگاہ کردیا جائے گا۔ نائب صدر جے ڈی وینس نے اپنی پریس کانفرنس میں کہا تھا کہ آئندہ ہونے والے تکنیکی مذاکرات کے منصوبے ابھی حتمی شکل اختیار نہیں کرسکے تاہم امریکی وفد دستیاب ہونے والے پہلے موقع پر ہی روانگی کیلئے تیار ہے۔

لبنان میں حزب اللہ کے ساتھ جھڑپوں میں 4 اسرائیلی فوج ہلاک، لبنان میں شہادتوں کی تعداد 3912 ہوگئی

دوسری جانب اسرائیل نے مشرق وسطیٰ میں جاری امن عمل سبوتاژ کرنے کیلئے لبنان پر حملوں کا سلسلہ تیز کردیا

بیروت، تل ابیب (آئی این پی) اسرائیلی فوج نے اعلان کیا ہے کہ جنوبی لبنان میں جاری جھڑپوں کے دوران اس کے 4 اہلکار ہلاک ہو گئے۔ غیرملکی میڈیا رپورٹ کے مطابق اسرائیلی فوج کے ایکس اکاؤنٹ سے جاری بیان میں ہلاکتوں کی تصدیق کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ جمعہ کی صبح ایک ڈرون حملے کے نتیجے میں اسرائیلی فوج کے ایک ریزرو افسر شدید زخمی جبکہ تین ریزرو نان کمیشنڈ افسران اور ایک نان کمیشنڈ افسر معمولی زخمی ہوئے۔ بیان میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ حزب اللہ کی جانب سے جنگ بندی کی متعدد کھلی خلاف ورزیاں کی گئی ہیں۔ بیان میں ہلاک ہونے والے فوجیوں میں سے ایک کی شناخت 32 سالہ لیفٹیننٹ ڈور گیڈ الیا بن سیکون کے نام سے کی گئی ہے، جو 52ویں بٹالین اور 41ویں بریگیڈ کے کمانڈر تھے۔ اسرائیلی فوج نے ہلاکتوں کی مزید تفصیلات جاری نہیں کیں۔ حزب اللہ نے بارہا یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ جنگ بندی کی پابند نہیں بلکہ خطے میں عدم استحکام پیدا کرنے کے لئے پرعزم ہے۔ دوسری جانب اسرائیل نے مشرق وسطیٰ میں جاری امن عمل سبوتاژ کرنے کیلئے لبنان پر حملوں کا سلسلہ تیز کردیا۔

بھارتی اسٹاک مارکیٹ کو دھچکا، عالمی سرمایہ کاری دس سال کی کم ترین سطح پر آ گئی

ابھرتی ہوئی معیشتوں کی منڈیوں میں بھارت کی نسبت بعض دیگر ایشیائی مارکیٹوں کی کارکردگی بہتر رہی، بلوم برگ

نئی دہلی (آن لائن) بھارتی اسٹاک مارکیٹ میں غیرملکی سرمایہ کاری کے رجحان میں نمایاں کمی دیکھی جا رہی ہے، جس کے باعث عالمی سرمایہ کاروں کے اعتماد اور بھارتی منڈیوں کی کارکردگی پر سوالات اٹھ رہے ہیں۔ عالمی مالیاتی جریدے بلوم برگ کی ایک رپورٹ کے مطابق غیرملکی سرمایہ کاروں کی دلچسپی میں کمی کے باعث بھارتی اسٹاک مارکیٹ کو چیلنجز کا سامنا ہے۔ رپورٹ میں بھارتی مالیاتی ڈیٹا بینک نیشنل سیکیورٹیز ڈپازٹری لمیٹڈ کے اعداد و شمار کا حوالہ دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ بھارت میں غیرملکی سرمایہ کاری 7.3 ٹریلین روپے تک محدود ہوگئی ہے، جو 2016 کے بعد کم ترین سطح بتائی جا رہی ہے۔ بلومبرگ کے مطابق ابھرتی ہوئی معیشتوں کی منڈیوں میں بھارت کی نسبت بعض دیگر ایشیائی مارکیٹوں کی کارکردگی بہتر رہی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ گزشتہ تین برسوں میں پہلی مرتبہ تائیوان اور جنوبی کوریا کی مارکیٹوں نے سرمایہ کاروں کی توجہ حاصل کرنے میں نمایاں پیش رفت کی ہے۔ رپورٹ کے مطابق کئی بھارتی کمپنیوں میں عالمی فنڈز کی ملکیت کا تناسب گزشتہ دہائی کے دوران کم ہوا ہے، جس سے غیرملکی سرمایہ کاروں کی بدلتی ترجیحات کی عکاسی ہوتی ہے۔ معاشی ماہرین کا کہنا ہے کہ عالمی اقتصادی غیریقینی صورتحال، جغرافیائی کشیدگی اور سرمایہ کاروں کی ترجیحات میں تبدیلی جیسے عوامل ابھرتی ہوئی معیشتوں کی منڈیوں کو متاثر کر رہے ہیں۔ ان کے مطابق سرمایہ کاری کے رجحانات میں اتار چڑھاؤ کسی بھی معیشت کے لیے ایک اہم چیلنج ہوتا ہے۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ بھارت کو غیرملکی سرمایہ کاروں کا اعتماد بحال رکھنے کے لیے معاشی استحکام، پالیسیوں میں تسلسل اور کاروباری ماحول کو مزید بہتر بنانے کی ضرورت ہوگی۔

لبنان میں اسرائیلی کارروائیاں روکنے کیلئے امریکا دباؤ ڈالے، فرانس

پیرس (آئی این پی) فرانس کے وزیر خارجہ ژاں نوئل بارو نے کہا ہے کہ لبنان میں اسرائیلی جارحیت اور فوجی کارروائیوں کو روکنے کے لئے امریکا کو اسرائیل پر دباؤ ڈالنا چاہیے۔ فرانسیسی نشریاتی ادارے سے گفتگو کرتے ہوئے وزیر خارجہ ژاں نوئل بارو نے کہا کہ فرانس اب بھی لبنانی فوج کی حمایت کیلئے عالمی امداد اور تعاون کو متحرک کرنے کے مقصد سے ہے

نیویارک، ٹائمز اسکوائر پر فائرنگ کے بعد 17 سالہ نوجوان زیر حراست، بھگدڑ مچنے سے ایک شخص زخمی

نیویارک (آئی این پی) نیویارک کے مصروف ترین علاقے ٹائمز اسکوائر میں فائرنگ کے واقعے کے بعد خوف و ہراس پھیل گیا جبکہ بھگدڑ مچنے کے نتیجے میں ایک شخص زخمی ہوگیا۔ پولیس کے مطابق واقعہ کے بعد علاقے میں موجود سیاح اور شہری جان بچانے کیلئے ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ حکام کا کہنا ہے کہ 17 سالہ مشتبہ لڑکے کو پولیس نے فوری تعاقب کے بعد حراست میں لے لیا ہے جبکہ زخمی کو اسپتال منتقل کردیا گیا۔

اسرائیلی فوجیوں کی ہلاکت کے بعد پورا لبنان جلا دینا چاہیے: اسرائیلی وزیر کی ہرزہ سرائی

تل ابیب (آئی این پی) اسرائیل کے انتہائی دائیں بازو کے وزیر برائے قومی سلامتی اتمار بن گویر نے جنوبی لبنان میں جھڑپوں کے دوران 4 اسرائیلی فوجیوں کی ہلاکت کے بعد سخت ردعمل دیتے ہوئے کہا ہے کہ پورا لبنان جلا دینا چاہیے۔ غیرملکی میڈیا کے مطابق اتمار بن گویر نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ اسرائیلی ماؤں کے آنسوؤں کے بدلے لبنانی ماؤں کو بھی بڑے پیمانے پر نقصان برداشت کرنا چاہیے

اسرائیلی حکام یہودی دہشتگردی روکنے میں ناکام ہیں، سابق اسرائیلی ایہود اولمرٹ

تل ابیب (آئی این پی) اسرائیل کے سابق وزیراعظم ایہود اولمرٹ نے کہا ہے کہ مقبوضہ مغربی کنارے میں فلسطینیوں کے خلاف منظم تشدد، نسل کشی اور انسانیت کے خلاف جرائم جاری ہیں جن کی سرپرستی اسرائیلی حکومت کر رہی ہے۔ غیرملکی میڈیا کے مطابق ایہود اولمرٹ نے اپنے نئے مضمون میں وزیراعظم نیتن یاہو، وزیر دفاع اسرائیل کاٹز اور دیگر وزرا کو براہ راست ذمے دار قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ فلسطینی علاقوں میں حملے، آتش زنی، املاک کی تباہی اور مویشیوں کی چوری روز کا معمول بن چکا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ہزاروں یہودی آبادکار حکومتی مدد، تحفظ اور مالی معاونت کے بغیر ایسے جرائم نہیں کرسکتے۔ سابق اسرائیلی وزیراعظم نے اسرائیلی پولیس، فوج اور داخلی انٹیلی جنس ادارے شن بیت پر بھی شدید تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ سب یہودی انتہاپسندی اور یہودی دہشت گردی روکنے میں ناکام رہے ہیں۔

بھارت، سالگرہ منانے کیلئے ٹریکنگ پر جانے والا 24 سالہ نوجوان کھائی میں گر کر ہلاک

نئی دہلی (آئی این پی) بھارت میں سالگرہ منانے کیلئے ٹریکنگ پر جانے والا نوجوان کھائی میں گر کر ہلاک ہوگیا۔ بھارتی میڈیا کے مطابق ریاست مہاراشٹرا کے رہائشی 24 سالہ نوجوان نے اپنی سالگرہ کو منفرد انداز میں منانے کا منصوبہ بنایا۔ کیتن نے اپنی سالگرہ منانے کے لیے ٹریکنگ پر جانے کا فیصلہ کیا اور لوناوالا کے لوہاگڑھ قلعے میں ٹریکنگ کیلئے گیا۔

امریکا کی جانب سے حزب اللہ سے منسلک افراد اور کمپنیوں پر نئی پابندیاں عائد

واشنگٹن (آئی این پی) امریکا نے لبنان کی مزاحمتی تنظیم حزب اللہ سے منسلک افراد اور کمپنیوں پر نئی پابندیاں عائد کردیں۔ امریکی محکمہ خزانہ کے مطابق حزب اللہ کیلئے فنڈز جمع کرنے والے افراد اور کمپنیوں پر پابندیاں عائد کی گئی ہیں، حزب اللہ کو غیر مسلح کرنا لبنان کے امن کیلئے ضروری ہے۔ حزب اللہ کی سیاسی کونسل کے نائب سربراہ محمود قماطی پر بھی پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔

معاہدے کی خلاف ورزی کا سخت جواب دیا جائیگا، وعدہ خلافی ہوئی تو ہم بھرپور ردعمل دیں گے، باقر قالیباف

تہران (آئی این پی) ایرانی پارلیمنٹ کے اسپیکر محمد باقر قالیباف نے واضح کیا ہے کہ معاہدے کی خلاف ورزی یا غیر ضروری مطالبات کا سخت جواب دیا جائیگا، وعدہ خلافی ہوئی تو ہم بھرپور ردعمل دیں گے۔ باقر قالیباف نے ایکس پر بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ سپریم لیڈر نے ہمیں معاہدے کی شقوں اور شرائط پر عملدرآمد یقینی بنانے کا ٹاسک دیا ہے۔ ایرانی پارلیمنٹ کے اسپیکر نے کہا کہ اگر فریق مخالف کی جانب سے بدنیتی، معاہدے کی خلاف ورزی یا حد سے زیادہ مطالبات سامنے آئے

ڈیموکریٹس 300 ارب ڈالر ایران بھیجنے میں مدد نہیں کریں گے، چک شومر

واشنگٹن (آئی این پی) امریکی سینیٹ میں ڈیموکریٹ کے سربراہ چک شومر نے کہا ہے کہ ڈیموکریٹس 300 ارب ڈالر ایران بھیجنے میں مدد نہیں کریں گے۔ غیرملکی خبررساں ادارے کے مطابق ایک بیان میں چک شومر نے کہا کہ صدر ڈونلڈ ٹرمپ ایران کو سیکڑوں ڈالر دینا چاہتے ہیں تو یہ کام اپنی جماعت کے ووٹوں سے کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ڈیموکریٹس 300 ارب ڈالر ایران بھیجنے میں مدد نہیں کریں گے

60 دن تک درخواست گزاروں سے کوئی فیس وصول نہیں کی جائے گی، ایران

تہران (آئی این پی) ایران نے کہا ہے کہ آبنائے ہرمز سے گزرنے کے لیے اجازت نامے جلد از جلد جاری کیے جائیں گے۔ ایران کی سپریم نیشنل سیکیورٹی کونسل کے مطابق خلیج فارس اسٹریٹ اتھارٹی کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ آبنائے ہرمز سے گزرنے کے خواہش مند تجارتی جہازوں کے لیے اجازت نامے تیزی سے جاری کرے۔ نیم سرکاری خبررساں ادارے تسنیم نیوز ایجنسی کے مطابق اتھارٹی کی انتظامیہ کو حکم دیا گیا ہے کہ درخواستوں پر فوری اور ترجیحی بنیادوں پر کارروائی کی جائے تاکہ مفاہمتی یادداشت کے اہداف پورے کیے جاسکیں

ایران امریکا امن معاہدہ ناکام بنانے کیلئے بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ ایک بار پھر بے نقاب

نئی دہلی (آئی این پی) ایران امریکا امن معاہدے کو ناکام بنانے کیلئے بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ ایک بار پھر دنیا کے سامنے بے نقاب ہو گیا۔ ایران امریکا امن معاہدے میں پاکستان کی کامیاب سفارتکاری کے بعد بھارت اور اسرائیل قیادت کو بوکھلاہٹ کا شکار ہے۔ اسرائیل ابتدا ہی سے پاکستان کی کامیابی کو سبوتاژ کرنے کیلئے سرگرم رہے۔ گفتگو میں کہا گیا کہ پاکستان کیخلاف ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان ہمارا دوست نہیں ہے، ہم اسے کسی بھی طور پر قابل اعتماد نہیں دیکھتے۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ پاکستان کا کردار آگے بڑھے۔ اسرائیلی سفیر کا کہنا تھا کہ ہم پاکستان کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے جنہیں ہم اس حوالے سے خطرناک قرار دے رہے ہیں۔ بھارت اور اسرائیل کا یہ رویہ سامنے آنے کے بعد نقاب کردیا۔

سویڈن میں بیوی کو 120 افراد کیساتھ جنسی تعلق پر مجبور کرنے والے خاوند کو سزا

عدالت نے ملزم کو متاثرہ خاتون کو 200,000 کرونز بطور ہرجانہ ادا کرنے کا بھی حکم دیا

سٹاک ہوم (آئی این پی) سویڈن کی ایک عدالت نے 61 سالہ شخص کو اپنی بیوی کو 120 سے زائد مردوں کے ساتھ جنسی تعلقات پر مجبور کرنے کے جرم میں 4 سال 5 ماہ قید کی سزا سنا دی۔ غیرملکی میڈیا رپورٹس کے مطابق مشرقی سویڈن کے شہر ہرنوسانڈ میں ہونے والی سماعت کے دوران عدالت نے قرار دیا کہ ملزم نے اپنی اہلیہ کو دھمکیوں، نگرانی اور ذہنی دباؤ کے ذریعے قابو میں رکھا۔ اسے اقدام زیادتی، سنگین جسم فروشی کروانے، تشدد اور غیرقانونی دھمکیوں سمیت متعدد الزامات میں مجرم ٹھہرایا گیا۔ استغاثہ کے مطابق ملزم نے 2022 میں اپنی بیوی کو مختلف افراد کے ساتھ پیسے کے عوض جنسی تعلقات پر مجبور کرنا شروع کیا، جو ملک بھر سے ان کے دور دراز فارم ہاؤس پر آتے تھے۔ یہ سلسلہ اکتوبر 2025 میں اس وقت رکا جب متاثرہ خاتون نے پولیس سے رابطہ کیا۔ عدالت میں بتایا گیا کہ ملزم نے خاتون کو قابو میں رکھنے کے لیے اسے منشیات کا عادی بنایا، گھر میں لگے کیمروں کے ذریعے نگرانی کی اور پولیس کو اطلاع دی۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں کہا کہ ملزم نے خاتون کو نہ صرف خود پر جنسی افعال کرنے پر مجبور کیا بلکہ انہیں آن لائن نشر کرنے، مزید خریدار تلاش کرنے اور دیگر افراد کو بھی اس میں ملوث کرنے کی کوشش کی۔ عدالت کے مطابق یہ سب کچھ مسلسل دباؤ اور تضحیک آمیز رویے کے ذریعے کیا گیا۔ اس کیس میں 120 سے زائد افراد کی نشاندہی کی گئی، تاہم 29 کے خلاف مقدمہ چلایا گیا، جن میں سے 28 کو جنسی خدمات خریدنے کا مجرم قرار دیا گیا۔ دو افراد کو قید جبکہ دیگر کو کم سزائیں یا نگرانی میں رکھا گیا۔ عدالت نے ملزم کو متاثرہ خاتون کو 200,000 کرونز بطور ہرجانہ ادا کرنے کا بھی حکم دیا۔

برطانیہ، دنیا کا مشہور ترین بلوط کا درخت 1 ہزار سال بعد مر گیا

ماضی میں سیاح اس درخت کے بالکل قریب جا سکتے تھے

لندن (آئی این پی) برطانیہ کے قدیم ترین، بڑے اور مشہور درختوں میں شمار ہونے والا میجر اوک درخت مر گیا۔ برطانوی اخبار دی گارڈین کے مطابق برطانیہ کے علاقے ناٹنگھم شائر کے شیر ووڈ جنگل میں موجود یہ عظیم الشان بلوط کا درخت کم از کم 1 ہزار سال پرانا تھا۔ رپورٹ کے مطابق مسلسل گرم اور خشک موسم گرما کے باعث درخت شدید دباؤ کا شکار رہا اور اس سال اس پر ایک بھی نیا پتہ نہیں نکلا، جس کے بعد ماہرین نے اس کی موت کی تصدیق کردی۔ ہر سال ہزاروں سیاح اس تاریخی درخت کو دیکھنے آتے تھے۔ 11 میٹر چوڑے تنے اور 28 میٹر پھیلی شاخوں والے اس درخت نے صدیوں تک مقامی لوک داستانوں اور کہانیوں میں اہم مقام حاصل کیے رکھا۔ روایات کے مطابق مشہور کردار رابن ہڈ اور اس کے ساتھی ظلم کرتے والے شیرف آف ناٹنگھم سے بچنے کیلئے اسی درخت میں پناہ لیا کرتے تھے۔ ووڈ لینڈ ٹرسٹ جس نے 2014 میں اسے ٹری آف دی ایئر قرار دیا تھا، ان کا کہنا ہے کہ درخت کو ضرورت سے زیادہ سیاحتی سرگرمیوں سے بھی نقصان پہنچا۔ ادارے کے سینئر کنزرویشن ایڈوائزر رائیڈ پائن نے کہا کہ اس درخت کا زوال ایک وارننگ ہے کہ آج ہم قدیم درختوں کے ساتھ جیسا سلوک کریں گے، مستقبل میں ان کی بقا اسی پر منحصر ہوگی۔ اگرچہ درخت اب زندہ نہیں رہا، تاہم اسے جنگلی حیات اور عوام کے لیے ایک تاریخی یادگار کے طور پر کھڑا رکھا جائے گا۔ ماضی میں سیاح اس درخت کے بالکل قریب جاسکتے تھے اور اس کے کھوکھلے تنے کے اندر بھی داخل ہوتے تھے۔

باہمی احترام کے سائے میں ہی پائیدار امن ممکن ہے

ایرانی صدر نے امریکا سے معاہدے کی دستخط شدہ کاپی شیئر کردی، اہم شقوں کو تاریخی پیش رفت قرار دیا

تہران (آئی این پی) ایران کے صدر مسعود پزشکیان نے امریکا سے معاہدے کی دستخط شدہ کاپی سوشل میڈیا پر شیئر کرتے ہوئے اس کی اہم شقوں کو تاریخی پیش رفت قرار دیا اور کہا ہے باہمی احترام کے سائے میں ہی پائیدار امن ممکن ہے۔ معاہدے میں ایران پر عائد پابندیوں کے خاتمے سمیت متعدد اہم فیصلے شامل ہیں۔ معاہدے پر امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ، ایرانی صدر مسعود پزشکیان اور وزیراعظم پاکستان شہباز شریف کے دستخط موجود ہیں۔ ایران کے صدر مسعود پزشکیان نے اپنے سوشل میڈیا اکاؤنٹ ایکس پر ایران امریکا معاہدے کی ایک دستخط شدہ کاپی شیئر کی ہے، جس میں دونوں ممالک کے درمیان کئی اہم اور دور رس اثرات رکھنے والے فیصلوں کی تفصیلات سامنے آئی ہیں۔ معاہدے کے مطابق ایران اور امریکا کے درمیان مستقل جنگ بندی اور تمام دشمنی کے خاتمے پر اتفاق کیا گیا ہے، جسے خطے میں کشیدگی کم کرنے کی جانب ایک اہم پیش رفت قرار دیا جا رہا ہے۔ دستاویز کے مطابق ایران پر عائد اقتصادی پابندیوں کو مکمل طور پر ختم کرنے پر بھی اتفاق کیا گیا ہے، جب کہ ایران نے جوہری ہتھیاروں کی تیاری نہ کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے۔ معاہدے میں یہ بھی طے پایا ہے کہ بیرون ملک منجمد ایرانی اثاثے فوری طور پر بحال کیے جائیں گے، جس سے ایران کی مالی مشکلات میں نمایاں کمی متوقع ہے۔ توانائی کے شعبے میں اہم پیش رفت کے تحت ایرانی تیل کی برآمدات کی بحالی پر بھی اتفاق کیا گیا ہے، جس سے عالمی منڈی پر اثرات مرتب ہونے کا امکان ظاہر کیا جارہا ہے۔ دستاویز میں ایران کے لئے 300 ارب ڈالر کے بڑے اقتصادی پیکیج کا بھی ذکر کیا گیا ہے، جسے ملک کی معیشت کے لیے ایک غیرمعمولی پیش رفت قرار دیا جا رہا ہے۔ اسی طرح معاہدے کے تحت امریکا کی جانب سے خطے میں فوجی کشیدگی میں کمی اور عسکری سطح پر تناؤ کم کرنے کا بھی عزم ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ پیش رفت ایسے وقت میں سامنے آئی ہے جب مشرق وسطیٰ میں جیو پولیٹیکل صورت حال پہلے ہی مختلف چیلنجز سے دوچار ہے اور اس معاہدے کو ایک بڑی سفارتی پیش رفت کے طور پر دیکھا جارہا ہے۔

پینٹاگون کو ایران جنگ کے اخراجات کی بحالی کیلئے 80 ارب ڈالر درکار ہیں، امریکی اخبار

کانگریس میں معاملے پر سیاسی اختلافات بھی سامنے آرہے ہیں، رپورٹ

واشنگٹن (آئی این پی) امریکی محکمہ دفاع پینٹاگون نے کانگریس کے ارکان کو آگاہ کیا ہے کہ اسے ایران جنگ کے اخراجات اور دیگر متعلقہ مالی ضروریات پوری کرنے کے لئے تقریباً 80 ارب ڈالر کے اضافی فنڈز درکار ہیں۔ عالمی میڈیا رپورٹس کے مطابق یہ انکشاف امریکی اخبار وال اسٹریٹ جرنل کی ایک رپورٹ میں کیا گیا۔ رپورٹ کے مطابق نائب وزیر دفاع اسٹیفن فینبرگ نے حالیہ دنوں میں قانون سازوں سے رابطہ کرکے بتایا کہ جنگی کارروائیوں، فوجی تعیناتیوں، اسلحہ و گولہ بارود کی دوبارہ خریداری اور دیگر اخراجات کے باعث اضافی مالی وسائل کی ضرورت پیدا ہوگئی ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ پینٹاگون کے زیر استعمال کئی جدید ہتھیاروں اور میزائل نظاموں کے ذخائر میں نمایاں کمی آئی ہے جنہیں دوبارہ بھرنے کیلئے بڑے پیمانے پر فنڈز درکار ہوں گے۔ امریکی حکام اس بات پر بھی زور دے رہے ہیں کہ عسکری تیاری اور عالمی سطح پر دفاعی صلاحیت برقرار رکھنے کے لیے اسلحہ ذخائر کی فوری بحالی ضروری ہے۔ رپورٹس کے مطابق ایران جنگ کے آغاز کے بعد سے امریکی فوجی اخراجات تیزی سے بڑھے ہیں۔ اپریل میں پینٹاگون نے جنگ کی لاگت کا ابتدائی تخمینہ تقریباً 25 ارب ڈالر بتایا تھا تاہم بعد میں مختلف ذرائع نے اس میں مزید اضافے کی نشاندہی کی۔ کانگریس میں اس معاملے پر سیاسی اختلافات بھی سامنے آ رہے ہیں

ویتنام، میں گوشت کی تجارت کیلئے چوری شدہ 400 سے زائد بلیاں بازیاب، 9 افراد گرفتار

بلی کے گوشت کے استعمال کی حوصلہ شکنی کے اقدامات شروع کر رکھے ہیں

ہنوئی (آئی این پی) ویتنامی پولیس نے ہو چی منہ شہر میں ایک کارروائی میں گوشت کی تجارت کیلئے چرائی گئی 400 سے زائد بلیاں بازیاب کرتے ہوئے 9 افراد کو گرفتار کر لیا۔ مقامی میڈیا اور جانوروں کی فلاح و بہبود کے اداروں کے مطابق پالتو جانوروں کی چوری کے بڑھتے ہوئے واقعات کی تحقیقات کے دوران پولیس کو بلیوں کے گوشت کی غیرقانونی تجارت کے منظم نیٹ ورک کا سراغ ملا، جس کے بعد کئی روز تک آپریشن کیا گیا۔ پولیس نے کارروائی کے دوران 45 پنجرے برآمد کیے جن میں 400 زندہ بلیاں موجود تھیں، اس کے علاوہ برف سے بھرے چار فوم کنٹینرز سے 80 مردہ بلیاں بھی ملیں جبکہ ایک دوسرے مقام سے مزید 21 زندہ بلیاں برآمد کی گئیں۔ جانوروں کی فلاح کے اداروں کے مطابق بازیاب بلیوں میں سے 40 سے زائد کو ان کے مالکان کے حوالے کر دیا گیا، تاہم نامناسب حالات میں رکھے جانے کے باعث کئی درجن بلیاں ہلاک ہو چکی تھیں۔ پولیس کا کہنا ہے کہ گرفتار ملزمان نے گزشتہ تین برس سے جنوبی ویتنام کے مختلف علاقوں میں بلیوں کو پکڑ کر جمع کرتے رہنے کا اعتراف کیا ہے۔ ہیومن ورلڈ فار اینملز ویتنام کے ڈائریکٹر فوونگ فام کے مطابق ملک بھر میں ہر ماہ ہزاروں بلیاں چرا کر اسمگل کی جاتی ہیں اور گوشت کے لیے ذبح کر دی جاتی ہیں۔ خوش قسمتی سے اس کارروائی میں سیکڑوں جانوروں کو بچالیا گیا۔

دنیا کا معمر ترین خشکی کا جانور جوناتھن نامی کچھوا 194 سال کا ہوگیا

لندن (آئی این پی) دنیا کا سب سے معمر اور تاحال زندہ خشکی پر رہنے والا جانور جوناتھن نامی ایک کچھوا ہے، جس کی عمر 194 سال ہوگئی۔ گنیز ورلڈ ریکارڈز کے مطابق جوناتھن کا بنیادی تعلق بحر ہند میں مشرقی افریقہ کے قریب واقع مجموعہ الجزائر سیشلز سے ہے اور یہ اسی نسبت سے سیشلز کا عظیم الجثہ کچھوا کہلاتا ہے تاہم اب یہ جنوبی بحر اوقیانوس میں واقع سینٹ ہیلینا کے جزیرے پر رہتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق جوناتھن نامی کچھوے کو جب 1882 میں سیشلز سے سینٹ ہیلینا لایا گیا تھا

جی 7 سمٹ میں مودی کی شرکت بھارت کیلئے بدنامی کا سبب بن گئی

نئی دہلی (آئی این پی) خود کو عالمی رہنما کے طور پر پیش کرنے والے مودی کو امریکی صدر سے ملاقات مہنگی پڑ گئی۔ بھارت میں طویل ترین مدت تک اقتدار میں رہنے والا مودی امریکی صدر سے گفتگو کے دوران بوکھلاہٹ کا شکار ہوگیا، ڈونلڈ ٹرمپ کے سامنے ایک لفظ نہ بول پانے والے مودی کو امریکی صدر نے قاتل کا لقب دے دیا۔ ٹیلی پرامپٹر کے سہارے تقریریں کرنے والا مودی ہاتھ میں پرچی لے کر بھی ٹرمپ کے سامنے اعتماد سے دو لفظ نہ بول سکا۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر کانگریس جنتا پارٹی نے طنزیہ ٹویٹ میں کہا کہ کیا ملاقات میں مودی بغیر ٹیلی پرامپٹر کے ایک لفظ بھی نہیں بول سکتا؟ عالمی جریدہ الجزیرہ کے مطابق جی سیون سمٹ میں ملاقات کے دوران امریکی صدر ٹرمپ نے مودی کو قاتل کہہ دیا، مودی کے حکم پر گجرات میں 2002 میں ہونے والے فسادات میں سیکڑوں مسلمانوں کو قتل اور زندہ جلا دیا گیا تھا۔ بھارتی نوجوانوں کی تحریک کاکروچ جنتا پارٹی نے بھی امریکی صدر سے ملاقات میں مودی کے رویے کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا۔ بھارتی تجزیہ کار سوشانت سارین کے مطابق امریکہ نے اس بار بھی بھارت پر سخت ٹیرف اور دباؤ ڈال کر تعلقات بحال کرنے کا ڈرامہ کیا

برطانیہ، مگرمچھوں کے جنگلے سے 3 سالہ بچہ انتہائی تشویشناک حالت میں برآمد، 30 سالہ مشتبہ شخص گرفتار

لندن (آئی این پی) برطانیہ کے دیہی علاقے ہنٹنگڈن کے قریب واقع چڑیا گھر جانسنز آف اولڈ ہرسٹ میں ایک تین سالہ معصوم بچہ مگرمچھوں کے احاطے میں جا گرا، جس کے بعد صورتحال انتہائی سنگین ہوگئی۔ بی بی سی کے مطابق پولیس نے اس ہولناک واقعے کو محض ایک حادثہ تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوئے ایک 30 سالہ شخص کو اقدام قتل کے شبے میں گرفتار کرلیا، جس کا بچے یا اس کے خاندان سے کوئی سابقہ تعلق نہیں تھا۔ مقامی وقت کے مطابق دوپہر کے ڈیڑھ بجے چڑیا گھر کی پرسکون فضا اچانک چیخ و پکار اور ایمبولینسوں کے سائرن کی آوازوں سے گونج اٹھی۔ عینی شاہدین کے مطابق یہ منظر انتہائی پریشان کن تھا۔

ایران امریکا معاہدہ پاکستان کی بڑی کامیابی، بھارتی کانگریس مودی سرکار پر برس پڑی

نئی دہلی (آئی این پی) ایران امریکا امن معاہدے پر پوری دنیا پاکستانی کردار کی کامیابی کی معترف ہے اور ادھر بھارتی کانگریس مودی سرکار پر تنقید کے نشتر برسا رہی ہے۔ ایران امریکا جنگ بندی اور امن معاہدے میں پاکستان کی کامیاب ثالثی پر بھارت میں مودی حکومت پر شدید تنقید ہونے لگی، بھارتی اپوزیشن اور میڈیا پاکستان کی کامیاب سفارت کاری اور اس کے سراہے جانے کو مودی سرکار کی ناکامی قرار دے رہا ہے۔ بھارتی جریدے دی ٹریبیون کے مطابق کانگریس کے جنرل سیکرٹری جے رام رامیش نے کہا کہ ایران امریکا امن معاہدے کو اسلام آباد ایم او یو قرار دیا جانا خطے میں پاکستان کی بڑھتی اہمیت اور عالمی اثر و رسوخ کو ظاہر کرتا ہے۔ جے رام رمیش کے مطابق معاہدے کا نام اسلام آباد مفاہمتی یادداشت رکھنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ عالمی سطح پر پاکستان کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ بھارتی میڈیا کے مطابق مغربی ایشیا کے سیاسی اور سیکیورٹی منظرنامے میں پاکستان کا بڑھتا ہوا اثر و رسوخ بھارت کیلئے تشویش کا باعث ہے۔

اسرائیلی فوج کے لبنان پر حملے امریکا ایران مذاکرات ملتوی ہونے کا سبب بنے: ذرائع ایرانی وزارت خارجہ

تہران (آئی این پی) ایرانی وزارت خارجہ کے ذرائع نے اسرائیلی فوج کے لبنان پر حملوں کو امریکا ایران مذاکرات ملتوی ہونے کا سبب قرار دیدیا۔ غیرملکی میڈیا رپورٹس کے مطابق ذرائع ایرانی وزارت خارجہ نے بتایا ہے کہ جمعہ کے روز بھی اسرائیلی فوج کے لبنان پر حملوں سے 16 افراد شہید ہوچکے ہیں، اسرائیلی کارروائیوں کی وجہ سے ایرانی وفد سوئٹزرلینڈ کے لیے روانہ ہی نہیں ہوا۔ ذرائع کا کہنا تھا کہ چیف مذاکرات کار قالیباف اور وزیر خارجہ عباس عراقچی سوئٹزرلینڈ روانگی کیلئے بالکل تیار تھے لیکن اسرائیلی جارحیت جاری رہنے کی وجہ سے ایرانی وفد کا دورہ آخری لمحات میں ملتوی کیا گیا۔ ذرائع کے مطابق امریکا سے ملتوی کیے گئے مذاکرات کی نئی تاریخ یا مقام کا ابھی تعین نہیں کیا گیا۔

اسرائیل کے جنوبی لبنان کے ضلع نبطیہ پر حملے، کم از کم 16 افراد شہید، متعدد زخمی و لاپتہ ہوگئے

بیروت (آئی این پی) اسرائیل کی جانب سے مسلسل معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جنوبی لبنان میں فضائی حملوں اور توپ خانے کی گولہ باری سے کم از کم 16 افراد شہید اور متعدد زخمی اور لاپتہ ہوگئے۔ لبنان کی سرکاری خبر ایجنسی نے بتایا کہ گزشتہ رات بھر جاری رہنے والی یہ بمباری علاقے پر ہونے والے شدید ترین اسرائیلی حملوں میں سے ایک تھی، جس میں آدھی رات کے بعد متعدد گھروں کو نشانہ بنایا گیا۔ رپورٹ کے مطابق اسرائیلی توپ خانے نے نبطیہ شہر، کفر جوز، کفر رمان اور زبدین سمیت کئی قریبی قصبوں پر گولہ باری کی، اس کے بعد فضائی حملوں کی لہر نے کفر تبنیت اور ریحان کی پہاڑیوں کو بھی نشانہ بنایا۔

بھارت، چپس کے پیکٹ میں موجود کھلونا نگلنے سے بچہ جاں بحق

نئی دہلی (آئی این پی) بھارتی ریاست آندھرا پردیش میں ایک 5 سالہ بچہ چپس کے پیکٹ میں موجود ایک چھوٹے کھلونے کے نگلنے کے باعث موت کے منہ میں چلا گیا۔ بھارتی میڈیا رپورٹس کے مطابق آندھرا پردیش کے ایک مقامی دکان سے بچے کے والد نے 5 سالہ فرحان کیلئے چپس کا پیکٹ خریدا، بچے نے پیکٹ کھولتے ہی اس میں موجود ایک چھوٹا کھلونا غلطی سے نگل لیا جو حلق میں پھنس گیا جس کے باعث بچہ سانس لینے میں شدید دشواری کا سامنا کرتا رہا۔ اہل خانہ نے اسے بچانے کی کوشش کی، تاہم جب صورتحال بگڑ گئی تو فوری طور پر قریبی اسپتال منتقل کیا گیا، لیکن فرحان راستے میں ہی دم توڑ گیا۔ واقعے کی اطلاع ملنے پر پولیس نے معاملے کی تحقیقات کا آغاز کر دیا۔ حکام اس بات کا جائزہ لے رہے ہیں کہ آیا مصنوعات بنانے والی کمپنی کی جانب سے کسی قسم کی غفلت برتی گئی۔ اس افسوسناک واقعے کے بعد والدین اور شہریوں نے کمپنیوں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔

یورپی یونین کیساتھ مذاکرات اور مشاورت کے ذریعے تجارتی حل کیلئے تیار ہیں، چین

بیجنگ (آئی این پی) چین نے کہا ہے کہ یورپی یونین کے ساتھ اقتصادی اور تجارتی شعبوں میں رابطے کو ہموار انداز میں جاری رکھنے کیلئے تیار ہے۔ عالمی میڈیا رپورٹ کے مطابق چینی وزارت تجارت کے ترجمان نے معمول کی پریس بریفنگ کے دوران کہا کہ 9 جون کو چین کے نائب وزیر تجارت نے یورپی یونین کے ساتھ تجارتی مذاکرات کیے اور یورپی کمیشن کے ڈائریکٹر جنرل برائے تجارت اور اقتصادی سلامتی کے ڈائریکٹر جنرل یورگنسن کے ساتھ مذاکرات کئے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ چین اور یورپی یونین کے درمیان تجارت اور معاشی تعاون کے مختلف امور پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ چین یورپی یونین کے ساتھ مذاکرات اور مشاورت کے ذریعے اختلافات کو حل کرنے، تجارتی تنازعات کے حل اور عملی تعاون کو فروغ دینے کے لیے تیار ہے

طالبان رجیم میں افغانستان دہشتگردوں کی پناہ گاہ بن گیا، کالعدم داعش کا ایک اور سرغنہ گرفتار

کابل (آئی این پی) طالبان رجیم میں افغانستان دہشت گردوں کی محفوظ پناہ گاہ بن گیا جہاں کالعدم داعش کا ایک اور سرغنہ گرفتار کرلیا گیا۔ افغان سرزمین پر موجود داعش میڈیا چیف کی گرفتاری نے طالبان کا اصل دہشت گرد چہرہ دنیا کے سامنے بے نقاب کردیا ہے۔ طالبان رجیم کی سرپرستی میں افغانستان عالمی دہشت گردوں کے لیے محفوظ پناہ گاہ اور لانچنگ پیڈ بن چکا ہے۔ ترک جریدے اناطولیہ ایجنسی کے مطابق ترک انٹیلی جنس نے سرحدی علاقے کے قریب افغانستان سے آپریٹ کرنے والے دہشت گرد گروہ داعش خراسان کے سرغنہ کو گرفتار کرلیا۔ ترک انٹیلی جنس نے افغانستان سے کام کرنے والے داعش خراسان کے میڈیا سربراہ احمد قازاقی کو گرفتار کیا۔ اناطولیہ کے مطابق دہشت گرد گروہ داعش خراسان کے گرفتار میڈیا چیف نے دہشت گردوں کی تربیت کا بھی اعتراف کیا ہے۔ دہشت گرد گروہ داعش خراسان کے سرغنہ نے پروپیگنڈا، تخریب کاری اور دہشت گردی کے لیے سہولت کاری کی۔ پاکستان متعدد بار اقوام متحدہ سمیت دیگر عالمی فورمز پر افغانستان کے بطور دہشت گردوں کی محفوظ پناہ گاہ پر انتباہ دے چکا ہے۔

امریکی خفیہ ایجنسیاں آپس میں بھڑ گئیں، مشن اور دائرہ اختیار پر شدید جھگڑے

اختلافات کی بنیادی وجہ سابق ڈائریکٹر نیشنل انٹیلی جنس تلسی گبارڈ کی جانب سے اپریل 2025 میں قائم کیا گیا

واشنگٹن (آئی این پی) امریکی خفیہ ایجنسی سی آئی اے اور امریکی انٹیلی جنس کمیونٹی کی سربراہ تنظیم آفس آف ڈائریکٹر آف نیشنل انٹیلی جنس (او ڈی این آئی) کے درمیان اختلافات شدت اختیار کر گئے ہیں، جس کے باعث سی آئی اے نے بعض اہم انٹیلی جنس رپورٹس، خصوصاً ایران جنگ سے متعلق تجزیاتی جائزوں میں اپنی شمولیت محدود کر دی ہے۔ رائٹرز کے مطابق امریکی حکام اور معاملے سے آگاہ ذرائع نے بتایا کہ دونوں اداروں کے درمیان جھگڑا ایک سال سے زائد عرصے سے جاری ہے، جس سے قومی سلامتی کے اہم معاملات پر تعاون متاثر ہوا ہے۔ یہ صورتحال ایسے وقت میں سامنے آئی ہے جب امریکا ایران تنازع، چین کی بڑھتی ہوئی عسکری سرگرمیوں اور روس یوکرین جنگ جیسے بڑے چیلنجز کا سامنا کر رہا ہے۔ اختلافات کی بنیادی وجہ سابق ڈائریکٹر نیشنل انٹیلی جنس تلسی گبارڈ کی جانب سے اپریل 2025 میں قائم کیا گیا ڈائریکٹرز انیشی ایٹو گروپ ہے۔ سی آئی اے کا موقف ہے کہ یہ گروپ روایتی انٹیلی جنس شیئرنگ اور معلومات کو عام کرنے کے قواعد سے ہٹ کر کام کر رہا تھا، جبکہ او ڈی این آئی کا کہنا ہے کہ سی آئی اے انہیں ضروری معلومات تک رسائی نہیں دے رہی تھی۔ رپورٹ کے مطابق باہمی بداعتمادی کے نتیجے میں سی آئی اے نے نیشنل انٹیلی جنس کونسل (این آئی سی) کی بعض رپورٹس میں اپنا کردار نمایاں طور پر کم کر دیا ہے۔ ایران سے متعلق وہ تجزیاتی رپورٹس بھی متاثر ہوئی ہیں جنہیں جنگی حالات میں انتہائی اہم سمجھا جاتا ہے۔

چین میں غربت کے خاتمے کے ثمرات کو مسلسل مستحکم کیا گیا ہے، رپورٹ

چین نے دنیا میں صحت عامہ کا سب سے بڑا نظام قائم کیا ہے

بیجنگ (یو این پی) بیجنگ میں 2026 "عالمی انسانی حقوق کی حکمرانی کے اعلیٰ سطحی فورم" کا افتتاح ہوا، جس میں "انسانی حقوق کا قومی ایکشن پلان (2026-2030)" جاری کیا گیا۔ انسانی حقوق کے قومی ایکشن پلان (2021-2025) کے نفاذ کی جائزہ رپورٹ، جو چند روز قبل ہی جاری کی گئی تھی، قابل تصدیق اور ٹھوس اعداد و شمار کے مکمل سیٹ کے ذریعے واضح طور پر چین کے انسانی حقوق کے نصب العین کی تاریخی پیشرفت کی عکاسی کرتی ہے، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ چین "عوام کو اولین ترجیح دینے" پر مبنی انسانی حقوق کی ترقی کے تصور پر مسلسل عمل پیرا ہے۔ جائزہ رپورٹ میں واضح کیا گیا ہے کہ انسانی حقوق کے قومی ایکشن پلان (2021-2025) کے تمام 181 اہداف پورے کئے جا چکے ہیں، جن میں 44 لازمی اہداف میں سے 20 مقررہ وقت سے پہلے یا طے شدہ ہدف سے بڑھ کر مکمل کیے گئے۔ یہ محض اعداد و شمار کا مجموعہ نہیں بلکہ مختلف شعبوں میں انسانی حقوق کے جامع اور منظم فروغ کی عکاسی ہے، جس میں بقا، ترقی، صحت، تعلیم، اور سماجی تحفظ کے حقوق شامل ہیں۔ ان حقوق میں ہونے والی پیش رفت کروڑوں افراد کی زندگیوں میں حقیقی اور نمایاں بہتری کی مظہر ہے۔ اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ چین میں غربت کے خاتمے کے ثمرات کو مسلسل مستحکم کیا گیا ہے۔ 2021 سے 2025 تک، چین نے 16 ملین سے زیادہ لوگوں کو مانیٹرنگ اور امدادی پروگرام میں شامل کیا تاکہ انہیں دوبارہ غربت کا شکار ہونے سے بچایا جاسکے اور ان میں سے اکثریت کامیابی کے ساتھ غربت سے باہر نکلنے میں کامیاب رہی۔ غربت سے نکلنے والی کاؤنٹیز میں دیہی باشندوں کی فی کس ڈسپوزایبل آمدنی 2020 میں 12,588 یوآن سے بڑھ کر 2024 میں 17,522 یوآن تک جا پہنچی، جس کی اوسط سالانہ حقیقی نمو 7.8 فیصد ہے، جو کہ قومی دیہی اوسط سے زیادہ تیز ہے۔ اناج کی پیداوار مسلسل کئی سالوں سے 650 ارب کلوگرام سے زائد پر قائم رہی ہے، اور فی کس اناج کی دستیابی 500 کلوگرام سے زیادہ ہے، جو بین الاقوامی غذائی تحفظ کی مقررہ حد سے بلند ہے۔

بھارت، نشے میں دھت شوہر کا بیوی پر تشدد، سر مونڈ دیا

پولیس نے خاتون کی شکایت پر کارروائی کرتے ہوئے شوہر کو گرفتار کرلیا

نئی دہلی (آئی این پی) بھارت میں نشے میں دھت شوہر نے اپنی بیوی پر تشدد کرتے ہوئے اس کا سر مونڈ دیا۔ بھارتی میڈیا رپورٹس کے مطابق ریاست چھتیس گڑھ کے ضلع کوریا کے علاقے میں ایک شوہر نے نشے کی حالت میں بیوی کو بدترین تشدد کا نشانہ بنایا۔ پولیس کے مطابق بیوی نے اپنے شوہر جیتندر گھاسیا کے خلاف پولیس میں شکایت درج کروائی۔ خاتون نے بتایا کہ 15 سال قبل جیتندر سے پسند کی شادی ہوئی تھی، جوڑے کے 4 بچے بھی ہیں، شوہر اس کے کردار پر شک کرتا تھا اور شوہر نے تقریباً ایک سال قبل اسے چھوڑ دیا تھا جس کے بعد سے وہ ایک جاننے والے کے پاس رو رہی ہے۔ خاتون نے بتایا کہ ملزم 14 جون کو اس رہائشی مقام پر پہنچا اور حملہ کرتے ہوئے میرے ہاتھ پیر باندھ کر مار پیٹ کی اور مجھے گالیاں دیں، اس نے پہلے قینچی سے میرے بال کاٹے اور پھر بلیڈ سے میرا سر مونڈ دیا، پھر زبردستی میرے منہ میں غلاظت ڈالی اور پھر زندہ جلانے کی بھی دھمکی دی۔ بھارتی میڈیا کے مطابق اس واقعے کی ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی جس میں شوہر کی جانب سے بیوی پر تشدد کرتے ہوئے دیکھا گیا، پولیس نے خاتون کی شکایت پر کارروائی کرتے ہوئے شوہر کو گرفتار کرلیا

امریکا کا خلیج عمان پر ایران تیل جانے والے آئل ٹینکر پر حملہ، 3 بھارتی ملاح لاپتہ

بھارت نے امریکی ڈپٹی چیف آف مشن کو طلب کرکے باضابطہ احتجاج ریکارڈ کرایا، بیان

نئی دہلی (یو این پی) امریکی فوج نے ایرانی بحریہ کی ناکہ بندی کے دوران خلیج عمان میں ایک کمرشل آئل ٹینکر کو نشانہ بنایا جس کے بعد اس میں سوار تین بھارتی لاپتہ ہیں۔ خبر رساں ادارے کے مطابق امریکی سینٹرل کمانڈ کے بیان میں کہا گیا ہے کہ امریکی فورسز کی تنبیہ کو نظرانداز کرنے پر اسٹیلو نامی پالا کے پرچم بردار آئل اور کیمیکل ٹینکر کے انجن کو نشانہ بنایا۔ بیان میں مزید کہا گیا ہے کہ جہاز اس حملے کے بعد چلنے سے قاصر ہوگیا۔ جس کے ذریعے مبینہ طور پر ایران سے تیل کی ترسیل جاری تھی حالانکہ امریکا نے پابندی عائد کر رکھی ہے اور ناکہ بندی بھی ہے۔ دوسری جانب بھارتی وزارت خارجہ کے بیان میں کہا گیا ہے کہ اس آئل ٹینکر پر 24 بھارتی ملاحوں میں سے 21 کو بحفاظت بچالیا گیا جبکہ تین افراد تاحال لاپتا ہیں۔ عمان میں بھارتی سفارت خانہ مقامی حکام کے ساتھ مل کر تینوں بھارتیوں کی تلاش میں جاری ریسکیو آپریشن کی نگرانی کر رہا ہے۔ بھارت نے واقعے پر سخت ردعمل دیتے ہوئے امریکی ڈپٹی چیف آف مشن کو طلب کیا اور باضابطہ احتجاج ریکارڈ کرایا۔ بھارتی حکومت نے کہا کہ خطے میں تجارتی جہازوں اور شہری انفرااسٹرکچر کو نشانہ بنانا فوری طور پر بند ہونا چاہیے۔ امریکی فوج نے ایرانی بحریہ کی ناکہ بندی کے دوران خلیج عمان میں ایک کمرشل آئل ٹینکر کو نشانہ بنایا جس کے بعد اس میں سوار تین بھارتی لاپتا ہیں۔ خبر رساں ادارے کے مطابق امریکی سینٹرل کمانڈ کے بیان میں کہا گیا ہے کہ امریکی فورسز کی تنبیہ کو نظرانداز کرنے پر اسٹیلو نامی پالا کے پرچم بردار آئل اور کیمیکل ٹینکر کے انجن کو نشانہ بنایا۔

ABC CERTIFIED
روزنامہ
تعمیر وطن
TAMEER-E-WATAN

ایران امریکا مذاکرات

نائب وزیراعظم و وزیر خارجہ اسحاق ڈار نے کہا ہے کہ ایران کے امریکہ کے ساتھ مذاکرات محرم کی وجہ سے تاخیر کا شکار ہوئے، پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں 59 روپے تک کمی ہوگی۔ پارلیمنٹ ہاؤس میں غیر رسمی گفتگو کرتے ہوئے نائب وزیراعظم اسحاق ڈار نے کہا کہ امریکا ایران جنگ بندی پر وزیراعظم نے بطور ثالث دستخط کیے، پہلے پلان میں جنیوا میں معاہدے کی تقریب ہونا تھی، امریکی صدر نے فرانس میں معاہدے پر دستخط کیے۔ اسحاق ڈار نے کہا کہ محرم کے باعث ایرانی قیادت کی مصروفیات بھی ہیں، مذاکرات میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ہوئی، پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں خاطر خواہ کمی ہوگی، پٹرولیم مصنوعات میں تقریباً 59 روپے تک کمی کی ورکنگ ہو رہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ جولائی کے پہلے ہفتے میں شہید آیت اللہ خامنہ ای کی تدفین ہے، ساتھ روز کے اندر اندر دوسرے مرحلے کے مذاکرات مکمل کرنے ہیں، سوئٹزر لینڈ میں موجود اپنے آفیشلز کو واپس بلا لیا ہے۔

آپریشن بلیو اسٹار کی 42 ویں برسی "سکھوں کے تازہ کے زخم"

آمنہ عباسی

10 جون 2026 میں آپریشن بلیو اسٹار کو 42 سال مکمل ہو گئے۔ یکم جون سے 10 جون 1984 تک جاری رہنے والا یہ فوجی آپریشن جدید بھارتی تاریخ کے متنازع ترین اور حساس ترین واقعات میں شمار ہوتا ہے۔ اس کارروائی کا حکم اس وقت کی وزیر اعظم اندرا گاندھی نے دیا تھا، جس کا سرکاری مقصد امرتسر میں گولڈن ٹیمپل کمپلیکس سے مسلح سکھ عسکریت پسندوں کو نکالنا تھا۔ تاہم سکھ برادری کے بڑے حصے اور متعدد انسانی حقوق کے کارکنوں کے نزدیک یہ کارروائی صرف ایک سیکیورٹی آپریشن نہیں بلکہ سکھ مذہبی شناخت اور جذبات پر ایک گہرا حملہ تھی۔ گولڈن ٹیمپل سکھ مذہب کا مقدس ترین مقام ہے۔ اس مقام پر فوجی کارروائی اور اکال تخت کو پہنچنے والا شدید نقصان آج بھی سکھ اجتماعی یادداشت کا ایک دردناک باب سمجھا جاتا ہے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ہلاکتوں کی تعداد چند سو تھی، لیکن متعدد آزاد مبصرین، انسانی حقوق کے کارکنان اور بعض سکھ تنظیمیں اس تعداد کو ہزاروں تک قرار دیتی ہیں۔ اسی وجہ سے ہلاکتوں کی اصل تعداد آج بھی بحث کا موضوع بنی ہوئی ہے۔ سکھ مطالب خالصتان کو صرف آپریشن بلیو اسٹار سے جوڑنا تاریخی طور پر درست نہیں سمجھا جاتا۔ اس کی جڑیں کئی دہائیوں پر محیط سیاسی، معاشی اور آئینی تنازعات میں پائی جاتی ہیں۔ 1973 کی آنند پور صاحب قرارداد میں پنجاب کے لیے زیادہ صوبائی خودمختاری، وسائل پر اختیار اور وفاقی ڈھانچے میں اختیارات کی ازسرنو تقسیم کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ پنجاب کے دریائی پانیوں کی تقسیم، صوبائی حدود کی ازسرنو تشکیل، پنجابی زبان اور ثقافتی شناخت جیسے مسائل بھی سکھ سیاسی حلقوں میں اہم موضوعات رہے ہیں۔ 1984 کے واقعات نے ان خدشات اور شکایات کو مزید گہرا کر دیا۔ آپریشن بلیو اسٹار کے چند ماہ بعد اندرا گاندھی کو ان کے سکھ محافظوں نے قتل کر دیا، جس کے بعد دہلی سمیت بھارت کے مختلف شہروں میں سکھ مخالف فسادات پھوٹ پڑے۔ ہزاروں سکھ مارے گئے، املاک تباہ ہوئیں اور متاثرین کے مطابق انصاف اور جوابدہی کا عمل کبھی مکمل نہ ہو سکا۔ یہی وجہ ہے کہ 1984 کے فسادات آج بھی سکھ برادری کے لیے ایک کھلا زخم سمجھے جاتے ہیں۔ پنجاب میں 1980 اور 1990 کی دہائیوں کے دوران ہونے والی انسداد شورش کارروائیوں پر بھی انسانی حقوق کی متعدد تنظیموں نے سوالات اٹھائے۔ ماورائے عدالت ہلاکتوں، جبری گمشدگیوں اور غیر قانونی حراستوں کے الزامات نے ریاست اور سکھ آبادی کے درمیان اعتماد کے بحران کو مزید گہرا کیا۔ بہت سے متاثرہ خاندانوں کا موقف ہے کہ کئی دہائیاں گزرنے کے باوجود انہیں مکمل انصاف نہیں مل سکا۔ جرنیل سنگھ بھنڈرانوالہ اس پورے تنازعے کی مرکزی شخصیات میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے حامی انہیں سکھ مذہب، شناخت اور حقوق کے محافظ کے طور پر دیکھتے ہیں، جبکہ بھارتی ریاست انہیں شدت پسندی کے فروغ کا ذمہ دار قرار دیتی ہے۔ اسی طرح میجر جنرل شبیگ سنگھ کی شخصیت بھی اس تنازعے کا اہم حصہ ہے، جنہوں نے بھارتی فوج میں طویل خدمات انجام دینے کے بعد گولڈن ٹیمپل کے دفاع میں کردار ادا کیا۔ ان کے حامی انہیں ناانصافی کا شکار فوجی افسر قرار دیتے ہیں جبکہ ناقدین انہیں عسکری مزاحمت کے منصوبہ ساز کے طور پر دیکھتے ہیں۔ آج بھی خالصتان کا مسئلہ سکھ سیاست اور عالمی سکھ ڈائیسپورا میں بحث کا موضوع ہے۔ بیرون ملک مقیم بعض سکھ تنظیمیں، خصوصاً سکھس فار جسٹس (Justice for Sikhs)، حق خود ارادیت اور خالصتان ریفرنڈمز کے ذریعے اس مطالبے کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ دوسری جانب بھارتی حکومت ان سرگرمیوں کو غیر قانونی اور قومی سلامتی کے لیے خطرہ قرار دیتی ہے۔ آپریشن بلیو اسٹار کی 42 ویں برسی اس حقیقت کی یاد دہانی کراتی ہے کہ 1984 کے واقعات محض تاریخ کا حصہ نہیں بنے بلکہ آج بھی جنوبی ایشیا کی سیاست، سکھ شناخت اور ریاستی پالیسیوں کے بارے میں جاری مباحث پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ سکھ برادری کے بہت سے افراد کے لیے یہ برسی انصاف، جوابدہی اور تاریخی اعتراف کے مطالبے کی علامت ہے، جبکہ بھارتی ریاست اسے قومی سلامتی اور انسداد شورش کے تناظر میں دیکھتی ہے۔ یہی اختلاف نظر اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ آپریشن بلیو اسٹار اور اس کے بعد پیش آنے والے واقعات کے زخم ابھی پوری طرح مندمل نہیں ہوئے۔ جب تک متاثرین کے خدشات، انصاف کے مطالبات اور تاریخی سوالات کا قابلِ قبول جواب نہیں دیا جاتا، 1984 کا سایہ بھارتی سیاست اور سکھ برادری کی اجتماعی یادداشت پر برقرار رہنے کا امکان ہے!! 10 جون 2026 میں آپریشن بلیو اسٹار کو 42 سال مکمل ہو گئے۔ یکم جون سے 10 جون 1984 تک جاری رہنے والا یہ فوجی آپریشن جدید بھارتی تاریخ کے متنازع ترین اور حساس ترین واقعات میں شمار ہوتا ہے۔ اس کارروائی کا حکم اس وقت کی وزیر اعظم اندرا گاندھی نے دیا تھا، جس کا سرکاری مقصد امرتسر میں گولڈن ٹیمپل کمپلیکس سے مسلح سکھ عسکریت پسندوں کو نکالنا تھا۔ تاہم سکھ برادری کے بڑے حصے اور متعدد انسانی حقوق کے کارکنوں کے نزدیک یہ کارروائی صرف ایک سیکیورٹی آپریشن نہیں بلکہ سکھ مذہبی شناخت اور جذبات پر ایک گہرا حملہ تھی۔ گولڈن ٹیمپل سکھ مذہب کا مقدس ترین مقام ہے۔ اس مقام پر فوجی کارروائی اور اکال تخت کو پہنچنے والا شدید نقصان آج بھی سکھ اجتماعی یادداشت کا ایک دردناک باب سمجھا جاتا ہے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ہلاکتوں کی تعداد چند سو تھی، لیکن متعدد آزاد مبصرین، انسانی حقوق کے کارکنان اور بعض سکھ تنظیمیں اس تعداد کو ہزاروں تک قرار دیتی ہیں۔ اسی وجہ سے ہلاکتوں کی اصل تعداد آج بھی بحث کا موضوع بنی ہوئی ہے۔ سکھ مطالب خالصتان کو صرف آپریشن بلیو اسٹار سے جوڑنا تاریخی طور پر درست نہیں سمجھا جاتا۔ اس کی جڑیں کئی دہائیوں پر محیط سیاسی، معاشی اور آئینی تنازعات میں پائی جاتی ہیں۔

رستہ بقا

سفینہ سلیم

یہ عہد صرف سیاسی بحرانوں کا عہد نہیں بلکہ انسانی تھکن، سماجی بےیقینی اور اجتماعی بےسمتی کا عہد ہے۔ پاکستان بظاہر ایک آزاد ریاست ہے مگر اس کے شہری اندرونی خوف، معاشی دباؤ، سیاسی انتشار اور ذہنی خلفشار کے ایسے حصار میں زندہ ہیں جہاں جینا محض سانس لینے کا عمل بن کر رہ گیا ہے۔ ہر سمت شور ہے، دعوے ہیں، نعروں کی گونج ہے مگر اس شور کے پیچھے ایک گہری خاموشی بھی موجود ہے، ایسی خاموشی جو ٹوٹے ہوئے اعتماد، بجھتی امیدوں اور مسلسل سمجھوتوں سے جنم لیتی ہے۔ یہ کہنا یا لکھنا پاکستانی سیاسی و معاشرتی منظرنامے کا محض تجزیہ نہیں بلکہ اس اجتماعی اذیت کا نوحہ ہے، جس میں ایک پوری قوم زندہ رہنے کی جدوجہد کرتے کرتے اپنے خواب، اپنی شناخت اور اپنی داخلی آسودگی کھوئے جا رہی ہے۔ یہاں سوال صرف یہ نہیں کہ پاکستان کہاں کھڑا ہے بلکہ یہ بھی ہے کہ پاکستانی انسان اپنے وجود کے کس مرحلے پر آ پہنچا ہے۔ یہ ایک ایسا ملک بن چکا ہے جو زندہ بھی ہے اور زخمی بھی۔ پاکستان اس وقت محض ایک ریاست نہیں ایک مسلسل کشمکش کا نام ہے۔ یہاں ہر شخص زندہ رہنے کی جنگ لڑ رہا ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا یہ زندگی واقعی زندگی ہے یا صرف بقا کی ایک تھکی ہوئی مشق؟ یہ اجتماعی اذیت، سیاسی انتشار، معاشرتی ٹوٹ پھوٹ اور اخلاقی زوال کا استعارہ ہے جس میں قوم سانس تو لے رہی ہے مگر سکون سے جینے کی طاقت کھو چکی ہے۔ پاکستان کی سیاست اب نظریات کی جنگ نہیں رہی، یہ مفادات، طاقت اور بیانات کی منڈی بن چکی ہے۔ اقتدار میں آنے والا ہر گروہ خود کو نجات دہندہ ثابت کرتا ہے مگر اقتدار ملتے ہی وہی نظام اس کے ہاتھوں مزید بے رحم ہو جاتا ہے۔ جمہوریت کا نام باقی ہے مگر جمہوری روح کہیں گم ہو چکی ہے۔ پارلیمان اکثر عوامی مسائل کی جگہ سیاسی انتقام کا میدان دکھائی دیتی ہے۔ سیاسی جماعتیں عوام کے شعور کو بلند کرنے کے بجائے انہیں مستقل خوف، نفرت اور جذباتی تقسیم میں مبتلا رکھتی ہیں۔ پاکستانی سیاست کا سب سے بڑا المیہ شاید یہ نہیں کہ یہاں کرپشن ہے بلکہ یہ ہے کہ یہاں کرپشن کو معمول سمجھ لیا گیا ہے۔ اقتدار اب خدمت کا نہیں بلکہ سرمایہ، اثر و رسوخ اور تحفظ کا ذریعہ بن چکا ہے۔ اداروں کے درمیان کشمکش، عدالتی تنازعات، میڈیا پر دباؤ، اظہار رائے کی محدود ہوتی آزادی اور سیاسی گرفتاریوں نے ریاست اور عوام کے درمیان اعتماد کی آخری دیوار بھی کمزور کر دی ہے۔ مختلف تجزیوں اور حالیہ رپورٹس میں پاکستان کو گورننس بحران، معاشی کمزوری، سیاسی پولرائزیشن اور طاقت کے غیر متوازن ڈھانچے کا شکار قرار دیا گیا ہے معاشی صورتحال اس سیاسی انتشار کی سب سے سفاک تصویر ہے۔ مہنگائی اب صرف ایک معاشی اصطلاح نہیں رہی بلکہ ایک نفسیاتی بیماری بن چکی ہے۔ متوسط طبقہ آہستہ آہستہ غائب ہو رہا ہے غریب مزید غریب اور امیر مزید محفوظ ہوتا جا رہا ہے۔ تنخواہ دار آدمی کی زندگی قسطوں، بلوں، ٹیکسوں اور بے یقینی کے درمیان پس رہی ہے۔ نوجوان تعلیم حاصل کرنے کے باوجود بے روزگار ہیں اور جو روزگار رکھتے ہیں وہ بھی عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ ملک بار بار عالمی مالیاتی اداروں کے سامنے دست سوال دراز کرتا ہے جبکہ بنیادی اصلاحات مسلسل مؤخر ہوتی رہتی ہیں۔ حالیہ معاشی رپورٹس بھی یہی بتاتی ہیں کہ پاکستان کی معیشت وقتی استحکام کے باوجود گہرے ساختی مسائل سے دوچار ہے۔ لیکن پاکستان کا بحران صرف سیاسی یا معاشی نہیں یہ تہذیبی اور معاشرتی بھی ہے۔ معاشرہ شدید ذہنی انتشار کا شکار ہے۔ سوشل میڈیا نے معلومات سے زیادہ اشتعال پیدا کیا ہے۔ ہر شخص اپنی رائے کو آخری سچ سمجھتا ہے اور اختلاف کو دشمنی۔ برداشت، مکالمہ اور فکری شائستگی ناپید ہوتی جا رہی ہے۔ مذہب، قومیت، زبان اور سیاسی وابستگی اب شناخت سے زیادہ ہتھیار بن چکے ہیں۔ معاشرہ مختلف خانوں میں تقسیم ہے جہاں ہر گروہ دوسرے کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور الزامات لگاتا ہے خاندان جو کبھی مشرقی معاشرے کی بنیاد سمجھا جاتا تھا اب معاشی دباؤ اور ذہنی تھکن کے باعث اندر سے ٹوٹ چکا ہے۔ نوجوان نسل امید اور حقیقت کے درمیان معلق ہے۔ ہر کسی کو بیرون ملک جانے کا جنون ہے دوسری طرف وطن چھوڑنے کا دکھ بھی ہے پاکستان سے محبت اب بھی موجود ہے مگر اس محبت میں اعتماد کم اور بے بسی زیادہ ہے۔ تعلیم کا شعبہ بھی شدید بحران کا شکار ہے۔ ایک ایسا نظام جس میں امیر کے لیے الگ نصاب، غریب کے لیے الگ اور مذہبی طبقے کے لیے الگ دنیا ہو، وہاں قومی یکجہتی کیسے پیدا ہو سکتی ہے؟ تعلیم انسان کو آزاد سوچ دیتی ہے مگر یہاں تعلیم اکثر محض ڈگری، نوکری یا ہجرت کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہے۔ یونیورسٹیاں تحقیق سے زیادہ سیاست کا مرکز بنتی جا رہی ہیں جبکہ نوجوانوں کی تخلیقی صلاحیتیں مواقع نہ ملنے کے باعث زنگ آلود ہو رہی ہیں۔ ریاستی بیانیہ اکثر استحکام کی بات کرتا ہے مگر استحکام صرف خاموشی کا نام نہیں ہوتا۔ اگر خوف اور مہنگائی بے یقینی کے ذریعے خاموشی قائم بھی ہو جائے تو وہ پائیدار سکون نہیں بن سکتی۔ بلوچستان سے خیبر پختونخوا تک سیکیورٹی، محرومی اور اعتماد کے بحران کی گونج سنائی دیتی ہے۔ مختلف رپورٹس میں بڑھتی ہوئی عسکریت، انسانی حقوق کے مسائل اور صوبائی بے چینی کو قومی استحکام کے لیے خطرہ قرار دیا گیا ہے۔ اس تمام تاریکی کے باوجود پاکستان اپنیاں جا بکھرا ہے یہ ایک عجیب قوم ہے جو ہر بحران کے بعد پھر کھڑی ہو جاتی ہے۔ سیلاب آئے، دہشت گردی ہو، سیاسی انتشار ہو یا معاشی دیوالیہ پن کا خطرہ عام پاکستانی پھر بھی جینے کا کوئی نہ کوئی جواز ڈھونڈ لیتا ہے۔ یہی اس قوم کی اصل طاقت بھی ہے اور المیہ بھی کیونکہ ہم تکلیف کے ساتھ جینے کے عادی ہو چکے ہیں۔ اور اسی عادت کا نوحہ پڑھتے ہم زندہ ہیں ایک ایسا معاشرہ جو مسلسل بقا کی حالت میں رہتے رہتے زندگی کا اصل مفہوم بھولتا جا رہا ہے۔

شیکسپیئر: عالم گیر شہرت کے حامل نبض شناس

طارق محمود مرزا

شیکسپیئر سے میری جانکاری محض ادبی قاری کی دلچسپی نہیں بلکہ یادگار ذاتی تجربے سے جڑی ہوئی ہے۔ کئی برس قبل ممتاز بین الاقوامی اداکار، صداکار، براڈکاسٹر اور دانشور مرحوم ضیا محی الدین ہماری دعوت پر آسٹریلیا تشریف لائے۔ انھوں نے سڈنی میں دو کامیاب شو کیے۔ ضیا محی الدین صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ عالمی سطح پر فنِ اداکاری اور تھیٹر کا معتبر حوالہ تھے۔ انہوں نے لندن میں طویل عرصہ تھیٹر سے وابستہ رہنے کے علاوہ برطانوی اور ہالی ووڈ فلموں میں بھی اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا تھا۔ ان کی آواز، ان کا اسلوب بیان اور ادب و فن پر ان کی گہری نظر انہیں اپنے عہد کے منفرد فنکاروں میں ممتاز کرتی تھی۔ ان کے قیام سڈنی کے دوران ایک روز میں انہیں آسٹریلیا کی معروف علامت (سڈنی اوپرا ہاس) دکھانے لے گیا۔ سمندر کے نیلگوں پانیوں کے کنارے ایستادہ یہ شاندار عمارت دنیا کے عظیم ثقافتی مراکز میں شمار ہوتی ہے۔ اس روز وہاں مختلف پروگراموں کے اشتہارات آویزاں تھے۔ انہی میں ولیم شیکسپیئر کے شہرہ آفاق ڈرامے "ہیملٹ" کی نمائش کا اعلان بھی نمایاں تھا۔ ضیا محی الدین کی نظر جب اس اشتہار پر پڑی تو وہ چند لمحوں کے لیے ٹھہر گئے۔ پھر مسکراتے ہوئے بولے: "کئی برس پہلے میں نے لندن میں اس ڈرامے کی ہدایت کاری کی تھی۔" میں نے بات سنی تو ایک لمحے کے لیے مجھے یقین نہ آیا۔ اگرچہ میں ان کی بین الاقوامی شہرت اور فنی مقام سے بخوبی واقف تھا، لیکن شیکسپیئر کے لازوال شاہکار "ہیملٹ" کی ہدایت کاری کا ذکر حیران کن تھا۔ میں نے قریب جا کر وہاں موجود معلوماتی تحریر پڑھی تو واقعی ضیا محی الدین کے اس دعوے کی تصدیق ہو گئی۔ میرے لیے یہ غیر معمولی لمحہ تھا میں ایک ایسے فنکار کے ساتھ کھڑا تھا جس نے نہ صرف مشرق و مغرب کے ادبی اور ثقافتی جہانوں کو قریب لانے میں کردار ادا کیا تھا بلکہ شیکسپیئر جیسے عالمی ادبی نابغے کے فن کو بھی اپنے تخلیقی لمس سے نئی جہت دی تھی۔ بعد ازاں ہم اوپرا ہاس کے قریب سمندر کے کنارے کافی شاپ میں جا بیٹھے۔ شام ڈھل رہی تھی، بندرگاہ کے پانیوں پر سورج کی سنہری کرنیں بکھری ہوئی تھیں۔ ہوا میں نمکین سمندری خوشبو رچی ہوئی تھی اور سامنے دنیا کے مختلف خطوں سے آئے ہوئے سیاحوں کا ہجوم تھا۔ ایسے دلکش ماحول میں گفتگو کا موضوع فطری طور پر شیکسپیئر بن گیا۔ ضیا محی الدین بولتے گئے اور میں ہمہ تن گوش سنتا گیا۔ انہوں نے شیکسپیئر کے عہد، لندن کے تھیٹروں، ملکہ الزبتھ کے دربار، گلوب تھیٹر، ہیملٹ، اوتھیلو، میکبتھ اور رومیو و جولیٹ کے کرداروں پر اس انداز سے گفتگو کی کہ یوں محسوس ہونے لگا جیسے چار سو برس پرانا انگلستان ہماری آنکھوں کے سامنے زندہ ہو گیا ہو۔ ان کی گفتگو محض معلومات کا مجموعہ نہیں تھی بلکہ ایک ایسے فنکار کا مشاہدہ تھی جس نے خود تھیٹر کی دنیا کو قریب سے دیکھا تھا اور شیکسپیئر کے فن کو اپنی عملی زندگی میں برتا تھا۔ چند برس قبل ضیا محی الدین اس دنیا سے رخصت ہو گئے، لیکن سڈنی اوپرا ہاس کے سائے میں ہونے والی وہ نشست آج بھی میرے حافظے میں تازہ ہے۔ آج جب میں شیکسپیئر کی یہ داستان قلم بند کرنے بیٹھا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ضیا محی الدین کی وہ گفتگو پھر سے میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔ یہ قلمی کاوش دراصل اسی یادگار ملاقات کی بازگشت ہے۔ ایسے عظیم فنکار کی یاد میں جس نے مجھے شیکسپیئر کو محض پڑھنے نہیں بلکہ سمجھنے کا سلیقہ بھی عطا کیا۔ لندن کی ایک سرد اور دھند آلود شام تھی۔ دریائے ٹیمز کے پانیوں پر کہر تیر رہی تھی اور شہر کی گلیوں میں گھوڑوں کی ٹاپوں، خوانچہ فروشوں کی آوازوں اور شراب خانوں کے شور کے درمیان ایک اور ہجوم بھی رواں تھا۔ یہ لوگ کسی شاہی تقریب یا مذہبی اجتماع میں شریک ہونے نہیں جا رہے تھے۔ ان کی منزل ایک تھیٹر تھا، جہاں ایک نیا ڈراما پیش ہونے والا تھا۔ ہجوم کے درمیان کھڑا ایک شخص خاموشی سے اسٹیج کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ نہ کوئی جرنیل تھا، نہ درباری، نہ عالم اور نہ سیاست دان۔ مگر آنے والی صدیوں میں اس کا نام ان سب سے زیادہ زندہ رہنے والا تھا۔ یہ ولیم شیکسپیئر تھا، اسٹریٹفورڈ کے معمولی دستانہ ساز کا بیٹا، جو انسانی جذبات اور نفسیات کی ایسی سلطنت تعمیر کرنے والا تھا جس پر وقت کے طوفان بھی اثر انداز نہ ہو سکے۔ اسی دور میں اپریل 1564 میں اسٹریٹفورڈ اپون ایون کے نسبتاً خاموش قصبے میں بچے نے جنم لیا۔ اس کا نام ولیم رکھا گیا۔ اس کے والد جان شیکسپیئر ایک ہنرمند کاریگر تھے جو دستانے بناتے تھے، والدہ مریم آرڈن معزز دیہی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ اسٹریٹفورڈ خاموش اور نسبتاً چھوٹا قصبہ تھا، لیکن وہاں زندگی اپنی پوری رنگینی کے ساتھ موجود تھی۔ بازار، میلے، کھیت، چرچ، جھگڑے، محبتیں، امیدیں اور محرومیاں یہ سب وہ مناظر تھے جنہوں نے شیکسپیئر کے حساس ذہن کو تشکیل دی۔ وہ لوگوں کو صرف دیکھتا نہیں تھا، ان کے چہروں کے پیچھے چھپی کہانیاں بھی پڑھ لیتا تھا۔ یہی صلاحیت بعد میں اس کے فن کی بنیاد بنی۔ اسٹریٹفورڈ کوئی بڑا علمی مرکز نہیں تھا، مگر وہاں زندگی تھی۔ کھیت تھے، بازار تھے، میلے تھے، چرچ تھا، جھگڑے تھے، محبتیں تھیں اور عام لوگوں کے روزمرہ مسائل تھے۔ شیکسپیئر نے اپنی سب سے بڑی تعلیم کتابوں سے نہیں بلکہ انہی مناظر سے حاصل کی۔ اس زمانے کا انگلستان عظیم تبدیلی کے دور سے گزر رہا تھا۔ یورپ میں نشاۃ ثانیہ کی تحریک اپنے عروج پر تھی۔ قدیم یونان اور روم کے علوم دوبارہ زندہ ہو رہے تھے۔ سمندری مہمات نئی دنیا دریافت کر رہی تھیں اور ملکہ الزبتھ اول کے دور میں انگلستان ابھرتی ہوئی طاقت کے طور پر سامنے آ رہا تھا۔ مگر اس ترقی کے باوجود عام لوگوں کی زندگی آسان نہیں تھی۔ غربت، بیماری، مذہبی کشمکش اور سیاسی بے یقینی ہر طرف موجود تھی۔ طاعون کی وبائیں بار بار شہروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی تھیں اور زندگی کی ناپائیداری ہر شخص کے ذہن پر سایہ کیے رکھتی تھی۔ شیکسپیئر نے بچپن میں مقامی گرامر اسکول میں تعلیم حاصل کی

پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری ہمہ جہت شخصیت

سلمان احمد شیخ

رب تعالیٰ کچھ افراد کو ایسی خصوصیات عطا کرتا ہے جن کی وجہ سے وہ انسانیت کیلئے مینارہ نور بن جایا کرتے ہیں، اس طرح کے لوگ کم ہی پیدا ہوا کرتے ہیں۔ پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ جو آج ہمارے درمیان موجود نہیں، مگر آپ کی شیریں خطابت اور حسنِ سلوک کی حسین یادیں کبھی ہم سے جدا نہیں ہو سکتیں۔ شاہ صاحب کی شخصیت بڑی ہمہ جہت اور کئی خوبیوں کی حامل تھی۔ آپ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، ایک تحریک تھے، ایک تنظیم تھے، پوری بزم تھے۔ رہتے تھے کراچی میں لیکن دنیائے اہلسنت کے دلوں میں دھڑکتے تھے۔ دوری و قرب سے ان کی ذات ورا تھی۔ شاہ صاحب کو رب قدیر نے حکمت و تدبر اور دانش و تدبیر سے نوازا تھا۔ آپ کے دم قدم سے کئی شعبوں میں خدمتِ دین متین کا سلسلہ وسیع ہوا۔ مختلف محاذوں پر علم و حکمت کے ساتھ ختم نبوت، ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لیے بہترین کردار ادا کیا۔ شاہ صاحب سچے عاشق رسول صاحب کمال دینی و روحانی شخصیت کے حامل تھے۔ زندگی بھر خطابت و تحریر کے ذریعے اہل ایمان کے دلوں میں عشق رسول کی شمع فروزاں کرتے رہے۔ ملک و ملت کی خدمت، دین اسلام کی ترویج و اشاعت اور عقائد و نظریات کی سربلندی کیلئے آپ نے جو خدمات انجام دیں انہیں فراموش نہیں کیا جا سکتا، آپ کی خدمات کو ضبطِ تحریر میں لانا محال ہے۔ صوفیائے کرام سے آپ کا گہرا تعلق تھا اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی سے عشق کا یہ عالم تھا کہ دوران خطابت بھی جا بجا اعلیٰ حضرت کے اشعار پڑھتے، آپ بہت ہی مختصر مگر جامع اور قابل فہم الفاظ میں تقریر کرتے تھے آپ کا انداز اس قدر دل نشین ہوتا کہ ہر لفظ دل و دماغ میں پیوست ہو کر رہ جاتا تھا۔ شاہ صاحب نے عملی سیاست میں بھی حصہ لیا 1985 کے الیکشن میں بھاری اکثریت سے قومی اسمبلی کے رکن بنے، ناموس رسالت کے قانون C-295 (اس قانون کے تحت گستاخ رسالت کی سزا موت ہے) کی منظوری میں شاہ صاحب کا کلیدی کردار ہے۔ ایک موقع پر پارلیمنٹ میں اذان سے قبل درود و سلام پر پابندی کی تجویز پیش کی گئی اس سے پہلے کہ یہ شیطانی سازش کامیاب ہوتی شاہ صاحب نے ہم خیال اراکین سے رابطہ کیا اور اسمبلی کے فلور پر کھڑے ہو کر حکومت کو باور کرایا کہ تم تو مسجد میں اذان سے پہلے درود شریف پر پابندی لگانے کا سوچ رہے ہو ہم یہاں پارلیمنٹ میں بھی درود و سلام پڑھا کریں گے

امریکہ، ایران معاہدہ: دنیا کس موڑ پر کھڑی ہے؟

محمد اکرم چوہدری

بین الاقوامی سیاست میں بعض واقعات ایسے ہوتے ہیں جو محض دو ممالک کے درمیان تعلقات تک محدود نہیں رہتے بلکہ پورے عالمی نظام پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ امریکہ اور ایران کے درمیان متوقع معاہدہ بھی اسی نوعیت کا ایک واقعہ ہے۔ کئی دہائیوں کی دشمنی، معاشی پابندیوں، سفارتی تناؤ، فوجی دھمکیوں اور علاقائی کشیدگی کے بعد دونوں ممالک ایک ایسے موڑ پر پہنچے ہیں جہاں دنیا کی نظریں ان پر مرکوز ہیں۔ اگر یہ معاہدہ اپنے منطقی انجام تک پہنچ جاتا ہے تو اس کے اثرات صرف واشنگٹن اور تہران تک محدود نہیں رہیں گے بلکہ خلیج فارس، مشرق وسطیٰ، عالمی معیشت، توانائی کی منڈیوں اور اسلامی دنیا کی سیاست تک محسوس کیے جائیں گے۔ اسی لیے آج پوری دنیا امید اور احتیاط کے درمیان کھڑی اس پیش رفت کا بغور جائزہ لے رہی ہے۔ دشمنی کی نصف صدی: پس منظر کیا ہے؟ امریکہ اور ایران کے درمیان موجودہ کشیدگی کی جڑیں 1979 کے ایرانی انقلاب میں ملتی ہیں۔ انقلاب کے بعد ایران نے مغربی اثر و رسوخ کو مسترد کرتے ہوئے ایک نئی سیاسی راہ اختیار کی جبکہ امریکہ نے اپنے خطے کے ایک اہم اتحادی کے کھو جانے کو ایک بڑے اسٹریٹجک نقصان کے طور پر دیکھا۔ اس کے بعد سفارت خانے کے بحران، اقتصادی پابندیوں، جوہری تنازع، خلیجی کشیدگی اور مختلف علاقائی تنازعات نے دونوں ممالک کے تعلقات کو مسلسل خراب کیا۔ کئی مواقع پر براہ راست جنگ کے خدشات بھی پیدا ہوئے۔ گزشتہ چار دہائیوں میں متعدد سفارتی کوششیں ہوئیں لیکن باہمی عدم اعتماد ہمیشہ بڑی رکاوٹ ثابت ہوا۔ اسی لیے آج کا متوقع معاہدہ صرف ایک سیاسی دستاویز نہیں بلکہ تقریباً نصف صدی پر محیط ایک تنازع میں ممکنہ تبدیلی کی علامت سمجھا جا رہا ہے۔ دنیا کی نظریں اس معاہدے پر کیوں لگی ہیں؟ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ایران مشرق وسطیٰ کی ایک اہم طاقت ہے جبکہ امریکہ دنیا کی سب سے بڑی عالمی قوت ہے۔ دونوں کے درمیان کشیدگی صرف دو طرفہ مسئلہ نہیں بلکہ عالمی تجارت، تیل کی سپلائی، علاقائی سلامتی اور بین الاقوامی سفارت کاری سے جڑی ہوئی ہے عالمی طاقتیں امید کر رہی ہیں کہ اگر یہ معاہدہ کامیاب ہوتا ہے تو مشرق وسطیٰ میں استحکام آئے گا، عالمی توانائی منڈیاں پرسکون ہوں گی اور کئی جاری تنازعات میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔ معاہدے کی متوقع شقیں اور ان کے ممکنہ اثرات شق نمبر 1: جنگ بندی اور کشیدگی میں کمی دونوں ممالک براہ راست تصادم سے گریز کریں گے اور اختلافات کو سفارتی ذرائع سے حل کرنے کی کوشش کریں گے خطے میں جنگ کے خطرات کم ہوں گے اور سرمایہ کاروں کا اعتماد بحال ہوگا۔ شق نمبر 2: آبنائے ہرمز کی بحالی دنیا کی تیل تجارت کا ایک بڑا حصہ اس اہم سمندری راستے سے گزرتا ہے عالمی توانائی سپلائی محفوظ ہوگی اور منڈیوں میں استحکام پیدا ہوگا۔ شق نمبر 3: ایران کی جانب سے جوہری ہتھیار نہ بنانے کی یقین دہانی یہ مغربی دنیا کا بنیادی مطالبہ رہا ہے خطے میں ایٹمی ہتھیاروں کی نئی دوڑ کے خدشات کم ہو سکتے ہیں۔ شق نمبر 4: جوہری پروگرام کی نگرانی بین الاقوامی اداروں کو مزید نگرانی اور معائنہ کا اختیار دیا جا سکتا ہے اعتماد سازی اور شفافیت میں اضافہ ہوگا۔ شق نمبر 5: اقتصادی پابندیوں میں نرمی ایران کی معیشت کو جزوی ریلیف ملنے کا امکان ہے ایران عالمی تجارت میں زیادہ فعال کردار ادا کر سکے گا۔ شق نمبر 6: منجمد اثاثوں تک رسائی بعض ایرانی مالی وسائل تک رسائی ممکن بنائی جا سکتی ہے اقتصادی دباؤ میں کمی اور داخلی استحکام میں مدد مل سکتی ہے۔ شق نمبر 7: افزودہ یورینیم کے ذخائر پر مذاکرات یہ معاہدے کا سب سے حساس پہلو سمجھا جا رہا ہے مستقبل کے تعلقات کا انحصار بڑی حد تک اسی شق پر ہوگا۔ شق نمبر 8: سمندری راستوں کا تحفظ خلیج میں بین الاقوامی تجارت اور جہاز رانی کے تحفظ کو یقینی بنانے کی کوشش ہوگی عالمی تجارت کو فائدہ پہنچے گا۔ شق نمبر 9: علاقائی تنازعات میں کمی یمن، عراق، شام اور لبنان سمیت مختلف محاذوں پر کشیدگی کم کرنے کی کوشش متوقع ہے پراکسی جنگوں میں کمی آ سکتی ہے۔ شق نمبر 10: مستقل سفارتی رابطہ دونوں ممالک کے درمیان رابطے کا مستقل طریقہ کار قائم کیا جا سکتا ہے مستقبل کے بحرانوں کو جنگ میں تبدیل ہونے سے روکا جا سکے گا۔ عالمی طاقتیں کیا سوچ رہی ہیں؟ یورپی ممالک اس پیش رفت کو سفارت کاری کی کامیابی قرار دے رہے ہیں کیونکہ وہ ہمیشہ مذاکرات کے ذریعے مسائل کے حل کے حامی رہے ہیں چین اور روس اس معاہدے کو خطے میں استحکام کے لیے اہم قرار دے رہے ہیں جبکہ خلیجی ممالک محتاط انداز میں صورتحال کا جائزہ لے رہے ہیں۔

(ادارے کی رائے ضروری نہیں کہ قلم کاروں یا مضمون نگاروں کے خیالات اور مندرجات سے مطابقت رکھتی ہو) ادارہ

احساس: بے دام مگر ناممکن عمل

تحریر: حافظ بختیار احمد

انسانی معاشروں کی تعمیر میں بے شمار عوامل اپنا کردار ادا کرتے ہیں، لیکن ان سب میں ایک عنصر ایسا ہے جو نظر تو نہیں آتا مگر پوری عمارت کی بنیاد بن جاتا ہے، اور وہ ہے "احساس"۔ افسوس کہ آج کے دور میں احساس کا ذکر تو بہت کیا جاتا ہے، لیکن اس پر عمل کم ہی نظر آتا ہے۔ ہم اخلاق، بھائی چارے، صلہ رحمی، ملی اتحاد اور اسلامی اقدار کی باتیں تو کرتے ہیں مگر عملی زندگی میں ان تعلیمات سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اگر احساس ایک آسان عمل ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس پر اتنے عظیم اجر و ثواب کا وعدہ نہ فرماتے اور نہ ہی رسول اکرم اس کی بار بار تلقین فرماتے۔ حقیقت یہ ہے کہ احساس ایک ایسی کیفیت ہے جو انسان کو دوسرے انسان کے درد، ضرورت اور حق سے جوڑتی ہے۔ یہی وہ جذبہ ہے جو معاشرے میں محبت، عدل، رواداری اور خیر خواہی کو جنم دیتا ہے۔ آج ہر شخص خود کو احساس رکھنے والا قرار دیتا ہے۔ ہم محفلوں میں سیرت نبوی کے واقعات بیان کرتے ہیں، صحابہ کرام کی مثالیں دیتے ہیں اور ان عظیم ہستیوں سے اپنی محبت کا اظہار بھی کرتے ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہماری عملی زندگی بھی ان کے نقشِ قدم پر چل رہی ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق کی ایثار پسندی، حضرت عمر فاروق کا عدل، حضرت عثمان غنی کی سخاوت اور حضرت علی المرتضیٰ کی انسان دوستی محض تاریخ کے ابواب نہیں بلکہ ہمارے لیے عملی نمونے ہیں۔ ان کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ احساس ہی ان کے کردار کی اصل روح تھا۔ وہ دوسروں کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھتے تھے اور ضرورت مندوں کی مدد کو عبادت تصور کرتے تھے۔ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ اسی طرح آپ نے رشتوں کو جوڑنے، دلوں کو ملانے اور انسانوں کے حقوق ادا کرنے کی بار بار تاکید فرمائی۔ آپ نے خبردار فرمایا کہ تعلق توڑنے والا جنت کی خوشبو تک نہ پا سکے گا اور یہ بھی فرمایا کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ یہ احادیث ہمیں یہ سبق دیتی ہیں کہ دین صرف عبادات کا نام نہیں بلکہ انسانوں کے ساتھ حسنِ سلوک، نرم دلی اور احساسِ ذمہ داری کا نام بھی ہے۔ اگر کوئی شخص نمازیں، تہجد اور نفلی عبادات تو کرتا ہے مگر دوسروں کے دکھ درد سے بے پرواہ ہے، تو اسے اپنے طرزِ عمل پر غور کرنا چاہیے۔ عبادت کا حقیقی حسن اسی وقت ظاہر ہوتا ہے جب اس کے اثرات انسان کے کردار اور رویوں میں نظر آئیں۔ آج ہمیں خود سے یہ سوال کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم واقعی احساس رکھنے والے لوگ ہیں یا صرف اس کا دعویٰ کرتے ہیں؟ کیا ہم اپنے رشتہ داروں، پڑوسیوں، دوستوں اور معاشرے کے کمزور طبقات کے حقوق ادا کر رہے ہیں؟ اگر نہیں، تو ہمیں اپنے رویوں کا ازسرِ نو جائزہ لینا ہوگا۔ یاد رکھنا چاہیے کہ ایک وقت ایسا ضرور آئے گا جب تمام پردے اٹھ جائیں گے اور انسان کے دعووں کے بجائے اس کے اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ اس دن نہ نسب کام آئے گا، نہ ظاہری عقیدت اور نہ ہی زبانی دعوے۔ کامیابی صرف اسی شخص کا مقدر ہوگی جس کے دل میں احساس، رحم، عاجزی اور انسانیت کی خدمت کا جذبہ موجود ہوگا۔ انسانی معاشروں کی تعمیر میں بے شمار عوامل اپنا کردار ادا کرتے ہیں، لیکن ان سب میں ایک عنصر ایسا ہے جو نظر تو نہیں آتا مگر پوری عمارت کی بنیاد بن جاتا ہے، اور وہ ہے "احساس"۔ افسوس کہ آج کے دور میں احساس کا ذکر تو بہت کیا جاتا ہے، لیکن اس پر عمل کم ہی نظر آتا ہے۔ ہم اخلاق، بھائی چارے، صلہ رحمی، ملی اتحاد اور اسلامی اقدار کی باتیں تو کرتے ہیں مگر عملی زندگی میں ان تعلیمات سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اگر احساس ایک آسان عمل ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس پر اتنے عظیم اجر و ثواب کا وعدہ نہ فرماتے اور نہ ہی رسول اکرم اس کی بار بار تلقین فرماتے۔ حقیقت یہ ہے کہ احساس ایک ایسی کیفیت ہے جو انسان کو دوسرے انسان کے درد، ضرورت اور حق سے جوڑتی ہے۔ یہی وہ جذبہ ہے جو معاشرے میں محبت، عدل، رواداری اور خیر خواہی کو جنم دیتا ہے۔ آج ہر شخص خود کو احساس رکھنے والا قرار دیتا ہے۔ ہم محفلوں میں سیرت نبوی کے واقعات بیان کرتے ہیں، صحابہ کرام کی مثالیں دیتے ہیں اور ان عظیم ہستیوں سے اپنی محبت کا اظہار بھی کرتے ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہماری عملی زندگی بھی ان کے نقشِ قدم پر چل رہی ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق کی ایثار پسندی، حضرت عمر فاروق کا عدل، حضرت عثمان غنی کی سخاوت اور حضرت علی المرتضیٰ کی انسان دوستی محض تاریخ کے ابواب نہیں بلکہ ہمارے لیے عملی نمونے ہیں۔ ان کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ احساس ہی ان کے کردار کی اصل روح تھا۔ وہ دوسروں کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھتے تھے اور ضرورت مندوں کی مدد کو عبادت تصور کرتے تھے۔ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ اسی طرح آپ نے رشتوں کو جوڑنے، دلوں کو ملانے اور انسانوں کے حقوق ادا کرنے کی بار بار تاکید فرمائی۔

نئی عالمی ترتیب اور پاکستان کا ابھرتا کردار

سردار عبدالخالق وصی

اج 19 جون اس برس کی محض ایک سفارتی تاریخ نہیں، شاید عالمی سیاست کے ایک نئے باب کا عنوان بننے جا رہی ہے۔ اگر امریکہ اور ایران کے درمیان کشیدگی میں کمی، اعتماد سازی یا کسی مفاہمتی عمل کی کوئی موثر صورت سامنے اتی ہے تو اس کے اثرات صرف یورپ یا مشرق وسطیٰ تک محدود نہیں رہیں گے بلکہ عالمی معیشت، توانائی کی منڈیوں، تجارتی راستوں، سرمایہ کاری کے رجحانات اور بین الاقوامی سیاسی توازن پر بھی مرتب ہوں گے۔ ایسے کسی عمل کی کامیابی صرف دو ریاستوں کے تعلقات کی تبدیلی نہیں ہوگی بلکہ ایک ایسے عالمی ماحول کی تشکیل کا سبب بن سکتی ہے جہاں تصادم کے بجائے مکالمہ اور عدم استحکام کے بجائے معاشی امکانات کو ترجیح ملے۔ ابتدائی طور پر اس سفارتی عمل کے لیے جنیوا کا نام زیادہ نمایاں انداز میں زیرِ بحث ایا، کیونکہ جنیوا کئی دہائیوں سے بین الاقوامی مذاکرات، تنازعات کے حل اور غیر جانب دار سفارت کاری کی علامت سمجھا جاتا رہا ہے۔ تاہم بعد ازاں توجہ ایک نسبتاً محدود مگر زیادہ محفوظ اور کنٹرول شدہ ماحول کی طرف منتقل ہوتی دکھائی دی اور مذاکراتی سرگرمیوں کے لیے برگن اسٹاک ریزورٹ جیسے مقام کا ذکر سامنے ایا۔ بعض سفارتی مبصرین کے مطابق اس تبدیلی کے پس منظر میں صرف انتظامی یا سہولت کاری کے عوامل ہی نہیں بلکہ اعلیٰ سطحی سکیورٹی، رازداری، میڈیا دباؤ سے نسبتاً فاصلے اور ایسے خدشات بھی زیرِ بحث رہے کہ حساس نوعیت کے بین الاقوامی اجتماعات کو کسی ممکنہ تخریبی کارروائی، سیاسی احتجاج یا غیر ریاستی خطرات سے محفوظ رکھا جائے۔ اگرچہ اس حوالے سے مختلف اراء موجود ہیں، تاہم عالمی سفارت کاری میں مقام کا انتخاب خود بعض اوقات پیغام کا حصہ بن جاتا ہے جہاں دارالحکومتوں کی رسمی فضا کے بجائے نسبتاً محدود اور محفوظ مقامات مذاکرات کے لیے زیادہ سازگار سمجھے جاتے ہیں۔ اگر اس سارے منظرنامے کو ایک وسیع تر تناظر میں دیکھا جائے تو پاکستان کا کردار محض ایک جغرافیائی حقیقت کے طور پر نہیں بلکہ ایک فعال سیاسی، سفارتی اور سلامتی سے متعلق ریاست کے طور پر نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ حالیہ برسوں میں پاکستان نے علاقائی کشیدگی، سفارتی پیچیدگیوں اور سلامتی کے دباؤ کے ماحول میں اپنے قومی مفادات، سفارتی روابط اور ریاستی استحکام کو جس انداز سے متوازن رکھنے کی کوشش کی جہاں بعض مبصرین پاکستان کو صرف ایک علاقائی ریاست نہیں بلکہ ایک ایسے ممکنہ پل کے طور پر دیکھتے ہیں جو اختلاف رکھنے والی قوتوں کے درمیان مکالمے، اعتماد سازی اور کشیدگی میں کمی کا ماحول پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ منظر اچانک پیدا نہیں ہوا۔ اس کے پیچھے ایک طویل قومی سفر، تاریخی ازمائشیں، دفاعی استقامت، سیاسی فیصلے اور ریاستی ارتقا کی داستان موجود ہے۔

احسان مالک، الحمد للہ، یا اللہ تیرا شکر!

حامد ولید

امریکہ ایران جنگ کا اثر ہر کسی نے محسوس کیا تھا اور اب اس کے خاتمے کے اعلان نے سب پر ایک خوش کن تاثر چھوڑا ہے۔ خاص طور پر عالمی منڈی میں تیل کی قیمتوں میں کمی سے سبھی سکھ کا سانس لے رہے ہیں۔ یوں بھی یہ جنگوں کا زمانہ نہیں رہا ہے اور نہ ہی جنگجوؤں کا زمانہ رہا ہے، ایسے عزائم رکھنے والے لیڈروں کے اپنے عوام ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ جمہوریت کا سب سے بڑا فائدہ یہی ہے کہ لوگوں کو اپنی رائے کے اظہار کا موقع ملا ہے اور ایک اجتماعی تاثر جب یکجا ہو کر سڑکوں پر نکلتا ہے تو دنیا بھر کو ایک پیغام جاتا ہے کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور اس سے بھی پہلے اس ملک کے پالیسی سازوں کو پیغام جاتا ہے کہ ان کے عوام کیا چاہتے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ سوشل میڈیا پر ایسی کمپین کا آغاز ہو جاتا تھا اور لوگ اپنے دلوں کی بھڑاس وہاں نکال دیتے تھے۔ خاص طور پر ہمارے ہاں پی ٹی آئی کے معاملے میں ایسا ہی ہوا کہ سوشل میڈیا پر تو اس کے حق میں بات ہوتی ہے لیکن جب سڑک گرم کرنے کا وقت آتا ہے تو مٹھی بھر لوگ زندہ باد مردہ باد کرتے نظر آتے ہیں۔ تبھی تو رانا ثناء اللہ نے کہا ہے کہ جب پی ٹی آئی دس ہزار لوگوں کو سڑک پر لے آئے گی، عمران خان کے دلدر دور ہو جائیں گے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ امریکہ کی ایران سے جنگ کے خاتمے میں سب سے بڑا کردار ان امریکی عوام کے سروے نے کیا ہے جو بتاتے پائے جاتے تھے کہ ڈونلڈ ٹرمپ کی مقبولیت کتنی کم ہو گئی ہے۔ یہ دوسرا بڑا فیکٹر ہے کہ ایسے سروے کرنے والے اداروں کی ساکھ اس حد تک ٹھوس ہے کہ ان کے جاری کردہ نتائج پالیسی سازوں کے ذہنوں کو متاثر کرتے ہیں اور وہ اپنے فیصلے واپس لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں، جبکہ ایران کے عوام کی جانب سے جس بے مثال جذبے کا مظاہرہ کیا گیا اور جس بہادری کے ساتھ انہوں نے اپنے پیاروں کو کھونے کا غم سہا ہے، وہ امریکہ ایران جنگ کے خاتمے کا تیسرا بڑا سبب بن کر سامنے آیا ہے۔ ایرانی عوام جس انداز میں تن کر کھڑے ہو گئے اور وہاں موجود رجیم مخالف طبقہ بھی خاموشی اختیار کر گیا، وہ ڈونلڈ ٹرمپ اور نیتن یاہو کے لئے ایک بھیانک خواب تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آیت اللہ علی خامنہ ای کی شہادت کے بعد ایران میں جس بڑے پیمانے پر بغاوت پر ٹرمپ نے تکیہ لگایا ہوا تھا، وہ اندازہ غلط ثابت ہوا۔ ایرانی رجیم نے نہ صرف اندرونی شورش پر قابو پایا بلکہ آیت اللہ علی خامنہ ای کی شہادت نے پوری ایرانی قوم کو یک جان کر دیا۔ سینئر تجزیہ کاروں کا یہ تجزیہ بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے کہ آیت اللہ علی خامنہ ای کو معلوم تھا کہ امریکہ اور صیہونی ان کے پیچھے آ رہے ہیں، ان کا تعاقب کر رہے ہیں۔ یہ جانتے ہوئے بھی انہوں نے ایک بڑا فیصلہ کیا کہ انہوں نے اپنی جان دینے کا فیصلہ کیا، شہادت کا درجہ پانے کے لئے اپنی جان کو پیش کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ ان کی شہادت ایرانی قوم کو جوڑ دے گی۔ ان کی شہادت کے بعد چشم فلک نے دیکھا کہ ایرانی قوم سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑی ہو گئی اور

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے ایرانی عوام کو شہ دینے والے بیانات ریت کا پہاڑ ثابت ہوئے اور ایرانی عوام نے اپنی صدیوں پرانی تہذیب کے ساتھ کھڑے ہونے کو ترجیح دی۔ اس جنگ کی اگر کوئی بڑی کامیابی ہے تو یہی ہے کہ ایرانی قوم نے آج کی گلوبل ورلڈ میں اپنے تہذیبی ورثے کی حفاظت کر دکھائی۔ اب جبکہ یورپی یونین ایسے تجربوں سے سرحدوں کا تاثر منفی ہو رہا ہے اور فری اکانومی کے تصور کے تحت لوگ مذہب، رنگ، نسل اور قومیت کے فرق کو مٹا کر گلوبل پرسن بنتے جا رہے ہیں، ایسے میں ایک عظیم رہنما نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے پورے تصور کا ناس مار کر رکھ دیا۔ ایران کے خلاف جنگ میں امریکہ کو پہلے دن سے منہ کی کھانی پڑی جب اس کی بمباری کے اولین شکاروں میں ایک سکول کی بچیاں بنی تھیں، تبھی سے امریکہ کو لینے کے دینے پڑ گئے تھے، اس کے بعد آیت اللہ علی خامنہ ای کی شہادت اور پھر ایران کی جانب سے آبنائے ہرمز کی ناکہ بندی نے تو جنگ کا پانسہ ہی پلٹ دیا تھا۔ کہنے والے اسے ایٹمی ہتھیار سے بڑا ہتھیار کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اس ایک اقدام سے دنیا بھر میں تیل کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کی وہ کشمکش شروع ہوئی کہ ڈونلڈ ٹرمپ کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ اس اعتبار سے کہا جا سکتا ہے کہ امریکی اور اسرائیلی انسانی جانوں کو لینے کے عزائم کے برعکس ایران نے دنیا کی معاشی ناکہ بندی کر کے ایک بڑی چال چلی جس سے امریکہ کی سپر پاور والی حیثیت چیلنج ہو کر رہ گئی اور دنیا بھر سے امریکہ کے جنگ شروع کرنے کے خلاف آوازیں اٹھنے لگیں۔ اس سے قبل جب ایران نے خطے میں موجود امریکی اڈوں کو نشانہ بنانا شروع کیا تو بھی امریکہ اور اس کی حلیف خلیجی ریاستیں بوکھلا گئیں کہ اس جنگ کو محدود کس طرح رکھا جائے۔ اس صورت حال میں پاکستان کی سیاسی و عسکری قیادت کی جانب سے جس فقید المثال سفارت کاری کا آغاز ہوا اور پھر امریکہ سمیت ساری دنیا نے اپنے سارے انڈے پاکستانی ٹوکری میں رکھے تو اللہ نے وطن عزیز کو اس عزت اور مقام سے نوازا کہ آج دنیا ہمارا دشمن بھارت اپنے منہ پر تھپڑ مارتا نظر آ رہا ہے جبکہ امریکہ اور ایران سمیت باقی کی دنیا پاکستان کے گن گا رہی ہے۔ احسان مالک، الحمد للہ، یا اللہ تیرا شکر! امریکہ ایران جنگ کا اثر ہر کسی نے محسوس کیا تھا اور اب اس کے خاتمے کے اعلان نے سب پر ایک خوش کن تاثر چھوڑا ہے۔ خاص طور پر عالمی منڈی میں تیل کی قیمتوں میں کمی سے سبھی سکھ کا سانس لے رہے ہیں۔ یوں بھی یہ جنگوں کا زمانہ نہیں رہا ہے اور نہ ہی جنگجوؤں کا زمانہ رہا ہے، ایسے عزائم رکھنے والے لیڈروں کے اپنے عوام ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ جمہوریت کا سب سے بڑا فائدہ یہی ہے کہ لوگوں کو اپنی رائے کے اظہار کا موقع ملا ہے اور ایک اجتماعی تاثر جب یکجا ہو کر سڑکوں پر نکلتا ہے تو دنیا بھر کو ایک پیغام جاتا ہے کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور اس سے بھی پہلے اس ملک کے پالیسی سازوں کو پیغام جاتا ہے کہ ان کے عوام کیا چاہتے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ سوشل میڈیا پر ایسی کمپین کا آغاز ہو جاتا تھا

عوام اور حالات کے درمیان جنگ بندی کب ہوگی

فرحت عباس شاہ

ایران اور امریکہ کے درمیان جنگ بندی یا ممکنہ صلح کی خبروں نے دنیا بھر میں ایک اطمینان کی لہر دوڑا دی ہے۔ عالمی منڈیوں نے سکون کا سانس لیا، تیل کی قیمتوں میں بے یقینی کم ہوئی، سرمایہ کاروں کے خدشات گھٹے اور عام لوگوں نے یہ امید باندھی کہ شاید ایک اور تباہ کن جنگ ٹل گئی ہے۔ جنگ صرف بارود اور گولیوں کا نام نہیں ہوتی بلکہ یہ معیشتوں کو کھا جاتی ہے، خوابوں کو جلا دیتی ہے اور نسلوں کے مستقبل کو داو? پر لگا دیتی ہے۔ اسی لیے جب دو بڑے حریف ممالک کشیدگی کم کرنے کی طرف بڑھتے ہیں تو پوری دنیا اسے خوش ا?ئند قرار دیتی ہے۔ لیکن اس عالمی سکون کے پس منظر میں پاکستان کے عوام کا ایک سوال مسلسل گونج رہا ہے کہ دنیا نے تو سکھ کا سانس لے لیا، پاکستان کے عوام کو سکھ کا سانس کب نصیب ہوگا؟ پاکستان کا مسئلہ یہ نہیں کہ اس کے گرد جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہاں عام ا?دمی روزمرہ زندگی کی ایسی جنگ لڑ رہا ہے جس کا کوئی واضح اختتام دکھائی نہیں دیتا۔ مہنگائی، بے روزگاری، بجلی اور گیس کے بڑھتے ہوئے بل، کم ہوتی ہوئی ا?مدنی، تعلیم اور صحت کی گرتی ہوئی سہولتیں، سیاسی عدم استحکام اور سماجی بے یقینی نے عوام کو ذہنی اور معاشی دباو? کے ایک ایسے حصار میں قید کر رکھا ہے جہاں سکون ایک خواب بنتا جا رہا ہے۔ ایک مزدور، ایک کسان، ایک دکاندار، ایک سرکاری ملازم اور ایک نوجوان گریجویٹ سب اپنے اپنے انداز میں اسی سوال کا جواب ڈھونڈ رہے ہیں کہ ان کی زندگیوں میں استحکام کب ا?ئے گا۔ دنیا کی بڑی طاقتیں جب جنگ بندی کرتی ہیں تو وہ اپنے قومی مفادات کو سامنے رکھتی ہیں۔ پاکستان کو بھی اب اپنے اصل قومی مفاد کی طرف لوٹنا ہوگا، اور وہ مفاد عوام کی فلاح ہے۔ اگر سیاسی جماعتیں اقتدار کی جنگ کے بجائے عوامی مسائل کے حل پر متفق ہو جائیں، اگر ریاستی ادارے ترقی اور استحکام کے مشترکہ ایجنڈے پر یکسو ہو جائیں، اگر معیشت کو سیاسی مہم جوئیوں سے محفوظ کر کے طویل المدتی منصوبہ بندی کی جائے، اگر تعلیم، صحت اور روزگار کو ترجیح دی جائے تو پاکستان کے عوام بھی سکھ کا سانس لے سکتے ہیں۔ قوموں کی خوشحالی صرف سرحدوں پر امن سے نہیں بلکہ گھروں کے اندر اطمینان سے پیدا ہوتی ہے۔ پاکستانی عوام کو کسی معجزے کا انتظار نہیں۔ انہیں صرف ایک ایسا نظام چاہیے جو ان کی محنت کا صلہ دے، ان کے بچوں کے مستقبل کو محفوظ بنائے اور انہیں روزانہ یہ خوف نہ ہو کہ کل کی زندگی ا?ج سے زیادہ مشکل ہوگی۔ ایران اور امریکہ کی صلح اگر دنیا کے لیے خوشخبری ہے تو پاکستان کے لیے یہ ایک یاددہانی بھی ہے کہ سب سے اہم جنگ وہ ہے جو غربت، ناانصافی، بدانتظامی اور مایوسی کے خلاف لڑی جاتی ہے۔ جس دن پاکستان میں عوام کو معاشی تحفظ، سیاسی استحکام اور سماجی انصاف مل جائے گا

اسلام: امن، عدل، حکمت اور بھلائی کا درس

خالد بیگ

قرآن مجید اور سنتِ رسول کا مطالعہ یہ حقیقت واضح کرتا ہے کہ اسلام کی بنیاد اصلاح، خیر خواہی اور معاشرتی استحکام پر قائم ہے۔ بدقسمتی سے بعض عناصر دین کے نام پر تشدد، عسکریت اور مسلح جدوجہد کو اسلام کی خدمت قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ ان کا طرزِ عمل اسلامی تعلیمات، ریاستی نظم اور قومی مفاد کے سراسر خلاف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عسکریت اسلام کی اصلاح نہیں بلکہ ایک ایسا فساد ہے جو نہ صرف معاشرے میں انتشار پیدا کرتا ہے بلکہ دشمن قوتوں کے ایجنڈوں کو بھی تقویت دیتا ہے۔ اسلام کا بنیادی مقصد انسانوں کی فلاح، معاشرے میں عدل کا قیام اور اخلاقی اصلاح ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاو۔ (الاعراف: 56) یہ ایت واضح کرتی ہے کہ جہاں امن اور نظم قائم ہو چکا ہو وہاں انتشار، خونریزی اور بدامنی پیدا کرنا فساد کے زمرے میں اتا ہے۔ اسلام ہر اس عمل کی مذمت کرتا ہے جو انسانی جانوں، املاک اور معاشرتی استحکام کو نقصان پہنچائے۔ رسول اکرم کی پوری زندگی اصلاح، صبر، حکمت اور اعلیٰ اخلاق کا نمونہ ہے۔ اپ نے مکہ مکرمہ میں تیرہ سال تک سخت ترین مظالم برداشت کیے لیکن کبھی انتشار یا اندھی خونریزی کا راستہ اختیار نہیں کیا۔ اپ نے لوگوں کے دل جیت کر، اخلاقی برتری کے ذریعے اور عدل و انصاف کے ذریعے اسلام کو پھیلایا۔ یہی اسلامی دعوت اور اصلاح کا اصل راستہ ہے۔ جبکہ عسکریت پسند گروہ اکثر اپنے اقدامات کو دینی رنگ دینے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن ان کے نتائج پر نظر ڈالی جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ ان کے اعمال سے سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں کو پہنچتا ہے۔ مساجد، بازار، تعلیمی ادارے، عوامی مقامات اور سکیورٹی فورسز ان کے حملوں کا نشانہ بنتے ہیں۔ اس سے انسانی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے، معاشرہ خوف و ہراس کا شکار ہوتا ہے اور ریاستی ادارے کمزور ہوتے ہیں۔ اسلام میں کسی بے گناہ انسان کا قتل پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے: جس نے کسی ایک جان کو ناحق قتل کیا گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کیا۔ (المائدہ: 32) لہٰذا وہ تمام سرگرمیاں جو معصوم جانوں کے ضیاع، خوف اور عدم استحکام کا باعث بنتی ہیں، اسلامی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر قائم ہوا اور جس کے ائین میں واضح طور پر اسلام کو ریاستی مذہب قرار دیا گیا ہے۔ ائین پاکستان اس امر کی ضمانت دیتا ہے کہ کوئی قانون قران و سنت کے خلاف نہیں بنایا جا سکتا۔ اسلامی نظریاتی کونسل اور دیگر ائینی ادارے بھی اسی مقصد کے لیے قائم کیے گئے ہیں۔ جب ایک ریاست اپنے ائینی ڈھانچے میں اسلام کو بنیادی حیثیت دے چکی ہو تو اس کے خلاف اسلحہ اٹھانا نہ صرف غیر قانونی بلکہ غیر شرعی بھی ہے۔ اسلامی فقہ میں نظمِ اجتماعی اور ریاستی استحکام کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ علما کرام نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا ہے کہ معاشرتی اصلاح کا راستہ علم، دعوت اور قانونی ذرائع ہیں، نہ کہ مسلح تصادم اور تشدد۔ پاکستان میں سرگرم عسکریت پسند تنظیموں کے اقدامات کا سب سے بڑا فائدہ پاکستان کے دشمنوں کو پہنچتا ہے۔ جب دہشت گردی کے واقعات رونما ہوتے ہیں تو ملک کی معیشت متاثر ہوتی ہے، سرمایہ کاری کم ہوتی ہے، سیاحت کو نقصان پہنچتا ہے اور عالمی سطح پر پاکستان کا تشخص متاثر ہوتا ہے۔ دشمن قوتیں ہمیشہ ایسے حالات پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہیں جن سے ریاست کمزور ہو، عوام تقسیم ہوں اور قومی یکجہتی متاثر ہو۔ عسکریت پسند عناصر دانستہ یا نادانستہ طور پر انہی مقاصد کو پورا کرتے ہیں۔ ان کی کارروائیوں سے نہ صرف پاکستان کو نقصان پہنچتا ہے بلکہ اسلام کا عالمی تشخص بھی متاثر ہوتا ہے، کیونکہ بعض حلقے اسلام کو غلط طور پر تشدد کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پاکستان کے جید علما، مفتیانِ کرام اور دینی اداروں نے متفقہ طور پر "پیغام پاکستان" کے عنوان سے ایک تاریخی فتویٰ جاری کیا۔ اس دستاویز میں واضح کیا گیا کہ ریاست کے خلاف مسلح کارروائیاں، دہشت گردی، خودکش حملے اور انتہا پسندی اسلامی تعلیمات کے منافی ہیں۔ اس متفقہ فتویٰ نے یہ حقیقت اشکار کی کہ اسلام کسی فرد یا گروہ کو اپنی مرضی سے طاقت استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ طاقت کے استعمال کا اختیار صرف ریاست کے پاس ہوتا ہے، اور یہی اصول معاشرتی نظم و استحکام کی ضمانت بنتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عسکریت صرف سکیورٹی کا مسئلہ نہیں بلکہ معاشی تباہی کا سبب بھی بنتی ہے۔ جب کسی ملک میں بدامنی پھیلتی ہے تو سرمایہ کار اپنا سرمایہ نکال لیتے ہیں، صنعتیں متاثر ہوتی ہیں اور روزگار کے مواقع کم ہو جاتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں غربت، بے روزگاری اور سماجی مسائل میں اضافہ ہوتا ہے۔ پاکستان نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ہزاروں جانوں کی قربانی دی اور اربوں ڈالر کا معاشی نقصان برداشت کیا۔ اگر یہ وسائل تعلیم، صحت، انفراسٹرکچر اور ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوتے تو ملک کہیں زیادہ ترقی کر سکتا تھا۔ اس لیے عسکریت درحقیقت قومی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹوں میں سے ایک ہے۔ عسکریت پسند گروہ اکثر نوجوانوں کو جذباتی نعروں اور مذہبی جذبات کے ذریعے متاثر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اسلام کے چند تصورات کو سیاق و سباق سے ہٹا کر پیش کرتے ہیں اور نوجوانوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ تشدد ہی تبدیلی کا راستہ ہے۔ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اسلام علم، تحقیق، صبر اور کردار سازی پر زور دیتا ہے۔ مسلم تاریخ کے عظیم علما، مصلحین اور قائدین نے معاشروں کو تعلیم، اخلاق اور فکری رہنمائی کے ذریعے تبدیل کیا۔ نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی توانائیاں تعلیم، تحقیق، قومی خدمت اور مثبت سرگرمیوں میں صرف کریں، کیونکہ یہی اسلام اور پاکستان دونوں کی خدمت کا بہترین راستہ ہے۔ کسی بھی قوم کی طاقت اس کے اتحاد میں پوشیدہ ہوتی ہے۔

جنرل ضیاء الحق کا تاریخ ساز دورہ تھائی لینڈ!

احمد خان

اسلام آباد سے پانچ گھنٹے کے قدرے تھکا دینے والے فضائی سفر کے بعد پاکستان انٹرنیشنل ایئرلائنز کے بوئنگ طیارے سے اتر کر ہم بنکاک کے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر کھڑے تھے۔ فضاء میں توپوں کی گھن گرج سے ماحول میں ارتعاش پیدا تھا۔ تھائی لینڈ کے بادشاہ بھومی پھول عادولیا دیج صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کا سرخ بنات کے فرش پر پرتپاک انداز میں استقبال کر رہے تھے اگرچہ اس روز 21 اکتوبر 7 کا روز تھا۔ سہ پہر کو بنکاک کے ہوائی اڈے میں سورج کی کرنیں نیزے کی انی کی طرح جسم میں چنگاریاں پیدا کر رہی تھیں۔ صدر مملکت جنرل ضیاء الحق تھائی لینڈ کے چار روزہ سرکاری دورے کی بسم اللہ کر رہے تھے۔ وفد میں شامل سرکاری اور غیر سرکاری ارکان کی تعداد 60 کے لگ بھگ تھی۔ پاکستان کے کسی سربراہ کا یہ پہلا دورہ تھائی لینڈ تھا۔ تھائی لینڈ کا کل رقبہ 514000 مربع کلومیٹر ہے۔ جنوبی ایشیاء میں اس ملک کی افادیت اور اہمیت مسلمہ ہے اس "وقت" اس کی آبادی سوا پانچ کروڑ تھی، ظاہر ہے اس میں بھی اضافہ ہو رہا ہوگا۔ تھائی ملک کی قومی اور سرکاری زبان ہے اس کی پارلیمنٹ، عدلیہ، انتظامیہ اور دیگر تمام اداروں میں تھائی زبان کا راج ہے۔ انگریزی کو اگرچہ اس ملک میں قانونی حیثیت حاصل ہے مگر چیدہ چیدہ سرکاری دفاتر اور اعلیٰ کاروباری سطح ہی پر زندہ رکھا جاتا ہے۔ بنکاک میں سڑکوں کے نام ان کی تختیاں دکانوں، کاروباری اداروں، سرکاری اور نیم سرکاری دفاتر کے نام تھائی زبان ہی میں لکھے ملتے ہیں۔ بہرحال 22 اکتوبر کو صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کو بنکاک میں واقع تھائی لینڈ کی سب سے پہلی اور قدیم یونیورسٹی چولانگ کورن میں، یونیورسٹی کی ڈاکٹر آف لٹریچر کی اعزازی ڈگری دی گئی۔ اس موقع پر یونیورسٹی کے شعبہ آرٹ اینڈ کلچر کی خاتون پروفیسر نے گفتگو کرتے 8 9 1 ہوئے کہا کہ تھائی لینڈ میں تعلیم کو قومی سلامتی، ترقی اور خوشحالی کا ذریعہ سمجھ کر اہمیت دی جاتی ہے۔ تھائی لینڈ کے دارالحکومت بنکاک میں جنرل ضیاء الحق صدر پاکستان کے دورے کے دوران سرکاری غیر سرکاری جو قریباً پونے دو درجن تقاریر ہوئیں ان میں جس چیز نے پاکستانی تشخص کو اجاگر کیا وہ پاکستانی وفد کے سبھی ارکان کا قومی لباس شلوار قمیض اور شیروانی یا واسکٹ تھا اور اس حقیقت کا بلاخوف تردید یہ اعتراف کیا جا سکتا ہے کہ قومی تاریخ اس کی روایت کا شرف صرف اور صرف صدر جنرل ضیاء الحق کو حاصل ہوا یقیناً ہم ایسے گنہگار پرستاران توحید کے لئے یہ بات کس قدر فخر و انبساط کی دولت لئے ہوئے ہے کہ جب بنکاک ایسی فضاؤں میں پاکستان تھائی لینڈ ایسوسی ایشن کی طرف سے ہلٹن ہوٹل کے وسیع و عریض خوبصورت ہال میں صدر جنرل ضیاء الحق کے اعزاز میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا اور اس تقریب میں تھائی سمیت اس کے گرد و نواح کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی بڑی تعداد آئی ہوئی تھی وہ صرف پاکستان کے صدر کو دیکھنے اور ان کی تقریر سننے کے لئے آئے تھے اس کا اظہار اکثر نے بات چیت کرتے ہوئے کیا اس تقریب کی خاص اور تاریخ ساز بات یہ ہوئی کہ بنکاک میں یہ پہلا ایسا عظیم الشان اجتماع تھا جس کی کارروائی صدر جنرل ضیاء الحق کے واضح احکامات پر پاکستان کی قومی زبان اردو میں ہوئی اور جس کا آغاز سید المرسلین آقائے تاجدار حضرت محمد مصطفیٰ کے حضور نذرانہ عقیدت کے لئے نعت شریف سے ہوا۔ نعت شریف تلاوت قرآن مجید کے بعد قاری خوشی محمد نے پیش کی تھی۔ اس تقریب میں خواتین کی بھی بڑی تعداد شریک تھی۔ صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے روایتوں کو ایک طرف رکھ کر صدر تقریب کے ساتھ ساتھ سٹیج سیکرٹری کے فرائض بھی بلاتکلف سنبھال لئے۔ سٹیج سیکرٹری نے سپاسنامہ پڑھنے کے بعد صدر پاکستان کو دعوت خطاب دی۔ تقریب میں پاکستانی لباس شلوار قمیض اور دوپٹہ سے عبارت زرق برق لباس میں ملبوس مسلمان خواتین کی بڑی تعداد بھی شریک تھی۔ یوں لگا جیسے اس اجنبی شہر میں صدر مملکت نے مسلمان بہن بھائیوں کی بڑی تعداد کو اپنے پاس پایا تو انہوں نے اس نوع کے استقبالیہ کی تمام روایتوں سے ہاتھ کھینچ کر اپنی قومی روایتوں سے ہم آہنگ طور طریقوں کو بلا جھجک اپنائے ہوئے مائیک سنبھالتے ہی کہا "نو بجنے میں پانچ منٹ ہیں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت سی نظریں کھانے کی میزوں کی طرف اٹھ رہی ہیں، مگر میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی آئے ہوئے، ان میں وفاقی وزراء مسٹر نثار محمد خان، ابراہیم بلوچ، زین نورانی، سینیٹر سلیم سیف اللہ، جناب مصطفیٰ صادق، شیخ رشید صدر پاکستان تھائی لینڈ ایسوسی ایشن کراچی اور سردار عتیق احمد خان بھی شامل ہیں، میں ان سے کہوں گا کہ ایک ایک منٹ کے لئے خطاب کریں، سو فیصد تھائی زبان بولنے والے ملک میں اپنی قومی زبان میں اظہار مدعا کرنے پر صدر پاکستان کے لئے تقریب کے شرکاء نے کھڑے ہوئے جو تالیاں بجائیں اس سے ہال تادیر گونجتا رہا جب انہوں نے یہ کہا کہ داڑھی کے لحاظ سے پاکستان سے آنے والے صحافیوں میں جناب مصطفیٰ صادق صاحب سینئر ہیں وہ بھی کچھ کہیں گے۔ اس کے بعد تو گویا سٹیج کا پورا کنٹرول صدر مملکت کے ہاتھ میں تھا۔ وزراء کے اظہار خیال کے بعد جب روزنامہ "وفاق" کے مدیر اعلیٰ جناب مصطفیٰ صادق کا نام صدر مملکت نے پکارا تو انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، آتے ہی کہا کہ صدر مملکت کے سٹیج سیکرٹری بننے کا سب سے بڑا فائدہ انہیں پہنچا ہے کیونکہ انہیں صدر مملکت کو اس سٹیج کے ذریعے وہ بات کہنے کا مناسب موقع مل گیا جسے وہ غالباً کئی ہفتوں سے منہ میں دبائے بیٹھے تھے۔ وہ ایسوسی ایشن کو اپنا وہ کتاب بھیجیں گے جو نفاذ اسلام کے سلسلے میں صدر مملکت سے کئے گئے ان کے خصوصی انٹرویوز پر مشتمل ہے یہ کتاب مرتب ہو کر صدر مملکت کے متعلقہ شعبے میں بھیجی جا چکی ہے

حرف سے کونپلیں نکل ائیں

بلقیس ریاض

نذیر قیصر بہت ہی سادہ اور دھیمے لہجے سے بات کرنے والے شاعر ہیں اور احساس کی دولت سے مالا مال ہیں۔ شاعری کا انداز نہایت ہی انوکھا ہے اور دوسرے شاعروں سے مختلف ہے۔ نذیر قیصر کی نئی کتاب "حرف سے کونپلیں نکل ائیں" کا جب میں نے مطالعہ کیا تو بے حد متاثر ہوئی۔ حرف محض اوازوں اور علامتوں کا مجموعہ نہیں ہوتے بلکہ جب کسی حساس اور صاحب فکر قلم کار کے ہاتھ میں اتے ہیں تو زندگی، شعور اور جمالیات کے نئے جہان اباد کرتے ہیں۔ نذیر قیصر کی کتاب "حرف سے کونپلیں نکل ائیں" اسی تخلیقی معجزے کی ایک دلکش مثال ہے۔ کتاب کا عنوان ہی اپنے اندر ایک بھرپور استعاراتی جہان سموئے ہوئے ہے۔ گویا لفظ بیج ہیں اور ان سے پھوٹنے والی کونپلیں احساس، اگہی، محبت اور امید کی علامت ہیں۔ حرف جب دل کی زمین پر اترنے لگتے ہیں خشک موسم میں بھی گلزار سنورنے لگتے ہیں نذیر قیصر کی تحریروں کا بنیادی وصف ان کی انسان دوستی، فکری گہرائی اور جمالیاتی شعور ہے۔ وہ زندگی کے عام تجربات میں بھی غیر معمولی معنویت تلاش کر لیتے ہیں۔ ان کے ہاں لفظ محض اظہار کا وسیلہ نہیں بلکہ قاری کے باطن تک رسائی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب کا مطالعہ قاری کو ایک فکری اور روحانی سفر پر لے جاتا ہے۔ کتاب میں شامل تحریریں انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہیں۔ کہیں محبت اپنی پوری لطافت کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ کہیں سماجی رویوں کا باریک بینی سے مشاہدہ کیا گیا ہے اور کہیں انسانی وجود کے باطنی سوالات کو نہایت خوبصورتی سے موضوع بنایا گیا ہے۔ مصنف نہ تو وعظ کا انداز اختیار کرتے ہیں اور نہ ہی پیچیدہ فلسفیانہ اصطلاحات کا سہارا لیتے ہیں بلکہ سادہ مگر بامعنی اسلوب میں گہری بات کہہ جاتے ہیں۔ لفظ اگر سچ کی حرارت سے منور ہوں تو سنگ دل لوگ بھی احساس سے بھرنے لگتے ہیں۔ اس کتاب کی ایک اہم خصوصیت اس کی زبان ہے۔ نذیر قیصر کی نثر شعریت سے قریب تر محسوس ہوتی ہے۔ ان کے جملوں میں روانی، لطافت اور موسیقیت موجود ہے جو قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔

پنجاب کے وزیر تعلیم اور اساتذہ کے تحفظات

نسیم شاہد

پروفیسر ڈاکٹر شائلہ حسین ایک معروف شاعرہ، لکھاری اور دانشور ہیں۔ لاہور کے ایک بڑے سرکاری کالج میں اردو پڑھاتی ہیں۔ براڈکاسٹنگ اور صحافت کا بھی گہرا تجربہ ہے۔ جرائت مندانہ انداز سے سوچتی ہیں۔ خواتین کے حقوق پر بھی چپ نہیں رہتیں۔ وہ ایک چھوٹے شہر میں پلی بڑھیں۔ آج بھی ان کے والدین اسی دیہی پس منظر سے جڑے ہوئے ہیں، لیکن ڈاکٹر شائلہ حسین نے ہمت کی، محنت کا دامن پکڑا۔ اعلیٰ تعلیم کے مدارج ملتان میں طے کئے۔ پی ایچ ڈی کی ڈگری لی، ریڈیو ٹی وی پر کام کیا۔ پھر محکمہ تعلیم میں لیکچرر بنیں۔ اس شعبے میں بھی اپنا سکہ جمایا، بولتی ہیں اور خوب بولتی ہیں۔ آرٹ اور کلچر کی دلدادہ ہیں۔ پنجابی سے انہیں عشق ہے اس کے لئے لاہور میں رہ کر کچھ نہ کچھ کرتی رہتی ہیں۔ کل مجھے ان کا ایک ایسا شہ پارہ دیکھنے کا موقع ملا کہ میں چونک گیا۔ یہ اس دھرتی پر اب کیسے کیسے اذیت کے سامان ہو رہے ہیں اور ہو بھی ان کی طرف سے رہے ہیں جو رہنما کہلاتے ہیں۔ پہلے ان کا مخطوطہ ملاحظہ فرمائیں۔ ہمارے وزیر تعلیم پنجاب رانا سکندر حیات مسلسل علم والوں کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ پتہ نہیں وہ اپنے زمانہ طالب علمی کا بدلہ تمام اساتذہ کرام سے لے رہے ہیں اگر جناب خود کم تعلیم یافتہ رہ گئے ہیں اور ہماری بری قسمت کے صدقے ہم پر مسلط ہو ہی گئے ہیں تو ذرا دھیرج چلیں۔ وہ پی ایچ ڈی والوں کی تقریب میں پی ایچ ڈی کئے ہوؤں کی بے عزتی سے بھی نہیں کتراتے۔ اساتذہ کو انسان نہیں سمجھتے اور غریب کے بچے کو بھی اس قابل نہیں سمجھتے کہ وہ کم فیس کے ساتھ تعلیم حاصل کر سکے۔ نوکریاں اس حکومت نے رہنے نہیں دیں، ڈگریاں ویسے بے وقعت ہو گئی ہیں۔ کیسا زمانہ آ گیا ہے کہ اب معاشرے کے صاحبان علم کا ٹھٹھہ اڑاتے ہیں۔ ان کی قسمت کے فیصلے کرتے ہیں۔ میں شرطیہ کہتی ہوں کہ بہت کم سیاستدان اور حکمران اپنے ملک اور خطے کی تاریخ جانتے ہوں گے، انہیں یہ بھی نہیں پتہ ہوگا کہ یہ ابھی تک برٹش راج کی پالیسز کو ہی عوام پر لاگو کر رہے ہیں۔ ہم ابھی بھی انیسویں صدی کے آخر کا برصغیر ہیں۔ حکمران اور ان کے مصاحبین ہیں کم ذات ثابت کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہے۔ جلد ہی ہمارے اپنے اداروں کے باہر لکھا ہوگا کہ ایجوکیٹڈ پیپل اور سرکاری ملازمین آرٹ ناٹ الاؤڈ"۔ ایک ٹھنڈے مزاج اور نرم گفتار ڈاکٹر شائلہ حسین کے لہجے میں یہ تلخی دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔ کچھ تو ہوا ہے کہ ایسے نرم خو لوگ بھی صبر کا دامن چھوڑ رہے ہیں۔ میں انہی کالموں میں ایک بار لکھ چکا ہوں کہ پنجاب کے وزیر تعلیم ٹک ٹاک اور سوشل میڈیا پر خبر بننے کی خواہش میں پھسل جاتے ہیں۔ چند دن پہلے انہوں نے یہ درفنطنی چھوڑی تھی کہ پندرہ ہزار روپے ماہانہ تنخواہ لینے والے اساتذہ لاکھوں روپے تنخواہ لینے والوں سے اچھا پڑھاتے ہیں اس سے بڑا بیان کسی وزیر کے منہ سے اور کیا سرزد ہو سکتا ہے کہ جس صوبے میں کم سے کم اجرت چالیس ہزار روپے ہو، وہاں اساتذہ پندرہ ہزار روپے مہینہ پر پڑھا رہے ہوں اور وزیر اس عمل کی مذمت کرنے کی بجائے انہیں داد دے رہا ہو۔ رانا سکندر حیات کی اپنی تعلیم چونکہ گریجویشن ہے اور بلحاظ عہدہ اب صوبے کی یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز، کالجوں کے پرنسپلز، پی ایچ ڈی اساتذہ کے پاس ہیں، اس لئے انہیں یہ سب صاحبان علم اپنے سامنے قطار باندھے کھڑے نظر آتے ہیں تو وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ ان کی وزارت کے انمول ہیرے ہیں، ان کی قدر اور عزت کرنا ان کا پہلا فرض ہونا چاہیے نہ کہ وہ انہی کی کسی تقریب میں بیٹھ کے پی ایچ ڈی اساتذہ کو کم علم بلکہ پرائمری اساتذہ سے کم تر درجے کا ثابت کریں۔ ڈاکٹر شائلہ حسین نے تو اپنے جذبات کا اظہار اب کیا ہے، جبکہ میں کئی اساتذہ کی زبانی یہ سن چکا ہوں کہ رانا سکندر حیات میں وہ بردباری نہیں جو اس اعلیٰ منصب کا بنیادی تقاضا ہے۔ تعلیم کی وزارت باقی سب وزارتوں سے اس لئے مختلف ہوتی ہے کہ اس میں کارخانے یا مزدور نہیں ہوتے بلکہ معاشرے کا سب سے پڑھا لکھا اور ذہین طبقہ ہوتا ہے۔ پھر اس میں نوجوانوں کے مستقبل کی بات ہوتی ہے، ان کے سامنے رول ماڈل بننے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جن دنوں وزیر موصوف نے یہ بیان دیا کہ پندرہ ہزار روپے تنخواہ لینے والا ٹیچر لاکھوں روپے تنخواہیں لینے والوں سے اچھا پڑھاتا ہے۔ ان دنوں بہاء الدین ذکریا یونیورسٹی کے تین پروفیسر مجھے ملنے آئے۔ ان سے پرانا تعلق ہے اور تینوں اپنے شعبوں کے نامور اساتذہ ہیں۔ اس دن انہوں نے کہا اصولاً تو پنجاب کے تمام وائس چانسلروں کی طرف سے وزیر صاحب کے اس بیان کی مذمت کی جانی چاہیے تھی

حسینی دائرۃ المعارف

رابعہ رحمٰن

مختلف علمائے اہل سنت نے اپنے معروف راوی ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ اپنے فرزند حسین کا ہاتھ اپنے مبارک ہاتھوں میں لیتے اور انہیں اپنے پیروں اور سینے کے بل اٹھاتے اور فرماتے۔ خداوندا! میں اس کو دوست رکھتا ہوں اور ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس کو دوست رکھ اور دوست رکھ جو اس کو دوست رکھتا ہے۔ ظاہری امر ہے کہ پیغمبر کی طرف سے امام حسین سے اظہار محبت و جذبات کی سطح معمول کے جذباتی تعلقات کی سطح سے کہیں بڑھ کر تھی اور اس میں ایک گہری اور جاویدانہ حقیقت مضمر ہے اور پھر رسول اللہ نے ارشاد فرماتے ہیں کہ حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ یہ نکتہ اس حقیقت کی تائید کرتا ہے کہ امام حسین اپنے قیام کے ذریعے اپنے جد امجد کی امت کی اصلاح کا فریضہ ادا کیا اور حقیقی عزت و عظمت کو جو پیروانِ حق کے لیے مختص ہے، اسے یقینی بنا دیا اور حقیقی کامیابی کی راہ ہموار کر دی۔ رسول اکرم کو امام حسین سے ایک خاص محبت تھی جب کبھی اپ اصحاب کے درمیان تشریف فرما ہوتے تھے اور اسی اثناء میں امام حسین تشریف لاتے تھے تو اپ اپنے کلام کو روک دیتے تھے اپنی جگہ سے اٹھ کر اپ کا استقبال فرماتے، اپنے دوش پر بٹھاتے نیز اپنی اغوش مبارک میں لیتے اور فرماتے تھے جب بھی حسین حال سجدہ میں دوش رسول پر اجاتے تھے تو اپ سجدہ کو اتنا طولانی کر دیتے تھے کہ جب تک حسین اپنے اختیار سے اتر نہیں جاتے، اصحاب کرام اپ سے سجدہ کے طولانی ہونے کے بارے میں سوال کرتے تھے کہ یا رسول اللہ! کیا کوئی وحی نازل ہو رہی تھی؟ تو اپ فرماتے تھے نہیں بلکہ میرا فرزند حسین میری پشت پر سوار تھا۔ ایک روز رسول اسلام نے ایک بچہ کو گلی میں دیکھا تو اپ اس کے ساتھ عطوفت و مہربانی کے ساتھ پیش انے لگے، ایک شخص نے اپ سے عطوفت و مہربانی کا سبب پوچھا تو اپ نے فرمایا، یہ بچہ میرے حسین سے محبت کرتا ہے کیونکہ میں نے دیکھا کہ یہ حسین کی خاک پا کو اپنے ہاتھ میں لیتا تھا اور اپنے چہرہ پر ملتا تھا اور جبرائیل نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ کربلا میں حسین کے مددگاروں میں سے ہوگا

تعمیر وطن
Sports

''یہ ایک مخصوص سوچ ہے''، نعمان اعجاز کا شوبز کی کمائی کو حرام قرار دینے پر جواب

نعمان اعجاز کے اس جواب پر سوشل میڈیا پر مختلف آرا سامنے آئیں

لاہور (آئی این پی) سینئر اداکار نعمان اعجاز نے حال ہی میں [illegible]

کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ نعمان اعجاز نے ایک یوٹیوب ویڈیو میں اپنے دوست کی جانب سے بھیجا گیا ایک فکر انگیز پیغام شیئر کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی تخلیق میں بہت سی چیزوں کی پہچان فطری طور پر عطا کی ہے، گرم چیز کو ہاتھ سے محسوس کر لیتا ہے، سخت چیز کو دانت، کڑوی چیز کو زبان اور خراب چیز کو ناک فوراً پہچان لیتی ہے، لیکن حلال اور حرام کی تمیز انسان کے اپنے ضمیر اور انتخاب [illegible] کیوں نہیں بیچتے؟ اداکار کی اس بات کو سوشل میڈیا صارفین کی جانب سے سراہا گیا، تاہم ایک صارف نے ان سے سوال کیا کہ کیا ان کی اپنی شوبز سے حاصل ہونے والی کمائی حلال ہے یا حرام؟ اس پر نعمان اعجاز نے کہا کہ آپ کی سوچ ایک مخصوص قسم کی سوچ ہے، خوش رہیں بھائی اور کبھی اپنے اوپر بھی نظر ڈال لیا کریں۔ نعمان اعجاز کے اس جواب پر سوشل میڈیا پر مختلف آرا سامنے آئیں۔

فیفا ورلڈ کپ 2026 گروپ مرحلے کے پہلے راؤنڈ کے اختتام تک 75 گولز اسکور ہو چکے

میکسیکو سٹی (یو این پی) فیفا ورلڈ کپ 2026 کے گروپ مرحلے کے پہلے راؤنڈ کے اختتام تک مجموعی طور پر 75 گول اسکور کیے جا چکے ہیں، جس کے ساتھ فی میچ گول کی اوسط 3.1 تک پہنچ گئی ہے۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق 1958 کے بعد پہلی مرتبہ کسی ورلڈ کپ کے ابتدائی مرحلے میں فی میچ گولز کی اوسط اتنی زیادہ ریکارڈ کی گئی۔ اعداد و شمار کے مطابق پہلے 24 میچز میں 600 شاٹس لیے گئے جن میں سے 200 آن ٹارگٹ تھے۔ 24 میں سے 9 میچز ڈرا پر ختم ہوئے، جو ابتدائی مرحلے میں سخت مقابلے کو ظاہر کرتا ہے۔ پاسنگ کے شعبے میں اسپین اب تک سب سے آگے ہے، جس نے ایک میچ میں 811 پاسز کیے۔ مجموعی طور پر ٹورنامنٹ میں اب تک 22 ہزار 520 پاس اور 19 ہزار 264 کامیاب پاس ریکارڈ کیے جا چکے ہیں۔ جرمنی نے ایک میچ میں 7 گول اسکور کر کے اب تک کی سب سے بڑی فتح اپنے نام کی [illegible] ایک میچ میں 30 شاٹس لگا کر سب سے جارحانہ کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ [illegible] 42 کراسز اور 14 کارنرز کے ساتھ ان دونوں شعبوں میں ٹورنامنٹ کی نمایاں ٹیم رہی۔ ٹورنامنٹ میں اب تک 205 کارنرز، 72 آف سائیڈز، 52 یلو کارڈز اور صرف 3 ریڈ کارڈز ریکارڈ کیے گئے ہیں۔ انفرادی کارکردگیوں میں ارجنٹینا کے لیونل میسی 3 گولز کے ساتھ ابتدائی مرحلے کے مشترکہ ٹاپ اسکورر ہیں

پاکستان سے سیکیورٹی کلیئرنس مانگ لی، متعلقہ اداروں سے رابطہ کیا ہے، چوہدری یعقوب

اسلام آباد (آئی این پی) بھارتی والی بال ٹیم نے اسلام آباد میں آئندہ ماہ کھیلی جانے والی سینٹرل ایشین والی بال چیمپئن شپ میں شرکت کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے پاکستان سے سیکیورٹی گارنٹی مانگ لی۔ چیئرمین پاکستان والی بال فیڈریشن چوہدری محمد یعقوب کے مطابق بھارتی والی بال فیڈریشن نے باضابطہ طور پر پاکستان والی بال فیڈریشن سے رابطہ کرکے حکومتی سیکیورٹی کلیئرنس دینے کی درخواست کی ہے تاکہ بھارتی ٹیم پاکستان آنے کیلئے ویزوں کے حصول کیلئے بھارتی حکومت سے منظوری لے سکیں۔ چوہدری محمد یعقوب نے بتایا کہ بھارتی ٹیم کی جانب سے پاکستان آنے میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا گیا

گھانا: گول کیپر نے مبینہ طور پر مخالف کھلاڑی کو جان سے مار دیا، ویڈیو وائرل

اس دل دہلا دینے والے حادثے نے دنیا بھر کے فٹبال شائقین کو ہلا کر رکھ دیا ہے

گھانا (یو این پی) گھانا میں فٹبال میچ کے دوران ایک

افسوسناک واقعہ پیش آیا ہے جس نے کھیل سے وابستہ افراد کو غمزدہ کر دیا ہے۔ ایک مقامی میچ کے دوران نوجوان کھلاڑی مخالف ٹیم کے گول کیپر سے شدید ٹکر کے بعد جان کی بازی ہار گیا۔ اس دل دہلا دینے والے حادثے نے شائقین کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ عینی شاہدین کے مطابق کھیل کے دوران ہونے والی یہ ٹکر نہایت خطرناک تھی جس کے باعث کھلاڑی کو شدید چوٹیں آئیں۔ واقعے کی ویڈیو سوشل میڈیا پر تیزی سے پھیل گئی جسے دیکھ کر دنیا بھر کے فٹبال مداح افسردہ اور پریشان ہیں۔ اس واقعے پر عینی شاہدین اور سوشل میڈیا صارفین نے شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ واقعہ کھیل کے دوران غلطی سے پیش نہیں آیا بلکہ گول کیپر نے جان بوجھ کر مقتول کھلاڑی کو لات ماری۔ ویڈیو میں واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے کھلاڑی گیند لے کر گول کی جانب بڑھ رہا تھا کہ گول کیپر نے اسے روکنے کے لیے اچھل کر گردن پر لات ماری جو اس کی موت کا باعث بن گئی۔

روڈولفو آروابارینا دوسری بار بوکا جونیئرز کے ہیڈ کوچ مقرر

جہاں بوکا جونیئرز اپنے ہوم گراؤنڈ میں میدان میں اترے گا

بیونس آئرس (سی ایم لنکس) ارجنٹائن کے معروف فٹ بال کلب بوکا جونیئرز نے روڈولفو آروابارینا کو دوسری مرتبہ ٹیم کا ہیڈ کوچ مقرر کر دیا ہے۔ شہوا کے مطابق بوکا جونیئرز کلب کی جانب سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ 50 سالہ آروابارینا نے 31 دسمبر 2027 تک کا معاہدہ کر لیا ہے اور وہ فوری طور پر فرسٹ ٹیم کی ذمہ داریاں سنبھالیں گے۔ وہ کلاڈیو اوبیدا کی جگہ لیں گے، جنہیں رواں ماہ کوپا لیبرٹاڈورس کے گروپ مرحلے سے آگے نہ بڑھنے پر عہدے سے ہٹا دیا گیا تھا۔ آروابارینا اس سے قبل 2014 سے 2016 تک بوکا جونیئرز کے کوچ رہ چکے ہیں۔ ان کی قیادت میں ٹیم نے 75 میچز میں 47 فتوحات حاصل کیں، 13 میچز برابر رہے جبکہ 15 میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ بطور کھلاڑی بھی 1993 سے 2000 تک بوکا جونیئرز کی نمائندگی کر چکے ہیں اور کلب کی تاریخ کے اہم کھلاڑیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آروابارینا کے دوسرے دور کا پہلا میچ 23 جولائی کو اوہیگنز کے خلاف کوپا سوڈا امیریکانا میں کھیلا جائے گا، جہاں بوکا جونیئرز اپنے ہوم گراؤنڈ میں میدان میں اترے گا۔

ورلڈ کپ گولز کا ریکارڈ صرف ایک نمبر ہے، اور کچھ نہیں، میسی اگر کسی نے سوچا کہ یہ گروپ لیو کے بغیر بہتر ہے، آج یہ واضح ہو گیا کہ لیو سب سے اہم ہیں

بیونس آئرس (آئی این پی) ارجنٹائن کے مایہ ناز فٹ بالر لیونل میسی نے ورلڈ کپ کے مشترکہ آل ٹائم ٹاپ سکورر بننے کے بعد کہا ہے کہ آخرکار یہ صرف ایک شماریاتی بات ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ارجنٹائن کے سٹار فٹ بالر 38 سالہ کپتان لیونل میسی نے اپنے شاندار کیریئر میں ایک اور یادگار باب رقم کیا جب انہوں نے کینساس سٹی میں الجزائر کے خلاف 3-0 کی فتح میں شاندار ہیٹ ٹرک کی۔ میسی کی ہیٹ ٹرک، جو ورلڈ کپ میں ان کی پہلی تھی، نے انہیں جرمنی کے میروسلاو کلوزے کے ساتھ ٹورنامنٹ کی تاریخ کے سب سے زیادہ گول کرنے والے کھلاڑی کے طور پر کھڑا کر دیا، دونوں کے 16 گول ہیں، فہرست میں اگلے نمبر پر برازیل کے عظیم رونالڈو ہیں، جن کے 15 گول ہیں، اس کے بعد گیرڈ مولر اور موجودہ فرانس کے سٹار کیلیان ایمباپے ہیں۔ میسی نے کہا کہ اپنے خاندان، اپنے ساتھی کھلاڑیوں کے ساتھ اس لمحے کو انجوائے کرنا واقعی ایک خوبصورت احساس ہے، میں خوش ہوں، کلوزے یا دوسروں کے ساتھ کھڑا ہونا اعزاز ہے، رونالڈو بھی ہیں لیکن مجھے نہیں لگتا کہ اس کا کوئی مطلب ہے، ایمباپے بھی ہیں، جنہوں نے آج دو گول کیے (سینیگال کے خلاف 3-1 کی فتح میں)۔ آخر میں، یہ صرف ایک شماریاتی بات ہے اور کچھ نہیں۔ میسی کی گول کرنے کی تیز نظر ارجنٹائن کی امیدوں کے لیے نیک شگون ہے کہ وہ 1962 میں برازیل کے بعد پہلی ٹیم بنے جو مسلسل دو ورلڈ کپ جیتے۔ انہوں نے کہا کہ یہ سکواڈ بہت متحد اور مضبوط ہے، میں اچھا محسوس کر رہا ہوں، ہم خوش قسمت تھے کہ ایک مشکل میچ جیتا، پہلے میچ میں جیتنا اہم ہے، میں مداحوں کا شکرگزار ہوں

رونالڈو کبھی میسی نہیں بن سکتا، کپتانی سے استعفیٰ دے کر باہر بیٹھے، سابق انگلش فٹبالر

واضح رہے پرتگال کو اب اگلے میچ میں ازبکستان کے خلاف لازمی کامیابی درکار ہے تاکہ وہ اگلے مرحلے میں رسائی کی امید برقرار رکھ سکے

لندن (سی ایم لنکس) فیفا ورلڈ کپ 2026 کے پہلے میچ میں پرتگال کے اسٹار فٹبالر کرسٹیانو رونالڈو اپنی توقعات کے مطابق کارکردگی نہ دکھا سکے۔ ڈی

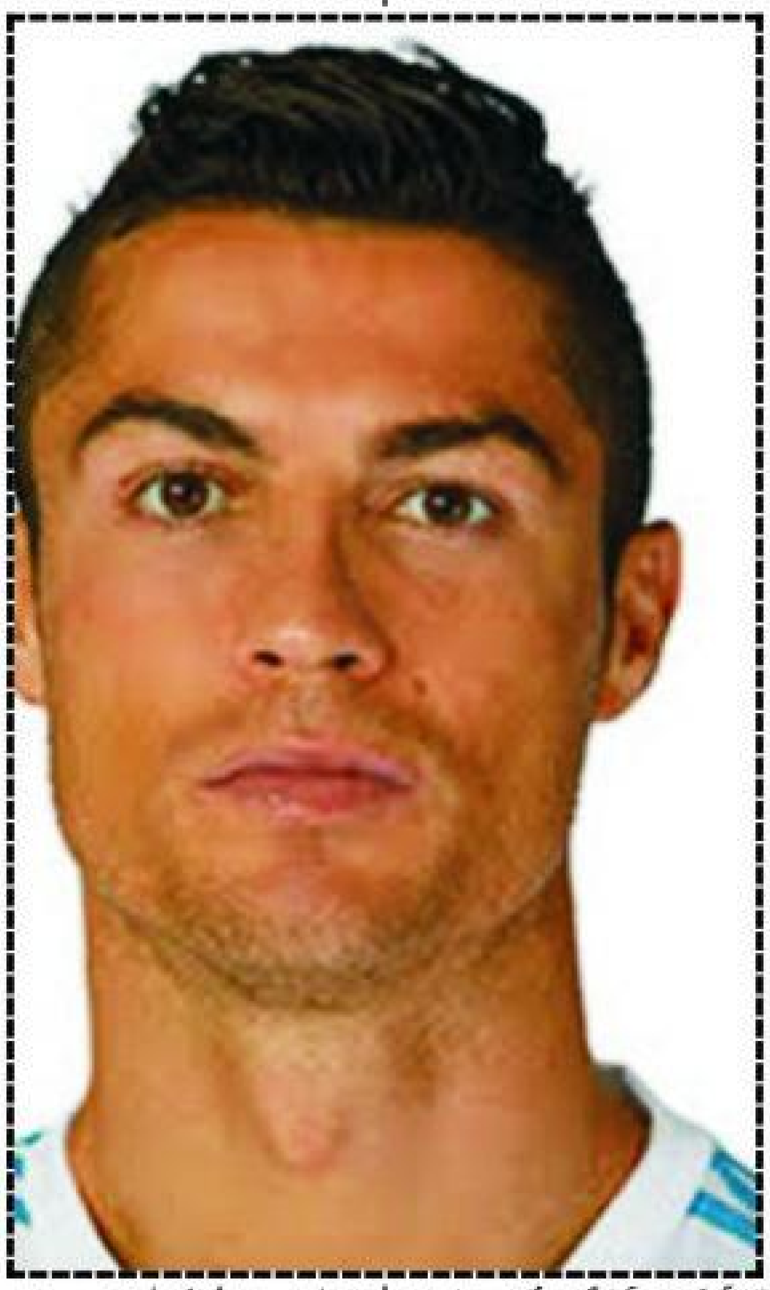

آر کانگو کے خلاف کھیلے گئے اس میچ میں مقابلہ 1-1 سے برابر رہا جس کے بعد تمام تر تنقید کا رخ 41 سالہ کپتان کی جانب ہو گیا۔ میچ میں پرتگال نے ابتدا میں برتری حاصل کی جب جواؤ نیویس نے گول اسکور کیا لیکن ٹیم اس برتری کو برقرار نہ رکھ سکی اور پہلے ہاف کے اختتام سے قبل یوآنے ویسا نے گول کر کے مقابلہ برابر کر دیا۔ رونالڈو نے پورے 90 منٹ میدان میں گزارے مگر نہ کوئی شاٹ آن ٹارگٹ لگا سکے اور نہ ہی کوئی نمایاں موقع پیدا کر سکے بلکہ وہ آسان مواقع بھی ضائع کر بیٹھے۔ سابق انگلش فٹبالر جے بوتھرویڈ نے سخت تنقید کرتے ہوئے کہا کہ رونالڈو کو اب ابتدائی لائن اپ کا حصہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ انہیں بطور سبسٹیٹیوٹ آخری لمحات میں استعمال کیا جانا چاہیے۔ ان کے مطابق موجودہ صورتحال میں رونالڈو ٹیم کے لیے فائدے سے زیادہ نقصان دہ ثابت ہو رہے ہیں۔ انہوں نے تنقید کرتے ہوئے کہا کہ رونالڈو کبھی میسی نہیں بن سکتے، انہیں اب کپتانی چھوڑ دینی چاہیے۔ دوسری جانب کوچ روبرٹو مارٹینز نے اپنے کپتان کا دفاع کرتے ہوئے کہا کہ ایسے وقت میں رونالڈو کو میدان سے باہر نکالنا درست فیصلہ نہیں ہوتا جب ٹیم کو گول کی ضرورت ہو۔ واضح رہے پرتگال کو اب اگلے میچ میں ازبکستان کے خلاف لازمی کامیابی درکار ہے تاکہ وہ اگلے مرحلے میں رسائی کی امید برقرار رکھ سکے۔

ویسٹ انڈیز ویمنز نے اسکاٹ لینڈ کو شکست دے دی

لیڈز (یو این پی) آئی سی سی ویمنز ٹی ٹوئنٹی ورلڈ کپ میں ویسٹ انڈیز نے اسکاٹ لینڈ کو 7 رنز سے شکست دے دی۔ لیڈز میں اسکاٹ لینڈ کے خلاف کھیلے گئے میچ میں پہلے ویسٹ انڈیز ویمن نے پہلے بیٹنگ کی اور مقررہ اوورز میں 6 وکٹ پر 153 رنز بنائے۔ اسٹیفنی ٹیلر نے جارحانہ انداز میں کھیلتے ہوئے 19 گیندوں پر 47 رنز چار چوکوں اور تین چھکوں کی مدد سے اسکور کیے جبکہ شمینی کیمبل نے 36 رنز کی اننگز کھیلی، اسکاٹ لینڈ کی جانب سے کیتھرین فریزر نے دو کھلاڑیوں کو آؤٹ کیا۔ اسکاٹش ٹیم پورے بیس اوورز میں 146 رنز بنا کر آؤٹ ہونے کے نتیجے میں سات رنز سے میچ ہار گئی

کینیڈا نے قطر کیخلاف بڑے مارجن سے پہلی فتح حاصل کرلی

وینکوور (یو این پی) فٹ بال ورلڈ کپ میں کینیڈا نے قطر کو چھ صفر کے بڑے مارجن سے شکست دے کر تین قیمتی پوائنٹس کے ساتھ میگا ایونٹ کی تاریخ کی پہلی فتح بھی حاصل کرلی، جوناتھن ڈیوڈ نے ہیٹ ٹرک اسکور کی۔ وینکوور میں کھیلے گئے میچ میں کینیڈا نے قطر کو آؤٹ کلاس کر دیا، میچ کے 78 فیصد حصے میں گیند کینیڈا کے کھلاڑیوں کے پاس رہی جس کا انہوں نے بھرپور فائدہ بھی اٹھایا۔ میزبان ٹیم نے پہلے ہاف میں تین گول بنائے، ان کی جانب سے اسکورنگ کا آغاز 16 ویں منٹ میں لارین نے کیا، 29 ویں اور پہلے ہاف کے انجری ٹائم میں جوناتھن ڈیوڈ نے گیند حریف ٹیم کے جال میں پہنچائی، وقفے پر مقابلہ تین صفر سے کینیڈا کے حق میں تھا۔ دوسرے ہاف میں بھی زیادہ تر کھیل قطر کے ڈی میں ہوا، 64 ویں منٹ میں سلیبہ نے گول کیا، 75 ویں منٹ میں قطر کے کھلاڑی منائی کی اپنی ہی غلطی سے گیند ان ہی کی ٹیم کے جال میں چلی گئی اور کینیڈا کا پانچواں گول ثابت ہوئی۔ کھیل کے دوسرے ہاف کے انجری ٹائم میں جوناتھن ڈیوڈ نے اپنی ہیٹ ٹرک اور کینیڈا کے لئے چھٹا گول اسکور کیا، میچ کا اختتام اسی اسکور پر ہوا۔ یہ ورلڈ کپ کی تاریخ میں کینیڈا کی پہلی فتح تھی جس کے ساتھ ہی انہوں نے تین قیمتی اور چار مجموعی پوائنٹس کے ساتھ گروپ بی میں سوئٹزرلینڈ سے بہتر گول اوسط کی بنیاد پر ٹاپ پوزیشن حاصل کرلی ہے۔

پاکستانی فین کا جان سینا سے اچھوتا سوال، ہال تالیوں سے گونج اٹھا، ویڈیو وائرل

تاہم وہ اب بھی دنیا بھر میں عوامی تقریبات اور مداحوں سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں

واشنگٹن (آئی این پی) امریکی ریسلنگ کے لیجنڈ اور ہالی ووڈ اداکار جان سینا کی ایک دلچسپ اور منفرد ویڈیو ان دنوں سوشل میڈیا پر شدید وائرل ہے، جس

میں انہوں نے ایک پاکستانی مداح کی جانب سے امریکی صدر بننے کے چونکا دینے والے سوال پر نہ صرف دلچسپ جواب دیا بلکہ پاکستان میں موجود اپنے کروڑوں چاہنے والوں کے لیے ایک خصوصی اور محبت بھرا پیغام بھی جاری کیا ہے۔ ٹک ٹاک سمیت دیگر سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر لاکھوں بار دیکھی جانے والی اس ویڈیو نے مداحوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کر رکھی ہے۔ تفصیل کے مطابق ایک بین الاقوامی تقریب کے دوران سوال و جواب کے سیشن میں پاکستان سے تعلق رکھنے والے نوجوان ابو ہریرہ خان نے جان سینا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

فیفا ورلڈ کپ، میکسیکو جنوبی کوریا کو شکست دے کر ناک آؤٹ مرحلے میں جانے والی پہلی ٹیم بن گئی

میکسیکو سٹی، وینکوور، لاس اینجلس، اٹلانٹا (آئی این پی) فیفا فٹ بال ورلڈ کپ 2026 میں گزشتہ روز کھیلے گئے میچز میں میکسیکو نے جنوبی کوریا کو شکست دے دی اور ناک آؤٹ مرحلے تک رسائی حاصل کرنے والی پہلی ٹیم بن گئی، کینیڈا نے قطر کو 6-0 سے شکست دے کر ایونٹ کی تاریخ کی پہلی فتح حاصل کرلی، سوئٹزر لینڈ نے بوسنیا کو 4-1 سے شکست دے کر اگلے راؤنڈ میں پہنچنے کی راہ ہموار کرلی، چیک ری پبلک اور جنوبی افریقہ کا میچ 1-1 گول سے برابر ہو گیا۔ میکسیکو اور جنوبی کوریا کے درمیان میچ میکسیکو کے شہر گواڈالاجارہ میں کھیلا گیا جہاں میزبان ٹیم نے جنوبی کوریا کو ایک صفر سے شکست دی۔ میکسیکو کی جانب سے گول لوئس رومو نے کھیل کے 50 ویں منٹ میں کیا۔ میکسیکو فیفا ورلڈ کپ کے ناک آؤٹ مرحلے میں جانے والی پہلی ٹیم ہے، جس نے راؤنڈ آف 32 میں اپنی جگہ محفوظ کرلی۔ گروپ اے میں میکسیکو 2 میچ جیت کر 6 پوائنٹس کے ساتھ سرفہرست ہے۔ ادھر فیفا فٹ بال ورلڈ کپ میں کینیڈا نے قطر کو 6-0 کے بڑے مارجن سے شکست دے کر 3 قیمتی پوائنٹس کے ساتھ میگا ایونٹ کی تاریخ کی پہلی فتح بھی حاصل کرلی۔ وینکوور میں کھیلے گئے میچ میں کینیڈا نے قطر کو آؤٹ کلاس کر دیا۔ میچ کے 78 فیصد حصے میں گیند کینیڈا کے کھلاڑیوں کے پاس رہی جس کا انہوں نے بھرپور فائدہ بھی اٹھایا۔ پہلے ہاف میں 3 گول بنائے۔ کینیڈا کی جانب سے اسکورنگ کا آغاز 16 ویں منٹ میں لارین نے کیا۔ 29 ویں اور پہلے ہاف کے انجری ٹائم میں جوناتھن ڈیوڈ نے گیند حریف ٹیم کے جال میں پہنچائی۔ وقفے پر مقابلہ 3-0 سے کینیڈا کے حق میں تھا۔ دوسرے ہاف میں بھی زیادہ تر کھیل قطر کے ڈی میں ہوا۔ 64 ویں منٹ میں سلیبہ نے گول کیا۔ 75 ویں منٹ میں قطر کے کھلاڑی منائی کی اپنی ہی غلطی سے گیند ان ہی کی ٹیم کے جال میں چلی گئی، یہ کینیڈا کا پانچواں گول تھا۔

15 سالہ ویبھو سوریا ونشی کیساتھ والدین کا سفر، بھارتی بورڈ کی وضاحت

سینئر لیول پر ہر نیشنل ٹیم میں کوئی بھی 14 یا 15 سال کا کھلاڑی نہیں ہوتا

ممبئی (آئی این پی) 15 سالہ بھارتی کرکٹر ویبھو سوریاونشی کے ساتھ والدین کے سفر کرنے سے متعلق بھارتی کرکٹ بورڈ نے وضاحت پیش کردی۔ بی سی سی آئی سیکرٹری دیواجیت سائکیا نے معاملے پر

وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ سینئر لیول پر ہر نیشنل ٹیم میں کوئی بھی 14 یا 15 سال کا کھلاڑی نہیں ہوتا، کئی دہائیوں بعد ہمیں ویبھو سوریاونشی جیسا کھلاڑی ملا ہے، ایک وقت تھا جب اس عمر میں سچن ٹنڈولکر نے نیشنل ٹیم میں جگہ بنائی تھی۔ انہوں نے کہا اس طرح کا چھوٹا بچہ جب نیشنل ٹیم کا حصہ ہوتا ہے تو کئی مسائل سامنے آ سکتے ہیں، یہ فیصلہ سوریاونشی کو آرام دہ محسوس کرانے اور سینئر کھلاڑیوں کے ماحول سے ہم آہنگ کرنے میں مددگار ہوگا۔ دیواجیت سائکیا کا کہنا تھا کہ ہمارا ماننا ہے کہ اس اقدام سے ویبھو سوریاونشی سے متعلق کئی مسائل کو کم کرنے میں مدد ملے گی۔ بھارتی ٹیم نے جون جولائی میں دورہ آئرلینڈ اور انگلینڈ میں ویبھو سوریاونشی کے ساتھ والدین کو سفر کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔

ایشین ڈبلز اسکواش چیمپئن شپ، پاکستان نے بھارت کو شکست دیکر کوارٹر فائنل کیلئے کوالیفائی کرلیا

کوالالمپور (آئی این پی) ایشین ڈبلز اسکواش چیمپئن شپ میں پاکستان نے بھارت کو شکست دیکر کوارٹر فائنل کے لیے کوالیفائی کرلیا۔ پاکستان کی دونوں ٹیموں نے کوارٹر فائنل کے لیے کوالیفائی کرلیا۔ ایک طرف نور زمان اور ناصر اقبال نے بھارت کے راہول بیٹھا اور سورج کمار کو 2-0 سے شکست دی

فرانس کے رومین گریگوئر نے ٹور ڈی سوئس سائیکل ریس کا دوسرا مرحلہ جیت لیا

برن (سی ایم لنکس) فرانس کے سائیکل سوار رومین گریگوئر نے ٹور ڈی سوئس سائیکل ریس کا دوسرا مرحلہ جیت لیا۔ سپین کے سائیکل سوار مارشل کیمپروبی دوسرے اور نیدرلینڈز کے سائیکل سوار بارٹ لیسن تیسرے نمبر پر رہے۔ ٹور ڈی سوئس سائیکلنگ ریس کے دلچسپ مقابلے سوئٹزرلینڈ میں جاری ہیں۔ ریس کا دوسرا مرحلہ لوکارنو سے لوکارنو تک 157.7 کلومیٹر کے فاصلے پر محیط تھا جس کو 23 سالہ فرانسیسی سائیکل سوار رومین گریگوئر نے عمدہ سائیکلنگ کا مظاہرہ کرتے ہوئے پہلی پوزیشن حاصل کی۔ ریس کے دوسرے مرحلے میں سپین کے سائیکل سوار مارشل کیمپروبی دوسرے اور نیدرلینڈز کے سائیکل سوار بارٹ لیسن تیسرے نمبر پر رہے۔ میگا ٹور ڈی سوئس سائیکل ریس 5 مرحلوں پر محیط ہے جس میں سائیکل سوار 633.5 کلومیٹر کا سفر طے کریں گے۔

اوول ٹیسٹ، کپتان بین اسٹوکس کی غیر موجودگی میں انگلش ٹیم مشکلات کا شکار

میٹ ہینری نے روٹ اور ہیری بروک کو لگاتار آؤٹ کر کے انگلینڈ کو دباؤ میں ڈال دیا

اوول (آئی این پی) اوول ٹیسٹ کے دوسرے دن انگلینڈ کی ٹیم نیوزی لینڈ کے خلاف مشکل صورتحال سے دوچار ہو گئی۔ اوول میں جاری ٹیسٹ میچ میں

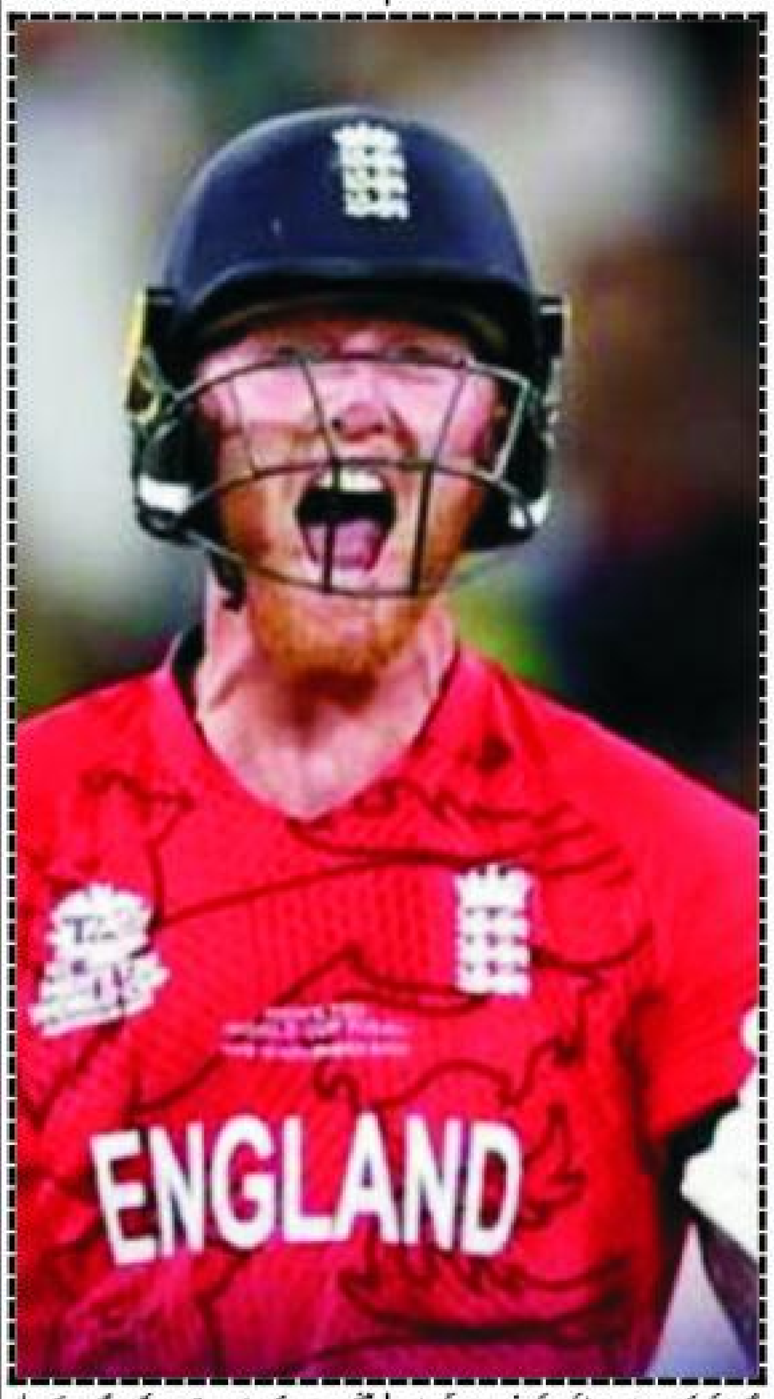

انگلینڈ کی کپتان بین اسٹوکس کی غیر موجودگی میں پہلے دن کی کارکردگی حوصلہ افزا تھی لیکن دوسرے دن ناقص حکمت عملی ایک اہم کیچ ڈراپ ہونے اور گلین فلپس کی شاندار سنچری نے میچ کا رخ بدل دیا۔ نیوزی لینڈ نے اپنی نامکمل اننگز 291 رنز سات کھلاڑی آؤٹ سے آگے بڑھاتے ہوئے 391 رنز بنا کر ختم کی۔ انگلینڈ کی جانب سے ایمیلیو گے نے نصف سنچری اسکور کی جبکہ قائم مقام کپتان جو روٹ نے 46 رنز بنائے لیکن ٹیم اچانک دباؤ کا شکار ہو گئی اور 35 رنز کے اندر تین وکٹیں گنوا بیٹھی۔ بین ڈکٹ کا رن آؤٹ بھی انگلینڈ کے لیے نقصان دہ ثابت ہوا جو ایک غیر ضروری رن لینے کی کوشش میں وہ وکٹ سے محروم ہو گئے۔ بعد ازاں میٹ ہنری نے روٹ اور ہیری بروک کو لگاتار آؤٹ کر کے انگلینڈ کو مزید مشکلات میں ڈال دیا۔ دن کے اختتام پر انگلینڈ 222 رنز پر 6 وکٹیں کھو چکا تھا اور اب بھی 169 رنز کے خسارے میں ہے۔

سابق کپتان ندا ڈار کا پاکستان کرکٹ میں واپسی کا اعلان

اپنا فوکس بڑھانے اور اسٹرینتھ کی بحالی کے لیے وقت لینے کے بعد اب میں ایک بار پھر پاکستان ٹیم کے لیے دستیاب ہوں

لاہور (یو این پی) سابق کپتان پاکستان ویمن کرکٹ ٹیم ندا ڈار نے پاکستان کرکٹ میں واپسی کا اعلان کر دیا۔ نامور آل راؤنڈر نے سوشل میڈیا پیغام میں اپنی واپسی کا اعلان کیا جس میں انہوں نے ٹیم کیلئے اپنی دستیابی کے بارے میں بتایا۔ ندا ڈار نے کہا کہ اپنا فوکس بڑھانے اور اسٹرینتھ کی بحالی کے لیے وقت لینے کے بعد اب میں ایک بار پھر پاکستان ٹیم کے لیے دستیاب ہوں۔ انہوں نے پیغام میں تحریر کیا کہ مجھے کرکٹ میں واپسی کا اعلان کر کے بڑی خوشی ہو رہی ہے، میں بہت محنت کر رہی ہوں جب بھی ٹیم کو ضرورت ہو گی میں اپنا بہترین دینے کے لیے تیار ہوں۔ ندا ڈار نے کہا کہ سب کا شکریہ جنہوں نے میرا ہر حال میں ساتھ دیا۔

فیفا ورلڈ کپ 2026 کے دوران والد کی علالت پر میسی خاندان کا اہم بیان، افواہوں کی تردید

بیونس آئرس (آئی این پی) ارجنٹینا کے عالمی شہرت یافتہ فٹبالر لیونل میسی کے والد خورخے میسی کی صحت سے متعلق گردش کرنے والی افواہوں پر فٹبالر کے خاندان نے وضاحتی بیان جاری کیا ہے۔ لیونل میسی کے خاندان کے مطابق خورخے میسی اس وقت صحت کے مسائل سے گزر رہے ہیں، وہ طبی نگرانی میں ہیں اور ان کی حالت میں بتدریج بہتری آ رہی ہے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ بعض حلقوں کی جانب سے نجی خاندانی معاملے پر غیر مصدقہ خبروں اور قیاس آرائیوں کا پھیلایا جانا افسوسناک ہے۔ میسی کے خاندان نے واضح کیا ہے کہ خورخے میسی کی صحت سے متعلق درست معلومات صرف قریبی اہل خانہ کے پاس ہیں

جنوبی افریقہ ویمنز انڈر 19 ٹیم پہلی بار پاکستان آئے گی، جولائی میں پانچ ٹی ٹوئنٹی میچز کی سیریز کھیلے گی

اسلام آباد (آئی این پی) جنوبی افریقہ ویمنز انڈر 19 کرکٹ ٹیم پہلی مرتبہ جولائی میں پاکستان کا دورہ کرے گی، جہاں وہ پاکستان ویمنز انڈر 19 ٹیم کے خلاف پانچ ٹی ٹوئنٹی میچوں کی سیریز میں حصہ لے گی۔ پاکستان کرکٹ بورڈ کے مطابق دونوں ٹیموں کے درمیان سیریز 14 سے 24 جولائی تک کراچی کے نیشنل بینک اسٹیڈیم میں کھیلی جائے گی، جنوبی افریقہ ویمنز انڈر 19 ٹیم 10 جولائی کو کراچی پہنچے گی، جبکہ دونوں ٹیمیں 11 سے 13 جولائی تک نیشنل بینک اسٹیڈیم میں ٹریننگ سیشنز میں حصہ لیں گی۔ سیریز کا پہلا ٹی ٹوئنٹی میچ 14 جولائی کو کھیلا جائے گا، جبکہ دوسرا میچ 17 جولائی، تیسرا 19 جولائی، چوتھا 22 جولائی اور پانچواں و آخری میچ 24 جولائی کو منعقد ہوگا۔ پی سی بی کے مطابق یہ سیریز دونوں ٹیموں کے لیے آئندہ اے سی سی ویمنز ٹی ٹوئنٹی ایشیا کپ اور آئی سی سی ویمنز انڈر 19 ٹی ٹوئنٹی ورلڈ کپ کی تیاریوں میں اہم کردار ادا کرے گی۔

فیفا ورلڈ کپ، سیکیورٹی کی سنگین ناکامی، متعدد شائقین بغیر ٹکٹ اسٹیڈیم میں گھس گئے

ڈیلاس (یو این پی) فیفا ورلڈ کپ 2026 میں متعدد شائقین کے بغیر ٹکٹ اسٹیڈیم میں گھسنے کے بعد سیکیورٹی انتظامات پر سنگین سوالات اٹھنے لگے۔ رپورٹ کے مطابق ڈیلاس میں انگلینڈ اور کروشیا کے درمیان میچ کے دوران متعدد انگلش شائقین ٹکٹ کے بغیر ہی اسٹیڈیم میں داخل ہو گئے۔ عینی شاہدین نے بتایا کہ متعدد افراد ٹکٹ اور سیکیورٹی چیک سے بچتے ہوئے باآسانی اسٹیڈیم میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ ایک انگلش مداح جس کے پاس باقاعدہ ٹکٹ موجود تھا اس نے صورتحال کو انتہائی مضحکہ خیز قرار دیتے ہوئے کہا کہ ٹکٹ چیکنگ بیریئرز کے اطراف میں بڑے بڑے خلا تھے جہاں سے لوگ آرام سے اندر داخل ہوتے رہے۔ عینی شاہد کا مزید کہنا تھا کہ وہاں موجود رضاکار زیادہ تر بزرگ خواتین تھیں جو کسی کو نہیں روک رہی تھیں۔ میں نے اپنا ٹکٹ اسکین کروایا لیکن کسی نے میرے جھنڈے یا ہاتھ میں موجود ورلڈ کپ ٹرافی کی نقل تک چیک نہیں کی۔ ان کے مطابق کچھ افراد بغیر ٹکٹ اسکین کیے ہی داخل ہو گئے جبکہ بعض نے رکاوٹیں پھلانگ کر اندر جانے کی کوشش کی۔ واضح رہے کہ اس میچ کے لیے سخت سیکیورٹی انتظامات کا دعویٰ کیا گیا تھا جس میں اسٹیڈیم کے اندر ماہر اسنائپرز کی تعیناتی بھی شامل تھی۔ پولیس حکام نے بھی کہا تھا کہ خصوصی تربیت یافتہ اہلکار موجود ہیں تاہم اس کے باوجود یہ واقعہ تشویش کا باعث بن گیا۔ دوسری جانب فیفا ترجمان نے کہا کہ فی الحال انہیں کسی کے بغیر ٹکٹ داخل ہونے کے کوئی شواہد نہیں ملے جبکہ پولیس نے اس حوالے سے لاعلمی ظاہر کی ہے۔ اس صورتحال پر مہنگے ٹکٹ خریدنے والے شائقین میں شدید غم و غصہ پایا جا رہا ہے۔

بقیہ 01

پر جماعت اسلامی کے صوبائی و ضلعی قائدین بشیر احمد ماندائی پروفیسر مولانا محمد ایوب منصور، پروفیسر محمد ابراہیم ایڈووکیٹ لعل بخش کھوسہ، فہد خان مندوخیل، عبدالحمید ناصر مولانا نور محمد محمد ولی حوتک و دیگر نے خطاب کرتے ہوئے مشترکہ مطالبہ کیا کہ ایران امریکہ جنگ بندی و عالمی سطح پر پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کے بعد حکومت پاکستان فوری طور پر پٹرول کی قیمت فی لیٹر 225 روپے کرکے تین سال کیلئے قیمتیں منجمد کردیں۔ بلوچستان کے عوام کو ایران سے پٹرول ڈیزل درآمد کرنے کی اجازت دی جائے۔ بلوچستان میں بے روزگاری و غربت کو دیکھتے ہوئے بلوچستان کے تمام بارڈرز ایران افغانستان فوری کھول قانونی تجارت کرنے دیا جائے۔ یوم احتجاج کے موقع پر تقاریب سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے مزید کہا کہ وفاقی حکومت نے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ کرکے پہلے ہی مہنگائی، بے روزگاری اور غربت کے بوجھ تلے دبے عوام کی مشکلات میں مزید اضافہ کردیا ہے۔ پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافے سے اشیائے خورونوش، ٹرانسپورٹ، زراعت، صنعت اور روزمرہ استعمال کی تمام ضروری اشیا مزید مہنگی ہوجائیں گی، جس کا براہ راست اثر عام شہری، مزدور، کسان، سرکاری و نجی ملازمین اور چھوٹے کاروباری طبقے پر پڑے گا۔ انہوں نے کہا کہ عالمی منڈی میں تیل کی قیمتوں میں کمی اور ایران

تھا اور ڈی ایس پی سرکل ڈیرہ بگٹی عبدالجبار ترکی کی زیر نگرانی ایس ایچ او ڈیرہ بگٹی وزیر خان مری نے پولیس ٹیم کے ہمراہ کارروائی کرتے ہوئے دو قتل کے مقدمات میں مطلوب دو اشتہاری ملزمان عبدالجبار ولد گنج اور محمد دوران ولد رحیم بخش اقوام کرمازئی بگٹی سکنان پیوخ ڈیرہ بگٹی کو گرفتار کرلیا گرفتار ملزمان مقدمہ نمبر 08/2023 بجرم دفعات 435 302 7ATA اور 34 میں مطلوب تھے پولیس کے مطابق گرفتار ملزمان کو حسب ضابطہ گرفتار کرکے مزید تفتیش کے لیے متعلقہ تھانوں کے حوالے کردیا گیا ہے جبکہ جرائم پیشہ عناصر کے خلاف کارروائیوں کا سلسلہ جاری ہے۔

بقیہ 06

سے دستبردار نہیں ہوں گی۔ میں حکومت اور انتظامیہ سے مطالبہ کرتی ہوں کہ اگر زمین کا قبضہ ختم نہ کیا گیا تو اپنے بچوں سمیت خودسوزی کروں گی جس کی تمام تر ذمہ داری اعلیٰ حکام پر عائد ہوگی۔ یہ بات انہوں نے کوئٹہ پریس کلب میں پریس کانفرنس کے دوران کہی انہوں نے کہا کہ میں نے اپنی زمین واقعہ بروری بائی پاس 2400 فٹ میں سے صرف 1200 فٹ یعنی آدھی زمین ان پر فروخت کی جبکہ مذکورہ افراد نے 1200 کی بجائے کل 2400 اراضی پر قبضہ کر رکھا ہے جس کے تمام تر ثبوت میرے پاس موجود ہے۔ اس حوالے سے کیس زیر سماعت ہے اب مذکورہ اشخاص مجھے ڈرا دھمکا رہے ہیں کہ زمین سے دستبردار ہوجائیں زمین پر قبضے کے باعث دربدر کی ٹھوکریں کھانے

[illegible]

TENDER NOTICE

The Project Director Liver Transplant Institute at Naseerabad, invites bids from eligible Bidders for supply of following items. **TSE-2526061106461 Only electronic bid will be submitted, No physical bid is required. Note: In All Procurements of GOB Whether Through Electronic or Manual Bid Submission, It is Mandatory For All Bidders to Get Registered At Electronic Public Procurement System of BPPRA GOB.**

Tender Fee Not required

S.No	Class of Object	Bid Security
1	Manufactured Vehicles & Accessories (Total Item(s) Count: 1)	2%

Procurements shall be made under the Balochistan Public Procurement Rules – 2014. **Eligibility of Bidders:** 1 Assignments of Similar Nature and Complexity 12,500,000 in Previous 1 Years Turn over of at least 11,000,000 PKR in 1 Subsequent Previous Years Presence in Active Tax Payer List Sales Tax Certificate The bidding firm must not be currently blacklisted by any procuring agency of Pakistan JV is not permissible Submission of the required Bid Security In case Bid Security is not found as required during financial evaluation the bidding firm shall be declared as in-eligible and non-responsive Delivery Timeline and place of Delivery. **Procedure Of Procurement:** Single Stage Two Envelope Bidding Procedure **Bid Security:** The bids must accompany Bid Security in the form of Deposit at Call of 2 % specified above in the name of the undersigned from a scheduled bank. **Tender Documents:** The NIT & Bidding Document can be obtained electronically from www.bppra.gob.pk **Issuance of tender Documents:** Complete Bidding Document **can be viewed at www.bppra.gob.pk Last Date of bid submission:** Bid can only be submitted electronically latest by 06 July, 2026till 12:00 PM through supplier dashboard. **Tender opening:** All tenders will be opened on same day at 01:00 PM on EPPS System **Address:** CWPP&H Complex Jaffar Khan Jamali Road Quetta. **Phone no: 03337833209**
Email: engineerkalat@gmail.com

Project Director
Liver Transplant Institute at Naseerabad.

AB No.1479/19-06-2026

www.dpr.gob.pk @dpr_gob dpr.gob @dgpr.balochistan

جمعیت علما اسلام ضلع کوئٹہ کی ضلعی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس ضلعی امیر کی زیر صدارت ضلعی دفتر میں منعقد ہوا

جماعتی نظم و ضبط کو ہر حال میں مقدم رکھا جائے گا، جمعیت (ف)

نظریاتی محاذ پر امتِ مسلمہ کے عقائد و اقدار کے تحفظ اور فتنوں کے سدباب کیلئے مضبوط ڈھال کی حیثیت رکھتی ہے

کوئٹہ (آن لائن) جمعیت علما اسلام ضلع کوئٹہ کی ضلعی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس ضلعی امیر شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمن رفیق کی زیر صدارت ضلعی دفتر میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں جماعتی و تنظیمی امور ماتحت یونٹوں کی فعالیت کارکردگی اور تنظیمی پیش رفت کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں ضلعی مجلس عاملہ کے اراکین نے شرکت کی اجلاس میں چاروں ٹاؤن کمیٹیوں نے بلدیاتی انتخابات، حلقہ بندیوں، تنظیمی سرگرمیوں اور یونٹوں کی مجموعی کارکر (صفحہ نمبر 3 بقیہ نمبر 15)

آئندہ کا سیاسی لائحہ عمل پر مشاورت جاری ہے، ڈاکٹر سردار امیر محمد کچکی

عوام کیلئے روزگار سمیت ترقیاتی منصوبوں کی منظوری حوالے کوئی عملی اقدامات نہیں کیے گئے

کوئٹہ (آن لائن) معروف سیاسی و سماجی شخصیت ڈاکٹر سردار امیر محمد کچکی نے کہا ہے کہ نیشنل پارٹی میں نظریاتی اور دیرینہ کارکنوں کی کوئی اہمیت نہیں رہی، جبکہ موسمیاتی پرندوں اور مفاد پرست عناصر کو فوقیت دی جا رہی ہے۔ اپنے ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ وہ گزشتہ اٹھارہ برس سے نیشنل پارٹی سے وابستہ رہے ہیں اور اس عرصے کے دوران پارٹی کے لیے بھرپور خدمات انجام دیتے رہے۔ انہوں نے کہا کہ دورانِ ملازمت طاہر بزنجو کی موجودگی میں پریس کانفرنس کر کے نیشنل پارٹی میں شمولیت کی تھی۔ تاہم انہیں مسلسل نظر انداز کیا جاتا رہا۔ ڈاکٹر سردار امیر محمد کچکی (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 16)

اعلامیہ رجسٹرار لسبیلہ یونیورسٹی آف ایگریکلچر واٹر اینڈ میرین سائنسز

لسبیلہ (خ ن) رجسٹرار لسبیلہ یونیورسٹی آف ایگریکلچر واٹر اینڈ میرین سائنسز کے جاری کردہ پریس ریلیز میں کہا گیا ہے کہ مختلف شعبہ جات میں لیکچررز کی اسامیوں کے لیے ٹیسٹ مین کیمپس اوتھل، یونیورسٹی کالج آف ڈیرہ مراد جمالی اور اے کالج کوئٹہ میں منعقد ہونگے۔ یونیورسٹی ا (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 14)

بلوچستان میں آج بھی متعدد اضلاع میں جدید طبی سہولیات کا فقدان ہے، سینیٹر محمد عبدالقادر

بلوچستان کے روشن مستقبل کا انحصار اب صرف بجٹ کے اعلانات پر نہیں بلکہ ان کے موثر اور شفاف نفاذ پر ہے

بلوچستان کے مالی سال 27-2026 کے بجٹ میں تعلیم کیلئے 96 ارب روپے اور صحت کیلئے 197 ارب روپے مختص کیے

کوئٹہ (آن لائن) چیئرمین قائمہ کمیٹی برائے وفاقی پیداوار سینیٹر محمد عبدالقادر نے کہا ہے کہ بلوچستان کے مالی سال 27-2026 کے بجٹ میں تعلیم کیلئے 96 ارب روپے اور صحت کیلئے 197 ارب روپے مختص کیے جانا ایک انتہائی اہم اور خوش آئند اقدام ہے۔ یہ اعداد و شمار اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ صوبائی حکومت نے انسانی ترقی کے دو بنیادی شعبوں کو اپنی ترجیحات میں شامل کیا ہے۔ تاہم اس بڑے مالیاتی پیکیج (صفحہ نمبر 3 بقیہ نمبر 13)

ملک بھر کی طرح بلوچستان بھر میں بھی پٹرولیم مصنوعات قیمتوں میں ظالمانہ اضافے کے خلاف یوم احتجاج منایا گیا

بلوچستان کے عوام کو ایران سے پٹرول ڈیزل درآمد کرنے کی اجازت دی جائے، جماعت اسلامی

بے روزگاری و غربت کو دیکھتے ہوئے بلوچستان کے تمام بارڈرز ایران افغانستان فوری کھول قانونی تجارت کرنے دیا جائے

کوئٹہ (آن لائن) امیر جماعت اسلامی پاکستان انجینئر حافظ نعیم الرحمٰن کی کال پر ملک بھر کی طرح بلوچستان بھر میں بھی پٹرولیم مصنوعات قیمتوں میں ظالمانہ اضافے کے خلاف یوم احتجاج منایا گیا لورالائی نصیرآباد ژوب جعفرآباد ہرنائی ڈیرہ مراد جمالی ڈیرہ اللہ یار سمیت ضلعی ہیڈکوارٹرز میں پریس کلبز و جمعہ نماز کے بعد مساجد کے سامنے و پبلک مقدمات پر ریلیاں، مظاہرے واحتجاجی جلسے منعقد ہوئے۔ اس موقع (صفحہ نمبر 3 بقیہ نمبر 1)

کوئٹہ، مشیر برائے ترقی نسواں ربابہ خان بلیدی اور صوبائی مشیر کھیل مینا مجید اسمبلی اجلاس کے دوران بات چیت کر رہی ہیں

محکمہ تعلیم کی حالیہ کلاس فور بھرتیاں مروجہ قوانین کیخلاف ہیں، حفیظ ترین

ہرنائی میں حالیہ تعیناتیوں کا تحقیقات کر کے مستحق حقداروں کو تعینات کیا جائے

ہرنائی (آن لائن) پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے صوبائی ڈپٹی سیکرٹری حفیظ ترین نے محکمہ تعلیم کے حالیہ کلاس فور بھرتیوں کو محکمہ تعلیم کے مروجہ قوانین کے خلاف قرار دیتے ہوئے اسے فوری طور پر منسوخ کرنے کا مطالبہ کیا ہے اور کہا ہے کہ محکمہ تعلیم [illegible] قواعد وضوابط کے خلاف تعیناتیوں کا نوٹس لیا جائے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ حالیہ بھرتیوں سے پہلے بھی فارم 47 کے مسلط صوبائی وزیر نے کرپشن کے ذریعے ایک ایک پوسٹ پر لاکھوں روپے وصول کر کے غیر قانونی طریقے سے نائب قاصد و [illegible] (صفحہ نمبر 3 بقیہ نمبر 2)

تحصیل گندواہ میں سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو گرفتار کیا جائے، مولانا محمد رمضان مینگل

کوئٹہ (آن لائن) سنی علماء کونسل بلوچستان کے امیر مولانا محمد رمضان مینگل نے ضلع جھل مگسی گنداواہ خلیفہ ثانی سیدنا حضرت عمر فاروق اعظمؓ شان میں گستاخی کرنے کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت اور انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ گستاخ کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے اگر (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 12)

ملک میں بڑھتی ہوئی آبادی بہت سے مسائل پیدا کر رہی ہے، ظفر بلیدی

ڈیٹا انٹری اور دیگر ملازمین کی صلاحیتوں میں اضافے کیلئے وقتاً فوقتاً ٹریننگز کا انعقاد کر رہے ہیں

فیملی پلاننگ کرنے والے جوڑوں کا مکمل ڈیٹا محفوظ بنانے کیلئے تمام وسائل بروئے کار لا رہے ہیں

[illegible] (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 11)

سرکاری ملازمین پر تشدد اور گرفتاریوں کی شدید مذمت کرتے ہیں، پی ٹی آئی

آئینی اور جمہوری حقِ احتجاج کو طاقت کے ذریعے دبانے کی کوششیں قابلِ افسوس اور قابلِ مذمت ہیں، ملک غفار

حکومت مسائل کے حل کے بجائے طاقت کا استعمال کر کے حالات کو مزید خراب کر رہی ہے حکومت ہوش کے ناخن لے

کوئٹہ (آن لائن) پاکستان تحریک انصاف کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات ملک غفار خان کاکڑ نے آل گورنمنٹ ایمپلائز گرینڈ الائنس بلوچستان کے پرامن احتجاجی مظاہرے پر مبینہ تشدد، گرفتاریوں اور سرکاری ملازمین کے ساتھ ناروا سلوک کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ آئینی اور جمہوری حقِ احتجاج کو طاقت کے ذریعے دبانے کی کوششیں قابلِ افسوس اور قابلِ مذمت ہیں۔ یہاں جاری (صفحہ نمبر 3 بقیہ نمبر 3)

مضبوط، باوقار اور ترقی یافتہ قوم کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے، میر رحمت صالح بلوچ

شہید میر عبدالخالق لانگو کی سیاسی و نظریاتی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی، رکن اسمبلی

کوئٹہ (آن لائن) نیشنل پارٹی کے مرکزی رہنما اور رکن بلوچستان اسمبلی میر رحمت صالح بلوچ نے شہید میر عبدالخالق لانگو کی برسی کے موقع پر جاری اپنے بیان میں انہیں زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ شہید میر عبدالخالق لانگو فکری، نظریاتی اور سا (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 10)

دینی مدارس اسلام کے مضبوط قلعہ ہے، مولانا محمد طاہر

ملک میں انتشار پھیلانے والی اندرونی قوتوں کو ناکام بنایا جائے

کوئٹہ (آن لائن) جمعیت علما اسلام ضلع کوئٹہ سابق سیکرٹری اطلاعات و امیر مجمع المدارس یونٹ کلی چلتن ریسانی ہزار گنجی مولانا محمد طاہر توحیدی نے کلی چلتن ریسانی ہزار گنجی میں جامعہ تعلیم القرآن ذاکریہ کے زیر اہتمام دستار فضیلت سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دینی مدارس اسلام کے مضبوط قلعہ ہے دینی مدارس کے خلاف سازش کرنے والے حکمران سابقہ حکمرانوں سے (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 4)

تاریخی تعلیمی ادارے کو بچانا اور بچوں کے حق تعلیم کے تحفظ کو یقینی بنانا ہے، محمد نعیم خان

کوئٹہ (آن لائن) کنزیومر سول سائٹی بلوچستان کے چیئرمین ایجوکیشن سیل محمد نعیم خان اور پروگریسیو فیاری پرائیوٹیز بلوچستان عدنا (صفحہ نمبر 3 بقیہ نمبر 9)

کوئٹہ، بلوچستان گرینڈ الائنس کے عہدیداروں سکندر لہڑی، یونس کاکڑ، پروفیسر آغا زاہد کی قیادت میں وفد اراکین اسمبلی میر لیاقت لہڑی، اسفندیار کاکڑ اور عبید گورگیج سے ملاقات کر رہے ہیں

ڈیرہ بگٹی پولیس کی مختلف کارروائیاں چار مطلوب ملزمان گرفتار

جرائم پیشہ عناصر کے خلاف کارروائیوں کا سلسلہ جاری ہے، پولیس حکام

ڈیرہ بگٹی (آن لائن) ڈیرہ بگٹی پولیس نے جرائم پیشہ عناصر اور اشتہاری ملزمان کے خلاف جاری مہم کے دوران مختلف کارروائیوں میں چار مطلوب ملزمان کو گرفتار کر لیا پولیس ذرائع کے مطابق گزشتہ روز ایس پی ڈیرہ بگٹی ضیاء الحق مندوخیل کی ہدایات پر مختلف سرکلز میں کارروائیاں عمل میں لائی گئیں ڈی ایس پی سرکل سوئی محمد خالد بزدار کی زیر نگرانی سی آئی اے انچارج محمد (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 5)

میونسپل کمیٹی گنداخہ کے سیاسی سماجی، مزدور کسان معذور، بیوہ خواتین کا ایک مشترک اجلاس

گنداخہ (آن لائن) میونسپل کمیٹی گنداخہ کے سیاسی سماجی۔ مزدور کسان معذور۔ بیوہ خواتین کا ایک مشترک اجلاس سوشل ایکٹوسٹ فورم گنداخہ میں منعقد ہوا اجلاس میں میو (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 8)

بروری بائی پاس پر واقع میری سے قبضہ واگزار کیا جائے، ساجدہ

میں کسی صورت اپنی جائیداد سے دستبردار نہیں ہوں گی، پریس کانفرنس

کوئٹہ (آن لائن) کوئٹہ ولی جیٹ کی رہائشی خاتون ساجدہ نے الزام عائد کیا کہ بروری بائی پاس پر واقع میری زمین پر لعل خان بگٹی، ہزار خان بگٹی، شوکت بگٹی، برکت بگٹی نے قبضہ کر رکھا ہے زمین کے تمام قانونی دستاویزات موجود اور کیس عدالت میں زیر سماعت ہونے کے باوجود مجھے دھونس دھمکیوں کے ذریعے مرعوب کرنا چاہتے ہیں میں کسی صورت اپنی جائیداد (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 6)

نور احمد محمد حسنی کی صدارت میں مسلم لیگ (ن) بلوچستان کے سینئر ساتھیوں کا اجلاس

کوئٹہ (آن لائن) پاکستان مسلم لیگ (ن) بلوچستان کے رہنما نور احمد محمد حسنی کی صدارت میں جمعہ کو مسلم لیگ (ن) بلوچستان کے سینئر ساتھیوں کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں سید جہانگیر شاہ، ارشد علی، رفیق جنگ (صفحہ نمبر 3 بقیہ نمبر 7)

اسلام سلامتی، امن، رواداری، برداشت اور عدم تشدد کا درس دیتا ہے، مہتمم مدارس البنات

محرم الحرام میں پیغام پاکستان اور ضابطہ اخلاق پر عمل درآمد کیا جائے ڈاکٹر قاری عبدالرشید

اسلام سلامتی، امن، رواداری، برداشت اور عدم تشدد کا درس دیتا ہے اور فرقہ واریت، منافرت اور عدم برداشت کے خلاف ہے

کوئٹہ (آن لائن) مہتمم مدارس البنات بلوچستان ڈاکٹر قاری عبدالرشید نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا پیغام پاکستان تمام مسالک کے علاکرام مشائخ اور مفتیان کرام کا ایک متفقہ فتویٰ اور بیانیہ ہے جس پر تمام مسالک کے ہزاروں لوگوں کے دستخط ہیں۔ اس پیغام پاکستان اور ضابطہ اخلاق پر عمل کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام سلامتی، امن، رواداری، برداشت اور عدم تشدد کا درس دیتا ہے اور فرقہ واریت، منافرت اور عدم برداشت کے خلاف ہے اسلئے حکومت کو چاہئے کہ آنے والے محرم الحرام میں امن و امان کے لئے ہر ممکن (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 21)

اشیائے ضروریہ مناسب نرخوں پر فراہم کرنا حکومت کی اولین ترجیح ہے، تحصیلدار سوراب

سوراب (خ ن) حکومت بلوچستان اور ڈپٹی کمشنر صاحبزادہ نجیب اللہ کی ہدایات کی روشنی میں تحصیلدار سوراب محمود احمد کرد نے ہمراہ ڈاکٹر محمد ایوب زہری، لائیو اسٹاک، ریڈرائے (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 17)

بی این پی کا فاطمہ جناح اسپتال کوئٹہ کے احتجاجی کیمپ کا دورہ، مطالبات کی حمایت کا اعلان

کوئٹہ (آن لائن) بلوچستان نیشنل پارٹی کے مرکزی لیبر سیکرٹری موسیٰ بلوچ، سینٹرل ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبر غلام نبی مری، نے الائیڈ ہیلتھ آرگنائزیشن فاطمہ جناح انسٹیٹیوٹ آف (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 20)

جعلی حکومت میں کوئٹہ والوں کے ساتھ مسلسل زیادتی ہو رہی ہے، ایچ ڈی پی

بجٹ کو کوئٹہ دشمن، ملازم دشمن اور عوام دشمن بجٹ قرار دیکر اسے مسترد کر دیا گیا

کوئٹہ (آن لائن) ہزارہ ڈیموکریٹک پارٹی کے مرکزی بیان میں جعلی حکومت کی طرف سے بجٹ برائے سال 2027-2026 میں کوئٹہ شہر کو نظر انداز کرتے اور فارم 47 کی طرز پر ٹھیکیدار مسلط ممبران کی طرف سے صوبائی حلقہ 40 اور 42 میں نئی اسکیمیں نہ ڈالنے اور شہر بھر کو نظر انداز کرنے کو غیر مقامی مسلط ٹھیکیداروں کی نااہلی اور کوئٹہ شہر کی ترقی سے عدم دلچسپی اور کاروباری سوچ قرار دیتے ہوئے کہا کہ ان افراد نے پارٹی کے سابقہ اراکین اسمبلیوں کی چند آن گو (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 18)

واٹر سپلائی اسکیموں کو سولر توانائی پر منتقل کرنے کا عمل شروع کر دیا ہے، نیاز بلوچ

کوہلو (آن لائن) بلوچستان کے ضلع کوہلو میں ایکسین پبلک ہیلتھ انجینئرنگ حاجی نیاز احمد بلوچ نے قلت آب اور بجلی کی غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ کے مسئلے کو مدنظر رکھتے ہوئے متعدد واٹر سپلائی اسکیموں کو سولر توانائی پر منتقل کرنے کا عمل شروع کر دیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق حالیہ دنوں میں بجلی کی غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ کے باعث کوہلو شہر اور گردونواح میں پینے کے پانی کی فراہمی متاثر ہو رہی تھی، جس کے نتیجے میں شہریوں کو پانی کی قلت کا سامنا تھا۔ اس صورتحال (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 19)

ڈپٹی کمشنر کوئٹہ مہر اللہ بادینی محرم الحرام کے سلسلے میں شیعہ علماء کانفرنس کے اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں

صوبے کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ بجٹ مکمل طور پر آٹومیشن سافٹ ویئر کے ذریعے تیار کیا گیا ہے،

بلوچستان کی تاریخ کا پہلا آٹومیشن سوفٹ ویئر بیسڈ بجٹ، صوبائی کابینہ کا اظہار مسرت

وزیر اعلیٰ کا ایڈیشنل چیف سیکرٹری ترقیات و منصوبہ بندی زاہد سلیم اور پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کی پوری ٹیم کو خراج تحسین

کوئٹہ (خ ن) بلوچستان کی تاریخ میں پہلی بار آٹومیشن سافٹ ویئر کے ذریعے بجٹ کی ڈیجیٹائزڈ تشکیل کو صوبائی کابینہ نے ایک اہم انتظامی سنگ میل قرار دیتے ہوئے اس پر مسرت اور اطمینان کا اظہار کیا ہے گزشتہ روز وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی کی زیر صدارت صوبائی کابینہ کے اجلاس میں مالی سال کے بجٹ کی جدید، شفاف اور ڈیجیٹل بنیادوں پر تیاری کو سراہا گیا۔ اجلاس میں بتایا گیا کہ (صفحہ نمبر 3 بقیہ نمبر 22)

یاسر اقبال دشتی کی زیرِ صدارت ڈسٹرکٹ ہیلتھ کمیٹی کا اجلاس

اپنی ذمہ داریاں پوری دیانتداری اور احساسِ ذمہ داری کے ساتھ نبھائیں

تربت (خ ن) ڈپٹی کمشنر کیچ یاسر اقبال دشتی کی زیر صدارت ڈسٹرکٹ ہیلتھ کمیٹی کا اہم اجلاس ڈی سی آفس تربت میں منعقد ہوا۔ جس میں ضلع کیچ کے سرکاری ہسپتالوں کی کارکردگی، عوام کو فراہم کی جانے والی طبی سہولیات اور صحت کے شعبے کو درپیش مسائل کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کیچ ڈاکٹر عبدالرف بلوچ، میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ٹیچنگ ہسپتال تربت ڈاکٹر عبدالوحید بلیدی، ڈی ایم پی پی ایچ آئی ڈاکٹر مرتضیٰ بلوچ، خزانہ آفیسر صدام بلوچ، ڈی ایس وی عبداللطیف بلوچ، ایم ای آفیسر دیدگ ملک، ڈرگز آفیسر محمد اکرم سمیت دیگر (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 31)

اے ڈی سی لورالائی او اے سی کی گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول لورالائی کا دورہ

لورالائی (خ ن) ڈپٹی کمشنر لورالائی محمد حبیب شجاع کی خصوصی ہدایت پر ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر (ریونیو) محمد اسماعیل مینگل اور اسسٹنٹ کمشنر لورالائی ندیم اکرم نے گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول لورالائی کا دورہ کر کے جاری ترقیاتی منصوبوں کا تفصیلی جائزہ لیا۔ دورے کے دوران افسران (صفحہ نمبر 3 بقیہ نمبر 28)

ڈپٹی کمشنر ژوب کی زیرِ صدارت تاریخ پیدائش کی درستگی سے متعلق اجلاس

سرکاری ملازمین کے سروس ریکارڈ میں درست معلومات کی موجودگی میں ہوگی

ژوب (خ ن) ڈپٹی کمشنر ژوب محمد نعیم خان کی زیر صدارت ضلع بھر کے سرکاری ملازمین کے SAP سسٹم میں تاریخ پیدائش کی درستگی سے متعلق ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں متعلقہ کمیٹی کے ارکان، ضلعی افسران اور متاثرہ سرکاری ملازمین نے شرکت کی۔ اجلاس کے دوران موصول ہونے والی تمام درخواستوں اور کیسز کا تفصیلی جائزہ لیا گیا جبکہ پیش کردہ دستاویزات کی باریک بینی سے جانچ پڑتال کی گئی۔ مکمل اور قواعد کے مطابق درست پائے جانے والے کیسز کی منظوری دے دی گئی، جبکہ بعض درخواستوں میں ریکارڈ کی مزید تصدیق اور ضروری دستا (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 27)

اپنے بیٹے کی گمشدگی کی رپورٹ قادر آباد پولیس تھانہ میں درج کرادی گئی ہے، عبدالسلام بادینی

نوشکی (آن لائن) کلی بادینی کے رہائشی عبدالسلام بادینی نے پریس کلب نوشکی میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کا بیٹا شاہد بادینی تقریباً دو سال قبل ایران جانے کا کہہ کر گھر سے نکلا تھا، جس کے بعد سے وہ لاپتہ ہے۔ اس دوران نہ تو شاہد بادینی نے اپنے (صفحہ نمبر 3 بقیہ نمبر 23)

اسلام آباد، وفاقی وزیر خزانہ سینیٹر محمد اورنگزیب کابینہ کی کمیٹی برائے سرکاری اداروں کے اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں

ندیم احمد خان کا پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں حالیہ کمی کا خیر مقدم

یہ اقدام عوام کو ریلیف فراہم کرنے کی جانب ایک مثبت قدم ہے، رہنما پیپلز پارٹی

کوئٹہ (آن لائن) پاکستان پیپلز پارٹی بلوچستان کے صوبائی رہنما ندیم احمد خان نے وفاقی حکومت کی جانب سے پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں حالیہ کمی کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ اقدام عوام کو ریلیف فراہم کرنے کی جانب ایک مثبت قدم ہے۔ تاہم موجودہ عالمی منڈی میں تیل کی قیمتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت کو چاہیے کہ پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں مزید کمی کرتے ہوئے انہیں 250 روپے فی لیٹر یا اس سے کم سطح تک لانے کے لیے عملی اقدامات کرے تاکہ مہنگائی کے بوجھ تلے دبے ہوئے عوام کو حقیقی ریلیف مل سکے۔ انہوں نے کہا کہ پٹرولیم (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 30)

کسی بھی مسافر کو مطلوبہ دستاویزات اور ضابطہ کاری کی تکمیل کے بغیر ٹکٹ جاری نہ کیا جائے، سیکرٹری آر ٹی اے

کوئٹہ (آن لائن) دفتر سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کوئٹہ سے جاری ہونے والے ایک سرکلر کے مطابق تمام لانگ روٹ بس کوچ کمپنیوں کو نوٹس دی جاتی ہے کہ موجودہ سیکیورٹی صورتحال اور قومی شاہراہوں پر جرائم کے بڑھتے ہوئے واقعات کے پیش نظر حکومت بلوچستان (صفحہ نمبر 3 بقیہ نمبر 29)

کھلاڑی قوموں کے سفیر ہوتے ہیں، نیشنل پارٹی

کھیل کے میدان ویران ہونگے تو ہسپتال آباد ہونگے

کوئٹہ (آن لائن) نیشنل پارٹی کے صوبائی یوتھ سیکرٹری محمد رند نے پارٹی کے مرکزی سیکرٹریٹ میں بلوچستان سے تعلق رکھنے والے نیشنل اور انٹرنیشنل سطح کے کھلاڑیوں کو پارٹی کی طرف سے تعریفی اسناد سے نوازنے کی تقریب منعقد کی تقریب سے پارٹی کے مرکزی سیکرٹری جنرل میر کبیر احمد محمد شہی، صوبائی صدر اسلم بلوچ، چیئرمین بی ایس او پجار بوہیر صالح بلوچ، صوبائی جنرل سیکرٹری چنگیز حئی بلوچ نیشنل پارٹی ضلع کوئٹہ کے صدر (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 26)

ہزارہ ڈیموکریٹک پارٹی کے ضلعی کونسل الیکشن کمیٹی کے انتخابات کا انعقاد

کوئٹہ (آن لائن) ہزارہ ڈیموکریٹک پارٹی کے ضلعی کونسل الیکشن کمیٹی کے بیان کے مطابق پارٹی کے بنیادی کونسلوں کے 9 رکنی اراکین کے انتخاب کے سلسلے میں پارٹی کے مرکزی اور ہزارہ ٹاؤن دفاتر میں صبح 10 سے شام 5 بجے تک وقفے کے بغیر انتخابات منعقد ہوئے جس (صفحہ نمبر 3 بقیہ نمبر 24)

سیف الدین کھوسہ کا ڈی ایچ کیو صحبت پور کا دورہ

کسی قسم کی غفلت یا کوتاہی ہرگز برداشت نہیں کی جائے گی

صحبت پور (خ ن) ڈپٹی کمشنر صحبت پور فرید وترین کی خصوصی ہدایات کی روشنی میں اسسٹنٹ کمشنر صحبت پور سیف الدین کھوسہ نے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال (ڈی ایچ (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 25)

اپاپولیشن ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری ظفر علی بلیدی، ڈپٹی ڈائریکٹر پلاننگ ناصر خان، محمد احمد محکمہ الیکٹرانک کلائنٹ ریکارڈ ٹریننگ کے اختتام پر ماسٹر ٹرینرز کو اسناد دے رہے ہیں

عوامی مسائل کے حل کیلئے سنجیدہ کاوشوں کے نتیجے میں سریاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ سریاب ماسٹر پلان کی باقاعدہ منظوری

پیپلز پارٹی کے صوبائی وزیر اور خادم سریاب علی مدد جتک کی انتھک محنت رنگ لے آئی

ماحولیات کے تحفظ اور مستقبل کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے جدید شہری ڈھانچے کی تشکیل بھی اس منصوبے کا حصہ ہوگی

کوئٹہ (آن لائن) صوبائی وزیر، پاکستان پیپلز پارٹی کے مرکزی رہنما اور خادمِ سریاب حاجی علی مدد جتک کی انتھک محنت، مسلسل جدوجہد، موثر حکمت عملی اور عوامی مسائل کے حل کے لیے سنجیدہ کاوشوں کے نتیجے میں سریاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ سریاب ماسٹر پلان کی باقاعدہ منظوری عمل میں آ گئی ہے، جسے علاقے کی ترقی، خوشحالی اور جدید شہری منصوبہ بندی کی جانب ایک تاریخی اور انقلابی پیش رفت قرار دیا جا رہا ہے۔ عوا (صفحہ نمبر 3 بقیہ نمبر 38)

ڈپٹی کمشنر نصیر آباد کا مختلف عوامی فلاح و بہبود کے جاری منصوبوں کا دورہ

نصیر آباد (خ ن) ڈپٹی کمشنر نصیر آباد وریندر لعل نے جمعہ کے روز مختلف عوامی فلاح و بہبود کے جاری منصوبوں کا تفصیلی دورہ کیا (صفحہ نمبر 3 بقیہ نمبر 37)

شہری رابطوں اور ساحلی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرے گا، معین الرحمٰن

جاری ترقیاتی منصوبوں کو مقررہ معیار اور وقت کے مطابق مکمل کیا جائیگا، گفتگو

گوادر (خ ن) ڈائریکٹر جنرل گوادر ڈویلپمنٹ اتھارٹی معین الرحمٰن خان نے جمعہ کو شادی کے مقام کے قریب واقع پلیری کور ہور کے مقام پر میرین ڈرائیو پر زیر تعمیر کازوے منصوبے کا دورہ کیا، اس موقع پر چیف انجینئر جی ڈی اے حاجی سید محمد بھی ہمراہ تھے۔ جہاں انہوں نے جاری تعمیراتی سرگرمیوں، بالخصوص آر سی سی اور کنکریٹ کے کام کا تفصیلی معائنہ کیا۔ اس (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 39)

جرائم پیشہ عناصر کو عوام کی مدد سے قانون کے شکنجے میں جکڑیں گے، کامران نواز پنجوتھا

پولیس عوام کے جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنانے کیلئے اپنے فرائض بخوبی سرانجام دے رہی ہے

کوئٹہ (آن لائن) ڈی آئی جی نصیر آباد رینج کامران نواز پنجوتھا نے کہا ہے کہ پولیس عوام کے جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے اپنے فرائض بخوبی سرانجام دے رہی ہے جرائم پیشہ عناصر کو عوام کی مدد سے قانون کے شکنجے میں جکڑیں گے تاکہ امن کے قیام کو شرمندہ تعبیر بنایا جا سکے۔ یہ بات انہوں نے گزشتہ روز سندھ بلوچستان پولیس کو مختلف مقدمات میں مطلوب 2 خطرناک ملزمان کو زخمی حالت میں گرفتار کرنے کے بعد مذکورہ ٹیم کی کارروائی کو سراہتے ہوئے انہیں تعریفی سرٹیفکیٹس دینے کے موقع پر گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر ایس ایس پی نصیر آباد اسد خا (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 32)

قلعہ عبداللہ، غیر قانونی تعمیرات اور تجاوزات کے خلاف ضلعی انتظامیہ کا آپریشن جاری

قلعہ عبداللہ (خ ن) ڈپٹی کمشنر قلعہ عبداللہ منور حسین مگسی کی خصوصی ہدایت پر ضلع بھر میں غیر قانونی تعمیرات اور تجاوزات کے خلاف ضلعی انتظامیہ کا آپریشن جاری ہے۔ اس سلسلے میں اسسٹنٹ کمشنر قلعہ عبداللہ سردار عبداللہ خان کی قیادت میں مختلف مقامات پر کارروائی عمل (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 34)

معاشرتی و سماجی بھلائی کیلئے رسومات میں بنیادی تبدیلیاں درکار ہیں، عبدالمتین اخونزادہ

ٹیکنالوجی و ترقی کے باعث نوجوانوں و خواتین کی نفسیاتی و جذباتی کیفیات تبدیل ہو کر رہ گئے ہیں

لورالائی میں عوامی جرگہ نے آسان شادی، مضبوط معاشرہ کے تعمیم کے لئے متفقہ قرارداد منظور کر لی

لورالائی (آن لائن) سماجی و معاشی اصلاحات کے سلسلے میں میونسپل کمیٹی لورالائی کے ہال میں نہایت اہم اور بنیادی ضروری موضوع "آسان شادی، مضبوط معاشرہ" کے عنوان سے ایک اہم نمائندہ عوامی جرگہ منعقد ہوا جسکے میزبان لورالائی کے سینئر صحافی حاجی پیر محمد کاکڑ تھے سٹیج سیکرٹری کے فرائض پروفیسر کریم عامر نے سرانجام انجام دیے جرگہ میں انتہائی اہم و معنی خیز (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 35)

ڈپٹی کمشنر استا محمد کا واٹر سپلائی فیز II کے تحت قائم تالابوں کی بھرائی کے جاری عمل کا دن بھر اور رات گئے تک جائزہ

اوستہ محمد (خ ن) ڈپٹی کمشنر استا محمد محمد رمضان پلال نے واٹر سپلائی فیز II کے تحت قائم تالابوں کی بھرائی کے جاری عمل کا د (صفحہ نمبر 3 بقیہ نمبر 36)

ڈپٹی کمشنر کوئٹہ مہر اللہ بادینی کی زیر صدارت شیعہ کانفرنس کے نمائندوں کے ساتھ اجلاس

کوئٹہ (خ ن) ڈپٹی کمشنر کوئٹہ مہر اللہ بادینی کی زیر صدارت شیعہ کانفرنس کے نمائندوں کے ساتھ ایک اجلاس منعقد ہوا، جس میں محرم الحرام اور یوم عاشورہ کے انتظامات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں عزاداروں کو درپیش سہولیات، بالخصوص پانی اور گیس کی فراہمی، سیکیورٹی انتظامات اور دیگر متعلقہ امور پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ شیعہ کانفرنس کے نمائندوں نے اپنی تجاو (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 40)

وفاقی محتسب کے حکم پر درخواست گزار حاجی مولا داد اور دیگر کنٹریکٹرز کی گیس دفتر آمد پر عائد پابندی ختم کروادی گئی

کوئٹہ (پ ر) درخواست گزار حاجی مولا داد نے بتایا کہ گیس آفس کی جانب سے ان پر اور دیگر کنٹریکٹرز کی گیس دفتر آمد پر بلاجواز پابندی عائد کر دی گئی تھی۔ جس سے متعلق انہوں نے متعلقہ محکمے کے افسران سے بات کی لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ لہذا، انصاف (صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 33)

جماعت اسلامی کے صوبائی امیر ایم پی اے مولانا ہدایت الرحمٰن، خواتین کی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر حمیرا طارق، سابق ایم پی اے ثمینہ سعید جماعت اسلامی خواتین کے زیر اہتمام بیدار خواتین مضبوط پاکستان کے عنوان سے منعقدہ سیمینار سے خطاب کر رہے ہیں

چیف ایڈیٹر و پبلشر محمد عاطف خان نے السعید پرنٹنگ پریس مشن روڈ کوئٹہ سے چھپوا کر دفتر روزنامہ تعمیر وطن کوئٹہ اسٹینڈرڈ کمپلیکس مشن روڈ کوئٹہ سے شائع کیا فون فیکس: 2824878 موبائل نمبر: 03337867133 ای میل: tameerewatan33@gmail.com twnisb@gmail.com